



Masood Faisal Jhandir Library

ارتصانیف

فاضل اجل و عالم بے بدل جناب مولوی غلام قادر صاحب قریبی حشری سیالوی
بھیروی مرحوم مدفون مسجد بیگم شاہی لاہور

سلسلہ قادری حنفی مذہب میں

اسلام کی پہلی کتاب

خوش خط و اور عکسی

ناشرین

ملک سراج الدین اینڈ سنز، پبلشرز

کشمیری بازار لاہور

الکتاب سید احمد علی رحمہ

کوچہ گراں لاہور

محکمات علی بظلم خود

اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی و صفاتی کا بیان

اللہ ایک ہے۔ کوئی اُس کا ثانی نہیں۔ بیٹے
اور بی بی سے پاک ہے۔ وہ سب کا مالک ہے۔
اُس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہ ہے اُس کا کوئی وزیر
نہیں۔ کاریگر ہے اُس کا کوئی صلاح کار نہیں۔ آپ
ہی موجود ہے، کسی پیدا کرنے والے کا محتاج نہیں۔
کل عالم اُسی نے پیدا کیا۔ اُس کے وجود کی ابتدا
نہیں۔ اُس کے بقا کی انتہا نہیں۔ قدیم سے ایک چلا آتا
ہے۔ جو ہر نہیں کہ اُس کا مکان ہو۔ عرض نہیں کہ بقا
اُس کی محال ہو۔ جسم نہیں کہ اُس کی جہت ہو یا طرف
ہو۔ ہر جہت اور طرف سے پاک ہے۔ دل کے ساتھ
دکھائی دیتا ہے نہ آنکھ کے ساتھ۔ عرش اور عرش کے
اندر کی سب چیزیں اُس نے قائم کی ہیں۔ عقل سے

لے توحید، ایک ہونا لے ثانی، دوسرا لے ساتھی لے شروع لے باقی رہتا لے انجام۔ اخیر

معلوم ہوتا ہے۔ نہ زمان میں ہے نہ مکان میں۔ اب
 بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ مکان و زمان کو اُس
 نے پیدا کیا۔ زندہ ہے۔ مخلوق کی نگہبانی سے تھکتا نہیں۔
 اُس میں کوئی صفت مخلوقات کی نہیں۔ سب سے پہلے
 موجود تھا۔ کوئی چیز اُس کے ساتھ نہ تھی۔ قیوم ہے، سوتا
 نہیں۔ آپ قائم ہے اور سب کو قائم کرنے والا ہے۔
 قہار ہے۔ کوئی اُس پر چڑھائی نہیں کرتا۔ کوئی شے
 اُس کی مثال نہیں۔ عرش کو پیدا کر کے اُستوار کی حد
 بنائی۔ کرسی بنا کر اُس میں سات آسمان و زمین اور لوح
 و قلم پیدا کئے۔ قیامت تک جو کچھ ہونا ہے، سب کچھ
 اس میں لکھا ہے۔ اس جہان کی مثال پہلے نہ تھی۔
 رُوح کو بدن میں امین بنایا۔ اس رُوح والے بدن
 کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ زمین و آسمان کی سب چیزیں
 اُس کی تابع کر دیں اُس کا علم سب پر محیط ہے۔
 ذرہ ذرہ کا شمار اُس کو معلوم ہے۔ جہل اور کذب
 اور ہر عیب سے پاک ہے۔

۱۔ مخلوقات، پیدائش ۲۔ قہار، غالب۔ زبردست ۳۔ امین، امانت رکھنے والا ۴۔ خلیفہ، نائب
 ۵۔ محیط، گھیرنے والا۔

انبیاء کرام کا بیان

اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ نبی آدم علیہ السلام کو رتبہ نبوت کا دیا ہے۔ اس رتبہ میں اس قدر استعداد ہوتی ہے کہ جبریل علیہ السلام سے رو برو بات چیت کرتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام جو کلام اللہ کی طرف سے لاتے رہے، اُس کا نام وحی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوئے ہیں۔ تین سو تیرہ رسول ہوئے۔ رسول وہ تھے، جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت جدید و صحیفہ کتاب جبریل علیہ السلام لاتے رہے۔ اول انبیاء حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ خاتم الانبیاء اور رسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ رسالت کے مدارج اُن پر ختم ہوئے۔ کل صحیفے ایک سو نازل ہوئے۔ دس حضرت آدم

لے انبیاء جمع نبی یعنی غیب کی خبریں بتانے والا (کنز الایمان) اسلئے استعداد، تیار ہونا۔ لیاقت کے دوسری روایت دو لاکھ چوبیس ہزار کی بھی آئی ہے۔ بہت دور سے کہ سب انبیاء پر ایمان لائے اور عدد معین نہ کرے۔ تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ یہی مسلک شیعہ امام اعظم جعفر علیہ السلام کا ہے کہ جدید نبی اسلئے صحیفہ کتاب لے مدارج درجہ۔

علیہ السلام پر، پچاس حضرت شعیب علیہ السلام پر، دس
 حضرت ادریس علیہ السلام پر، دس حضرت نوح علیہ
 السلام پر، دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، توریت
 سے پہلے دس صحیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ چار
 کتابیں نازل ہوئیں۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر،
 توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام پر اور قرآن مجید حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر۔ کل صحائف اور کتابوں
 کے علم بھی قرآن مجید میں ہیں اور ان کے علاوہ
 بھی بے شمار ہیں۔ کل انبیاء و رسل کے کمالات
 بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ہیں۔
 اور اپنے ذاتی ان کے علاوہ بے شمار ہیں۔ وہ کل
 پیغمبروں کے سردار ہیں۔ یثاق کے روز جس نے
 پہلے بلی کہا تھا، وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ و آلہ وسلم ہی تھے۔ سب مخلوقات سے پہلے ان
 کا نور پیدا ہوا۔ سب فرشتے، انبیاء و مومن ان کے

لہ یثاق اعد۔ اقرار ملے آپ کے نور کی حقیقت دیکھنی ہو تو اسلام کی دسویں کتاب مشنف مولوی
 غلام قادر صاحب اور کتاب الزمات مناکر پڑھیں۔

نور کے چمکارے سے پیدا ہوئے۔ وہ اُس وقت نبی تھے۔
 سارے رُوحوں کو سُبْحَانَ اللہ پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے۔
 قیامت کے روز اول قبر سے آپ ہی اٹھیں گے اور
 خلعتِ خاص اول آپ ہی کو پہنایا جائے گا۔ اول آپ
 ہی سب کی شفاعت فرمائیں گے اور اب بھی اُمت کی
 شفاعت فرما رہے ہیں۔ اول پُل صراط سے آپ ہی
 گزریں گے اور اول بہشت میں آپ ہی داخل ہوں گے۔
 سب اُمتوں سے پہلے آپ ہی کی اُمت بہشت میں داخل
 ہوگی۔ آپ کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔
 آپ کے سر مبارک پر بادل سایہ کرتا تھا۔ آپ کا سایہ
 نہ تھا۔ آپ جیسا آگے دیکھتے تھے، ویسا ہی پیچھے دیکھتے
 تھے۔ آپ اندھیرے میں ایسا ہی دیکھتے تھے، جیسا روشنی
 میں۔ آپ آسمان کے دروازوں کے کھلنے اور بند ہونے کی
 آواز سُنتے تھے۔ آپ کی آواز اتنی دُور جاتی تھی کہ دُوروں
 کی آواز اُس کے عشرِ عشر تک نہ پہنچتی تھی۔ جب کسی
 جنگل میں قافلہ پیاسا ہوتا، آپ ایک پانی کے پیالے

لے تعلیم، سکھانا لے خلعت، سروپا لے عشرِ عشر، دسواں حصہ۔

میں پنجہ مبارک رکھتے تو وہ پیالہ پانی سے اتنا اُچھلتا کہ
سارے قافلے کے اُونٹ اور گھوڑے پانی سے سیراب ہو
جاتے اور آپ کا سارا قافلہ بھی سیراب ہو جاتا۔ آپ
نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو مرے ہوئے بچے
ہاتھ کے اشارہ سے بحکم خدا زندہ کر دیئے۔ تھوڑا سا کھانا
آپ کے ہاتھ مبارک لگنے سے بہت ہو جاتا تھا۔ حضرت
انس رضی اللہ عنہ دس برس کی عمر سے آپ کی خدمت میں
دس برس رہے۔ اُن کو دُعا فرمائی کہ خُداوند! اس کی عمر،
اولاد اور مال میں برکت کر۔ سو حضرت انس کی عمر سو
برس سے زیادہ ہوئی۔ اور اولاد بھی سو سے زیادہ اور بلغ
اُن کا سال میں دو دفعہ پھلتا تھا۔ آپ کے عرق مبارک
سے ایسی عطر کی خوش بو آتی تھی کہ جس کپڑے کو تنگ
جاتا، وہ دھونے سے بھی نہ جاتی۔ آپ جب چالیس
سال کے ہوئے تو چھ ماہ کے بعد جبریل علیہ السلام
غارِ حرا میں سُورۃ خَلَقَ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف

۱۰ شواہد النبوت میں ان کا قصہ مفصل مذکور ہے اور مدارج النبوت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی
نے مجمل بیان کر کے لکھا ہے کہ محدثین کو ان احادیث میں کلام ہے۔ مگر متاخرین نے ان کو صحیح
مانا ہے ملے عرق، پسینہ۔

سے لائے اور آپ کو دکھلا کر کہا کہ پڑھو۔ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ سو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو سینے سے لگایا۔ ایسا ہی تین دفعہ سوال و جواب ہوا۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ آیتیں پڑھیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے پاؤں مار کر چشمہ جاری کیا اور وضو کی ترکیب سکھا کر دو رکعت نماز پڑھائی اور سورہ احمد شریف نماز میں پڑھنے کے واسطے سکھائی۔ ساتویں سال آپ کو معراج شریف ہوا۔ عرشِ معلیٰ سے باہر بلند بے انتہا تک سیر کر کے پھر مکہ شریف میں پہنچے۔ اور کل کائنات اور بہشت اور دوزخ کی سیر فرمائی۔ بعدہ بحکم خداوند کریم مدینہ منورہ میں رہے اور بعدہ بحکم پروردگار اس جہان سے انتقال فرمایا۔

فرشتوں کے بیان میں

فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ فرشتے نورانی

لے وضو کی ترکیب اور نماز کی حقیقت کے لئے اسلام کی دوسری کتاب مصنف مولوی غلام قادر مرحوم دیکھو ملے عرشِ معلیٰ، تختِ بلند سے کائنات، مخلوقات، موجودات۔

بدن رکھتے ہیں۔ ہر وقت ذکر اور اطاعت میں مصروف ہیں۔ خدا کی بندگی اُن کی زندگی ہے۔ کھانے پینے کے محتاج نہیں۔ فرشتوں اور جنوں میں اتنا فرق ہے کہ جنات آگ و ہوا گرم سے پیدا ہوئے ہیں۔ فرشتے صرف نور سے مخلوق ہوئے ہیں۔ جنات اور ملائکہ کو طاقت ہے کہ جس صورت میں اُن کا جی چاہے، اپنی شکل بنا لیں۔ کامل بندوں کو خدا تعالیٰ نے طاقت دی ہے کہ دوسرے بندے کی شکل بن جائیں۔ فرشتے ہیں یہ طاقت نہیں کہ وہ دوسرے فرشتے کی صورت بنے۔ ایک ولی دوسرے آدمی کی صورت بن سکتا ہے۔

عقائد کا بیان

علم دین کا پڑھنا بقدر حاجت ہر مومن پر فرض ہے۔ بعد تکمیل ایمان و اعتقاد کے وضو، غسل، نماز اور روزہ کا جاننا ہر ایک پر فرض ہے اور احکام زکوٰۃ

لے اخلاص و فرمانبرداری سے مصروف پھیرا گیا۔ مشغول سے عقائد، دل کی مافی ہوتی باتیں آدمی کا دین و زندگی میں جس کا وہ اعتقاد رکھے۔ (منتہی الارباب) سے تکمیل، کامل کرنا۔ پورا کرنا۔

کے سیکھنے مال دار پر فرض ہیں۔ حج کے احکام سیکھنے
 حج کرنے والوں پر فرض ہیں۔ بیع کے احکام سیکھنے
 تاجروں پر فرض ہیں۔ ایسا ہی جو اہل حرفہ ہیں،
 ان کو اس حرفہ کے شرعی احکام سیکھنے فرض ہیں۔
 تاکہ حرام اور مکروہ سے بچے رہیں۔ الغرض پانچ بناء
 اسلام کے سیکھنے فرض ہیں۔ اخلاص کا علم جس سے
 آدمی کی نیت خالص اللہ کے واسطے ہوتی ہے ہر
 ایک مسلمان پر سیکھنا فرض ہے۔ اسی سبب سے
 پیر و مرشد پکڑنا فرض ہے اور ساری حرام و حلال
 چیزیں جاننی فرض ہیں۔ اور ایسا ہی علم ریا اور حسد
 اور عجب اور خرید و فروخت کا سیکھنا فرض ہے۔
 نکاح و طلاق کا علم نکاح کرنے والے پر فرض ہے۔
 الفاظ حرام و کفریات کا علم بھی فرض ہے اور ہر
 ایک آدمی خواہ مرد ہو یا عورت اس سے غافل نہ

لے حج کے احکام سیکھنے ہوں تو اس کی تیسری کتاب اور سب سے پہلے حج کے احکام سیکھنے کے لئے سب سے پہلے
 چوتھی کتاب مستند نووی رحمہ اللہ پر مبنی ہے تاجروں، بیوپاریوں کے حرفہ صاحب پیشہ کے لئے
 رہبر ارشاد کرنے والا ہے ریا دکھ، حسد دکھ، عجب، گھمنہ، الفاظ حرام و کفریات
 کی۔ مٹانے والی مونی بات ہے اس سے ایسی کلام نکلی جس سے کفر کا اثر ہو۔ کفریات کو مٹانے کا ذکر دینا
 ہو تو اس کی تیسری کتاب مستند نووی رحمہ اللہ پر مبنی ہے جو مٹانے کا ذکر کرتی ہے۔

رہیں۔ اکثر لوگ بہ سبب جہالت کے کلمات کفر بول
 جاتے ہیں۔ جب تک ان چیزوں کا علم نہ ہو، تب
 تک اُس کو اسلام و کفر کے درمیان فرق معلوم نہیں
 ہو سکتا۔ اُن کے واسطے فقہ کا علم کافی ہے۔ اسی
 واسطے علم فقہ پڑھنا فرض ہے۔ موت اپنے مقررہ
 وقت پر جب آتی ہے تو آگے پیچھے نہیں ہوتی۔
 سوال منکر نکیر کا قبر میں برحق ہے۔ قبر کا عذاب
 کافروں اور منافقوں کو ضرور ہوگا۔ مومن گنہگار کو بقدر
 گناہوں کے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی کو نیک
 عمل یا دُعاؤں والی یا دُعاؤں والدین یا شفاعت
 بہنا بمرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم کے سبب معاف فرما دے۔ جب قیامت
 آئے گی تو سب مردے قبروں سے نکلیں گے اور

۱۔ فقہ دریافت کرنا۔ جاننا سمجھنے کا فرض دین حق کا منکر۔ کس کو کفر سے پہچاننا یا
 دُعا دینا۔ کائنات کو زمین کے نیچے چھپاتا ہے۔ رات کو جہنم کے میں وہ ہزاروں چھپا جیتی ہے۔
 ۲۔ منافق دور رہ۔ دس سے بچھ و زبان پر بچھ۔ رسول پر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وقت جیسے وہ
 منہ سے سلام کا قرار کرتے در دس سے مسلمان نہیں ہوتے تھے۔ یہ سخت شہادت کہ وہ سچے مومن تھے
 اُن کے شہادت کی کامی کے لئے قرآن پاک میں تیرہ آیتیں آئی ہیں۔ سب کوئی منافق نہیں۔ اگر منافقوں
 کی تعداد بعض جوں میں موجود ہیں مثلاً وہ دُعا و خدوہ بخود ہوتے ہیں۔ کون کسے دے۔

گروہ گروہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جائیں گے اور
 ہر گروہ کا امام یا پیشوا اُس گروہ کے آگے ہوگا۔ ہر
 ایک اُمت کا امام اُس کا نبی ہوگا اور اس اُمت کے
 امام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔
 پھر اُمت میں ہر ایک مذہب والا اپنے اپنے امام
 کے پیچھے مقتدی ہوگا۔ بدکاروں کے فرقے جدا ہوں گے۔
 نیکوکاروں کے جدا۔ اعمال کا حساب ہوگا۔ تمام مومنوں
 کے اعمال تولے جائیں گے۔ کافروں اور منافقوں کا
 حساب نہ ہوگا اور نہ وزن اعمال۔ ہر ایک جگہ پر
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے۔
 حوض کوثر میدان قیامت میں لایا جائے گا۔ حوض کوثر
 کے سوا کہیں پانی نہ ملے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا جو غلام اور فرماں بردار ہے، وہی اُس سے
 پانی پئے گا۔ جب مُردے قبروں سے نکلیں گے تو اعمالناے
 عرش سے اُٹتے ہوئے ہر ایک کے ہاتھ میں آ پڑیں گے۔
 نیکوں کے آگے سب سے پہلے داسنے ہاتھ میں آئے۔

سے حوض کوثر جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے۔ مت سا۔ بہت خوب۔ بہت میٹھا۔

کفاروں کے پیچھے بائیں ہاتھ ہیں۔ نیک لوگ بڑھ کر
 ٹوٹش ہوں گے اور بدکار روئیں گے۔ اُس دن سب کو
 علم ہوگا کہ پروردگار کے سامنے سجدہ کرو۔ جو لوگ
 دنیا میں نماز پڑھتے ہیں وہ سجدہ کریں گے اور جو
 لوگ نماز نہیں پڑھتے، وہاں اُن کی پشت تھامنے کا
 تختہ بن جائے گی۔ وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ پل صراط
 بال سے باریک اور تلوار سے تیز تین ہزار سال کا
 راستہ ہے۔ وہ دوزخ کے دہانے پر پھمائی جائے گی۔
 نیک لوگ بجلی کی طرح نکل جائیں گے۔ بعض تیز
 ہوا کی طرح اور بعض دوڑ کر۔ گھنگار آہستہ آہستہ قدم
 رکھیں گے۔ کوئی گر پڑے گا۔ بشتی لوگ جب بشت
 میں داخل ہوں گے تو پہلا کھانا اُن کو کباب گوشہ
 جگر اُس مچھلی کا ملے گا، جس کی پشت پر بیل کھڑا
 ہے۔ بیل کی کوبان پر پتھر ہے۔ پتھر پر ایک فرشتہ
 کھڑا ہے، جو سات زمینوں کو کلائی میں لئے ہوئے ہے۔
 دوزخیوں کو پہلا کھانا اُس بیل کی تلی کا ملے گا۔ بعد

۱۔ بشت: بیٹھ مت یہ مضمون بخاری شریف صری جلد ۲ صفحہ ۵۳، اور حوۃ، کتب صری کے صفحہ
 ۶۰ اور ۴۶ پر اور مواہبت نورا ہر جلد ۲ کے صفحہ ۱۶۰ پر ہے۔

اس کے درمیان دوزخ اور بہشت کے موت کو جو بصورت بینڈھا اہل حق کے ہے، حضرت یحییٰ علیہ السلام فرم کریں گے۔ اس کے بعد کسی کو موت نہ ہوگی۔

اخلاق و آداب کے بیان میں

نخن چین کی صحبت سے پرہیز کرو۔ چغل خور کو پاس نہ بیٹھنے دو۔ خود غرض سے کنارہ کرو۔ ایہنج دو ہے جو خیانت نہ کرے۔ تافع دو ہے جو طمع نہ کرے۔ آدمی کو ہمیشہ نیک خو رہنا چاہئے۔ عیب جوئی کرنا نیکوں کا کام نہیں۔ بخیل کو ذکر نہ رکھو۔ کم ہمت اور کمینے آدمی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ غیبت کرنے والا بد اصل ہوتا ہے۔ غیبت کرنے والا زالی سے بھی بدتر ہے۔ چپ رہنا بہتر ہے۔ بڑی باتوں سے نیک باتیں بہتر ہیں۔ خاموشی سے قابل تربیت ہو ہے جو ادب رکھے۔ اتفاق بہتر ہے اتفاق سے۔

مسلم ہمدانی نو کشور صفحہ ۴۸، ۴۹۔ ترمذی ہمدانی صفحہ ۴۹۔ بخاری و نسائی بروایت ہمدانی صفحہ ۴۹۔
 ہے کہ اخلاق جمع خلق خوشے مانس سے قناعت کرنے و عیب بھوندنا سے پرہیز کرنا۔
 محکم کسی کو بیچہ بچھے بڑی کرنا سے زنا کرنے والا سے پرورش کے وقت سے دور رکھنا۔

طاعت پروردگار کو حاکم کی خدمت سے مقدم جانو اور
 پروردگار سے اُمید رکھو۔ جو کچھ دیتا ہے وہی دیتا ہے۔
 بد کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ نیک صحبت اختیار کرو۔
 کسی سے بدی نہ کرو۔ جہاں تک ہو سکے، نیکی کرو۔
 بہمت بلند رکھو، تاکہ اعتبار زیادہ ہو۔ طمع کرنا بُرا ہے۔
 اپنے رُتبے اور عزت اور بزرگی پر غرور نہ کرنا
 چاہئے کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ ہر کمال کو زوال ہے۔ جو
 کسی سے بدی کرتا ہے، وہ اپنے آپ سے بدی کرتا ہے۔
 اگر کسی سے مُتضرث یا مُنقصان پہنچے تو صابر اور شاکر
 رہو۔ اپنے آپ کو عاجز اور حقیر جانو۔ جو کام شروع
 کرو اُس کے انجام کو خوب سوچ لو، تاکہ آخر میں
 پریشانی نہ ہو۔ دوست صادق پیدا کرو۔ جو ہمیشہ خلاق،
 اور آمد و رفت آدمیوں سے نہ گھبراؤ اور ترش زو
 مت ہو۔ کسی سے رشوت نہ لو۔ اُمیدواروں اور
 حاجت مندوں کی حاجت برآری میں پوری کوشش
 کرو جو کام شروع کرو، پہلے بِسْمِ اللہ پڑھو۔ کھانا

بسم اللہ سے پڑھنا شروع کرنا جانا ہے بسم اللہ شریف کی فضیلت کے لئے سلام کی
 جتنی کتاب مستفاد ہوگی نہ ہم تو در صاحب مرتبہ نہ کر پڑھو۔

حلال کھاؤ۔ حرام سے پرہیز کرو۔ کھانا کھانے سے
 پہلے ہاتھ دھونا اور نکی کرتا افلاس کو دور کرتا ہے۔
 جو طعام کی عزت کرتا ہے، خدا اُس کی عزت کرتا ہے۔
 کھانا کھانے کے وقت مُوَدِّت ہو کر بیٹھو۔ نماز اور
 کھانے کا وقت برابر ہو تو پہلے کھانا کھا لو۔ اگر بھوک
 غالب نہ ہو تو نماز کو مُقدم نہجھو۔ جس کھانے میں
 بہت سے ہاتھ پڑیں، اُس میں برکت ہوتی ہے۔ تکیہ
 لگا کر یا لیٹ کر کھانا مکروہ ہے۔ کھانا کھانے کے
 وقت لقمہ چھوٹا لو۔ خوب چبا کر نگلو۔ جب تک زنگل
 نہ لو، دوسرے لقمہ پر ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ کسی کھانے کی
 مذمت نہ کرو اور کھانا کنارے سے کھانا شروع کرو۔
 چوٹی اور درمیان سے کھانا منع ہے۔ چھمی سے روٹی
 یا پُختہ گوشت نہ کاٹو۔ اگر گوشت سخت ہو تو نوچ کر
 کھاؤ۔ روٹی پر ہڈی وغیرہ نہ رکھو۔ جس چیز کے ساتھ
 روٹی کھاتے ہو، اُس کا روٹی پر رکینا منع ہے۔ جب
 تک اُنکلیاں مُنہ سے چاٹ نہ لو، ہاتھ نہ پونچھو۔

مہ کھانا ہے، وہ بے پختہ گوشت۔

کیونکہ معلوم نہیں کہ برکت کس طعام میں ہے۔ ہاتھ روٹی
 سے نہ پونچھو۔ جو بھورا گرے، اُس کو اٹھا کر کھا لو کہ
 رزق کشادہ ہوتا ہے اور اولاد خوب صورت۔ ایسا
 بھورا بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ طعام کے اندر
 پھونکیں نہ مارو، بلکہ ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ پانی پیتے وقت
 کوزہ داہنے ہاتھ سے پکڑو۔ پانی لیٹ کر یا تکیہ لگا
 کر یا کھڑے ہو کر پینا منع ہے۔ پانی پینے کے وقت
 سانس نہ لو۔ سات گھونٹ پینے کے بعد دم لینا پھیٹ
 کی بیماری سے بچاتا ہے اور بچکی ہو تو دور ہو جاتی
 ہے۔ جب بہت سے آدمی بیٹھے ہوں تو پانی داہنے
 ہاتھ سے پلانا شروع کرو۔ کھانے کے بعد رومال سے
 ہاتھ صاف کر کے دھونے چاہئیں۔ ایک دوسرے کے
 برتن میں سوا دوستوں کے کھانا پینا مباح نہیں۔
 کھانا کھانے کے بعد خلال کرنا سنت ہے۔ جو خلال
 سے نکلے، اُسے پھینک دو اور جو زبان سے بغیر خلال
 کے نکلے، اُس کو نکل، لو تو مضائقہ نہیں۔ دستر خوان

سے نجات جس کام میں کچھ عذاب یا ثواب نہ ہو اُسے تنگی۔ دشواری۔ ہرج۔

اٹھانے سے پہلے نہ اٹھو۔ اگر کسی غیر کا کھانا کھاؤ تو
اُس کے لئے دُعا کرو۔ اگر تمہارے عمل میں قصور ہے
تو اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ کسی کی غیبت نہ کرو
جس عیب میں خود مبتلا ہو، اُس پر دوسرے کو بُرا
مت کہو۔ پہلے اُس کو سنوارو، تب دوسرے کو کہنا
جائز ہے۔ اپنے اعمال کو رِیّا کرنے سے بچاؤ۔ دُنیا
میں اتنے مشغول نہ ہو جاؤ کہ آخرت بھول جائے۔
اپنے آپ کو نیکیوں سے بزرگ نہ جانو۔ مجلس میں فحش
نہ بکوا، تاکہ لوگ تمہاری بد خلقی سے پرہیز نہ کریں۔
نیک لوگوں کی آبرُو کو اپنی زبان سے ٹکڑے مت
کرو۔ تاکہ دوزخ کے کُتے تمہارے بدن کے ٹکڑے نہ
کریں۔ جو کوئی خدا کی نعمت کی قدر نہیں کرتا، وہ
نعمت اُس سے چھین جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ تکبر کرنے
والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ تکبر والا جب تک ذلیلوں
کے ہاتھ سے ذلت نہ اٹھائے گا، دُنیا سے نہ اٹھے گا۔
لاچھی جب تک رومی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے

لے کمی۔ غلط۔ جرم سے پھنسا ہوا۔ آزمایا گیا۔ گرفتار ہوا۔ دھوکا دینا۔ کسی کو دیکھ کر نیک کام کرنا
تھو بہ میانی سے عزت سے بڑا بننا۔ غرور کرنا۔ اترنا سے کمینوں۔

گھونٹ کا محتاج نہ ہوگا، نہیں مرے گا اور اترانے والا جب تک اپنے پاخانہ اور پیشاب میں آلودہ نہ ہوگا، نہیں مرے گا۔ خدا تعالیٰ عملوں اور صورتوں پر نظر نہیں کرتا، بلکہ وہ دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ دل خدا تعالیٰ کے دیکھنے کی جگہ ہے۔ اس کو پاک رکھو۔ اگر وہ درست ہوگا تو سارا تن درست ہوگا اور اگر وہ بگڑے گا تو سارا تن بگڑے گا۔ جیسا کہ سب عضوؤں کی درستی دل کی درستی پر موقوف ہے۔ ضروری ہے کہ اس کی درستی میں کوشش کی جائے۔ جب بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی نیک ہوگی۔ آدمی کے حق میں دل ایک جوہروں کا خزانہ ہے۔ وہ بات مت کہو جو تیرے دانتوں کو توڑ دے۔ اگر نیکی باتوں کے سننے سے کان کی حفاظت کرو گے تو سب بلاؤں سے محفوظ رہو گے۔ زبان کی نگہبانی میں جس طرح ہو سکے، کوشش کرو۔ بد نہ بولو۔ شیطان آدمی کا رہنما ہے۔ جس طرح ہو سکے اس

سے حاجت مند ملے موتیوں ملے ڈکو۔ دشمن۔

سے بچو۔ ذکر الہی کیا کرو، تاکہ شیطان دُور ہو۔
 شیطان کے دوسرے مثل تیروں کے ہیں۔ وہ ان کو
 ہمیشہ پھینکتا رہتا ہے۔ کبھی شیطان خیر کی طرف
 توجہ دلاتا ہے۔ مگر غرض اس کی شر کی ہوتی ہے۔
 خیر کی رغبت دلاتا اُس کا اس وجہ سے ہے کہ
 اس خیر میں کوئی ایسا گناہ ہو، جس کی سزا اس
 خیر کے ثواب سے زیادہ ہو۔ جیسا کہ عجب وغیرہ
 یا بڑی خیر سے محروم رہے۔ جیسے اکیلے نماز پڑھے۔
 جماعت سے محروم رہے۔ طالب عبادت کو نفس سے
 بچنا لازم ہے، جو ہر وقت خرابی کی طرف ہلاتا ہے۔
 نفس سب دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے۔ اس کی بلا
 بھی سب بلاؤں سے سخت ہے۔ اس کی دوا
 اور علاج کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ کیونکہ یہ اپنے
 اندر کا دشمن ہے۔ گھر کے چور کا دفع کرنا بہت دشوار
 ہے۔ اپنے نفس کی خرابیاں بہتر معلوم ہوتی ہیں۔
 ک لئے اُس کو عیب معلوم نہیں ہوتے۔ کیونکہ

۱۔ نیک۔ بھلائی سے بُرائی۔ سُرارت۔

نمرے کی سلائی جب تک دُور ہوتی ہے تو نظر آتی ہے۔ جب آنکھ میں ڈالتے ہیں تو دیکھ نہیں سکتے۔ جب نفس کا حال یہ ہے تو کیا عجب ہے کہ جلد تر آدمی کو بلاکت میں ڈالے اور اُس کو خبر تک نہ ہو۔ اس لئے چاہئے کہ تقویٰ کرے۔ تاکہ نفس کی بُرائیوں سے محفوظ رہے۔ تقویٰ میں بڑا مرتبہ حاصل کرنا چاہئے۔ آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہے۔ کیونکہ وہ سب فتنوں اور آفتوں کا سبب ہے۔ عبادت کا مزہ اور مُناجات کی لذت پانی بڑی نعمت ہے۔ جس نے آزمایا ہو وہ اس کا مزہ جانتا ہے۔ نظر کو بے فائدہ چیزوں سے روکنا عبادت کی لذت اور حلاوت اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہے۔ عمل یہ ہے کہ اپنے عضووں کا دھیان کرو کہ ہر ایک کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ اُسی کام کے لئے اُس کو برتو۔ مثلاً پاؤں بہشت کے باغوں اور محلوں میں جانے کے لئے پیدا کئے ہیں اور ہاتھ بہشت کے

سے پرہیز کر کے خدا کے حضور میں ہاتھ کرنا۔ کان میں بات کرنا منہ سے اعضاء پورے۔

میبوے لینے کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اسی طرح آنکھ کو سمجھو کہ پروردگارِ عالم کے دیدار کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ پس سب اعضاء اپنی اپنی عبادت میں ہیں۔ قیامت میں فائدے اٹھائیں گے۔ اگر حد سے تجاوز کریں گے تو دوزخ میں جائیں گے۔

قرآن شریف کے فضائل

اور

آداب تلاوت کے بیان میں

حدیث صحیح میں ہے۔ تم میں اچھا وہ شخص ہے جو سیکھے اور سکھاوے قرآن شریف کو۔ دوسری حدیث میں ہے۔ جو مومن قرآن شریف پڑھتا ہے، مثال اس کی تریج کی سی ہے کہ بُو بھی اچھی اور مزہ بھی اچھا اور جو مومن قرآن شریف نہیں پڑھتا، مثال اس کی ریجان کی ہے۔ یعنی ناز بُو کی کہ بُو اچھی اور مزہ کڑوا۔ اور فاجر جو قرآن شریف

نہ پڑھتا نہ بُو بگاڑتا نہ پڑھتا نہ بُو بگاڑتا۔

نہ پڑھے، مثال اُس کی اندرائش کے پھل کی ہے
 کہ مزا کر دوا اور یو نہیں۔ حدیث شریف میں آیا
 ہے۔ جو شخص قرآن شریف کو حفظ کرے اور اُس
 کے حلال و حرام پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اُس
 کو بہشت میں داخل کرے گا اور اُس کے گھر کے
 دس آدمیوں کو بخشے گا کہ جن کے لئے دوزخ ہے۔
 قرآن شریف کے پڑھنے سے جو نور پیدا ہوتا ہے،
 وہ فرشتوں کی غذا ہے۔ اس واسطے وہ مشتاق
 ہوتے ہیں اور دُعا دیتے ہیں۔ جیسے بچو کا آدمی
 جب کسی سے کھانے تو دُعا کرتا ہے۔ جو لڑکا
 بنیم اللہ شریف شروع کر دے تو اُس کے ماں باپ
 کو سات بہشت تک نور کا تاج پہنایا جائے گا۔
 جس کی روشنی بہت اچھی ہوگی۔ فرمایا حضرت محمد
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جس کھال
 میں قرآن مجید ہوگا، اُس پر اثر نہ کرے گی۔
 یعنی جس کو قرآن شریف یاد ہوگا، اُس کے دل

میں آگ نہ لگے گی۔ جنت میں شاد کام ہوگا۔ عالم
 کے دل میں قرآن شریف کے معانی ہوتے ہیں۔
 الفاظ نہیں۔ یہ عالم کے واسطے ہے۔ قرآن مجید کا
 بھولنا کبیرہ گناہ ہے۔ جو شخص قرآن مجید پڑھ کر
 بھول جائے خدا تعالیٰ اُس کو قیامت میں نیر و
 برکت سے خالی اُٹھائے گا۔ اول مسواک کرو اور
 پھر وضو کر کے پاکیزہ مکان میں ٹھائیں نیت سے رُوبہ
 قبلہ نمازی لباس و نشست کے ساتھ مؤدب بیٹھو
 اور اگر مسجد ہو تو بہتر ہے اور قرآن شریف اونچیں
 رحل پر رکھو۔ پہلے اَعُوْذُ بِہِم اللہ پڑھو اور پھر
 صدقِ دل سے تلاوت کرو۔ سوائے سورۃ توبہ کے
 ہر سورۃ کے اول بِسْمِ اللہ شریف پڑھ لیا کرو اور
 اسی طرح اثنائے تلاوت میں کوئی کام شروع کرو
 تو پھر اَعُوْذُ بِاللہ پڑھ لو اور تصور کرو کہ ہم خدا
 سے کلام کرتے ہیں۔ گویا اُس کو دیکھتے ہیں اور جو
 یہ نہ کر سکے تو جانو کہ وہ ہمیں دیکھتا ہے اور

اے معزز تھے بزرگ تھے بڑا ہے دانت صاف کرنے کا۔

انکام فرماتا ہے اور ممنوع باتوں سے روکتا ہے۔
 اور آیت ترہیبت پر ڈرنا چاہئے۔ اور فرمایا حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ افضل
 عبادت میری اُمت کی تلاوت کلام اللہ ہے۔ ہزار
 سال قبل از خلق خود خدائے پاک سورہ طہ و
 یس پڑھتا تھا۔ جب ملائکہ نے سنا تو بولے۔ خوشی
 ہے اُن لوگوں کے واسطے جن پر یہ کلام پاک
 نازل ہوئی اور خوشی ہے اُن سینوں کے واسطے
 جن میں یہ کلام ہوگی اور خوشی ہے اُن زبانوں
 کے واسطے جو یہ کلام پڑھیں گے۔ قرآن شریف پڑھنا
 موت کو یاد کرنا دل کے زنگار کو صاف کرتا ہے۔
 جب آدمی قرآن شریف پڑھتا ہے تو فرشتہ اُس
 کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے۔ جو
 آدمی صبح کے وقت قرآن شریف کی سو آیتیں
 پڑھے۔ اس کے اعمال کل مخلوقات کے برابر
 آسمان پر جاتے ہیں۔

سے منع کی ہوئی باتیں سے ڈرنا سے مشورۃ بقہار صفحہ ۸۶، مرقات بعد ۲۰۲ کی صفحہ ۵۹
 تہذیب بعد ۲۰۲ صفحہ ۴۴، تہذیب بعد ۲۰۲ صفحہ ۸۶، ۲۰۲ کی فرشتے۔

پند و نصائح

کسی مسلمان سے تکبر اور غرور کرنا اچھا نہیں۔
 اللہ تعالیٰ متکبر کو دشمن رکھتا ہے۔ جو تکبر اور
 غرور کرے گا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔
 کسی پر ہمتان نہ لگاؤ۔ تین دن سے زیادہ کسی
 مسلمان کا کینہ دل میں نہ رکھو۔ وعدہ خلافی کرنا
 مردوں کا کام نہیں۔ جب آپس میں لڑائی ہو پڑے
 تو گالی نہ دو۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک
 کیا کرو۔ اُس کو ناراض نہ ہونے دو اور کسی طرح
 کی تکلیف نہ دو اور اُسے ہمیشہ خوش رکھو۔ جس
 کام میں تم سے مدد چاہے، اُس کی مدد کرو اور
 اس کی حاجت روائی میں حتی الامکان وسیع نہ
 کرو۔ ہمسائے کی عزت اور ناموس کو اپنی عزت
 جانو۔ اگر ہمسائے کے گھر موت ہو جائے تو اُس

سے پند و نصائح نصیحتیں مل ضرور، فریب سے متکبر، و ترانے والا، کمند کرنے والا۔
 تے ہمسائے، بڑوس سے حتی الامکان، جہاں تک ہو سکے۔

کی تجہیز و تکفیل ہیں مدد کرو۔ اپنے ماں باپ کو
 راضی رکھو۔ کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف نہ
 کرو۔ اُن کے تابع وار رہو۔ بُرا خیال دل میں نہ
 لاؤ۔ بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو۔ دوست
 وہ ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے۔ نیک کام
 میں جس قدر ہو سکے کوشش کرو۔ احمق اور نادان
 آدمی کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ عقل مند اور دانا
 آدمی کی صحبت اختیار کرو۔ پُرانی میں نیکی کرنے
 کی کوشش کرو۔ آپس میں یکساں مزاج رہو۔ کام
 کاج میں شستی نہ کرو۔ آج کا نیک کام کل پر نہ
 ڈالو۔ دن کو کام کرو اور رات کو آرام اور عبادت
 کرو۔ عداوت اور شرارت سے کنارہ کرو۔ ہمیشہ
 ہوشیار اور دلیر رہو۔ دولت اور حشمت کا غرور نہ
 کرو۔ اُستاد کی عزت ماں باپ سے زیادہ کرو۔
 آمدنی سے کبھی زیادہ خرچ نہ کرو۔ جو شخص اپنے
 سے بڑا ہو، اُس سے ہنسی نہ کرو۔ جب کوئی شخص

لے تباری لے کشا دینا سے برابر کے دشمنی سے بُری لے دہرہ۔

کسی سے بات کرتا ہو تو سرگز ان کے بیچ میں نہ
 بولو۔ کسی کی غیبت نہ کرو۔ جہاں تک ہو سکے،
 سخاوت کرو۔ کسی غیر کے نام کا خط نہ پڑھو۔ اپنی
 یا اپنے کنبے کی تعریف اپنے منہ سے نہ کرو۔ ایسا
 کپڑا یا پوشاک نہ بناؤ، جو عورتوں کو زیبایا ہو۔
 جہاں تک ہو سکے، لڑائی جھگڑا نہ کرو۔ ہر ایک
 کام میں جلدی نہ کرو۔ مہمان کے رُو بڑو کسی
 سے سخا نہ ہونا چاہئے۔ مہمان سے کچھ کام نہ
 لو، بلکہ خود اس کا کام کرو۔ کسی کا جھگڑا اپنے
 ذمہ نہ لو۔ صحت ایک بڑی نعمت ہے۔ دنیا
 میں اپنے تئیں مسکین اور متواضع بنائے رکھو۔
 خدا تعالیٰ سے ہر وقت چٹے رہنا چاہئے۔ اپنے
 نفس پر تہ کرنا اچھا ہے۔ کسی پر تنہدی نہ کرو
 دشمنوں پر رحم کرو۔ مسافروں سے تنہدی سے پیش
 نہ آؤ۔ نیک کاموں میں ثابت قدمی اختیار کرو۔ جو
 عہد کرتا ہے، فتح پاتا ہے۔ وقت بہت قیمتی شے
 ہے اس لیے اسے بیک وقت نہ بھاری تری۔

ہے اس کو ضائع نہ ہونے دو۔ موت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ طمع و لذت کی کنجی ہے۔ عقل مند اشارے پر چلتا ہے۔ بے وقوف اپنی بے وقوفی کی سزا پاتا ہے۔ سب کو نیک راہ کی ہدایت کرو۔ عداوت اور شرارت سے کنارہ کرو۔ خیالی بات کا یقین نہ رکھو۔ جھوٹ بولنا بُرا ہے۔ نیکیوں کے دُکھ اور سُکھ میں شریک رہو۔ چوروں اور قمار بازوں کے ساتھ نہ چلو۔ جس کے دل میں بے بسی، اُس سے دُور رہو۔ بھلا کرو اور کبھی کو دھوکا نہ دو۔ بھوکوں کو روٹی کھلانا ثواب ہے۔ ہر ایک سے سچ بولو۔ پڑھنے لکھنے میں خوب کوشش کرو۔ عالموں کی تعظیم کرو۔ یہ جہان فنا ہے اور کونق کا سامان ہے۔ یہاں ہم مسافر ہیں۔ نیکی کما لو۔ بہت بکنے سے خرابی ہوتی ہے۔ یتیموں کی مدد کرو۔ مستی سے زبان ہوتا ہے۔

ایمان کے بیان ہیں

ایمان کے دو فرض ہیں (۱) خدا تعالیٰ کی وحدانیت ہے

۱۔ رسوائی۔ خواری سے جو کہنے والا ہے نقصان سے بے ہوش۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی
 دل سے تصدیق کرنا (۲) کلمہ طیبہ کو زبان سے بڑھنا
 ایمان کی سات صفتیں ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر
 ایمان لانا (۲) فرشتوں پر ایمان لانا (۳) کتابوں پر
 ایمان لانا (۴) پیغمبروں پر ایمان لانا (۵) قیامت پر
 ایمان لانا (۶) تقدیر الہی پر ایمان لانا (۷) مر کے
 جی اٹھنے پر ایمان لانا۔

اسی طرح ایمان کی سات شرطیں ہیں، جس میں
 یہ شرطیں نہ ہوں، وہ ایمان وار نہیں (۱) اختیار سے
 ایمان لانا (۲) خدا کو غیب دان جاننا (۳) غیب پر
 ایمان لانا (۴) حلال کو حلال جاننا (۵) حرام کو حرام
 جاننا (۶) خدا کے تہر اور غضب سے ڈرتے رہنا (۷)
 اُس کی بخشش اور رحمت کا اُمید وار رہنا۔

ایمان سلامت رہنے کی چار شرطیں ہیں (۱)
 ایمان پانے سے خوش رہنا (۲) ایمان جانے سے ڈرتے
 رہنا (۳) ایمان جانے کی حرکات سے باز رہنا (۴)

نے سچ کرنا ہے پاکیزہ سے لڑی باتیں سے ہٹنا۔

مسلمان بھائی پر مہربان رہنا۔

ایمان کے بارہ واجب ہیں (۱) بدعت سے پرہیز کرنا (۲) نیکوں کی صحبت میں رہنا (۳) بدوں سے دور رہنا (۴) اپنے لوگوں کو علم دین سکھانا (۵) اپنے سگوں سے ملاپ کرنا (۶) دو مسلمان لڑتے ہوں تو آپس میں صلح کرا دینا (۷) یتیموں کو پیار کرنا۔ (۸) مسکینوں پر رحم کرنا (۹) پیاسے کو پانی دینا (۱۰) بیمار کو پوچھنا (۱۱) مسلمان کے راستے سے موذی کو دور کرنا (۱۲) مرنے والے کو نہلانا۔

نماز کا بیان

ایمان کے بعد سب عبادتوں کی گنجی نماز ہے۔ جس نے نماز کو ادا کیا، اُس نے اپنے دین کو قائم رکھا۔ جس نے نماز ادا نہ کی، اُس نے دین کو خراب کیا۔ ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ

سختی بات نہ کر دینی حکیم کی تکمیل کے لئے ہر توبہ بہت حسد ہے۔ اگر دین میں رخصت ہو جائے تو توبہ بہت سیٹھ ہے۔ ہاں وہ سب بدعت سے بچنا ضروری ہے۔ ورنہ موجودہ قرآن مجید صرف دُشمنوں کے لئے ہے۔ مگر سب مساجد سب بدعت ہوئے۔

نماز ادا کرے۔ نماز کی فضیلتیں بے شمار ہیں نماز
 بہشت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی پاکیزگی ہے۔
 بغیر پاکیزگی کے نماز درست نہیں ہوتی۔ جو مومن
 بالغ ہے اس پر نماز پنجگانہ فرض ہے خواہ بیمار
 ہو یا تندرست۔ ہر ایک وقت کی نماز اس کے
 وقت پر ہی ادا کرنا اچھا ہے۔ سستی اور کاہلی
 سے تارک نماز نہ بننا چاہئے۔ سوائے حیض و
 نفاس اور جنون دائم کے جو رات دن سے زیادہ
 نہ ہو کسی وقت میں نماز مُعاف نہیں ہوتی۔
 جب سوتے یا بے ہوشی میں نماز فوت ہو جائے تو
 جب جاگے یا ہوش میں آئے، فوراً نماز پڑھ لے۔
 جتنی دیر کرے گا، گناہ بڑھتا رہے گا۔

نکاح: جب بڑے خواہ مخواہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو جب پندرہ سال ہو جائے تو بالغ ہے۔
 عورت کو جب حیض آجائے۔ یا اندام ہو یا حاملہ ہو جائے۔ اگر یہ سب نہ ہوں تو
 جب پندرہ سال کی ہو جائے تو بالغ ہے۔

ناشرین: ملک سراج الدین اینڈ سنز۔ پبلیشرز۔ لاہور

سراج محمدی پریسنگ ہاؤس

از تصانیف

نوشته شده است به بدست جناب مولی غلام قادر صاحب قریب شتی سیالوی
بجهد وی مرحوم مدنون مسید بیگم شاهی لاهور

سلسلہ قادری خانگی اندر سبب میں

اسلام کی روشنی لکھنا

نوش خط و اور عکسی

ناشرین

بک سراج الدین احمد سنہ ۱۳۸۵ھ

کشمیری بازار لاهور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسلام کی دوسری کتاب

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
رَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام
کے زمانے سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے زمانے تک سب شریعتوں میں نماز فرض ہے۔ توحید
اور ایمان کل عبادتوں کی جڑ ہے۔ کل انبیاء علیہم السلام
توحید کی راہ بتاتے چلے آئے۔ توحید اور ایمان بلا واسطہ
عبادت ہے اور نماز کعبہ مکرمہ کی تعظیم کے لئے ہے۔
اس لئے نماز ایمان سے ادنیٰ درجے کی ہے۔ جب تک
ایمان درست نہ ہو، نماز کا ثواب کچھ نہیں۔ اگر کافر

لے سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو پانے والا جانوں کا ہے اور (درجہ) ثابت کے
پر ہیزگاروں کے لئے ہیں۔ اور درود اور سلام اس رسول پاک پر جو سردار ہمارے حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی آل اور اصحاب سب پر ملے میثم السلام۔ ان سب
پر سلام ہو ملے ادنیٰ درجہ۔ کم درجہ۔
(ابو رشید عقیلی)

نماز کا پابند رہے تو چونکہ اُس کا ایمان بھیک نہیں ،
 اس لئے اُس کی نماز مقبول نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ
 علمائے اُمت نے ایمان کا دُرست کرنا مُقَدِّم رکھا ۔ وہ
 پہلے لڑکوں کے عَقَائِد دُرست کرتے تھے ، پھر نماز کے
 احکام سکھاتے تھے ۔ بیمار اور مُسافر وغیرہ کوئی عورت یا
 مرد عاقل اور بالغ ایسا نہیں ، جس پر نماز فرض نہ ہو ۔
 ہاں چند روز حیض و نفاس والی عورت کو نماز معاف
 ہے ۔ شرائط نماز کے فرائض ہیں اور وقت کا معلوم کرنا
 بھی فرض ہے ۔ اگر کوئی نماز کے وقت میں شک رکھتا ہو
 اور نماز ادا کر لے ۔ پھر معلوم ہو کہ وقت نہ تھا ، تو
 اُس کی نماز ادا نہ ہوئی ، پھر پڑھے ۔

پاخانہ اور استنجا کا بیان

جب پاخانہ میں داخل ہونے لگو تو پہلے پایاں پاؤں
 رکھو اور اعوذ پڑھ لیا کرو ۔ نہاست کی جگہ شیطاں کے

اے علم والے اے مُقَدِّم ۔ اول ، پہلے سے عَقْد ۔ عقیدے یقین کے بالغ ۔ دیکھو اسلام کی پہلی
 صفحہ ۳۲ ۵۵ بان عورت کے رحم سے جو خُونِ تَمین سے لے کر دس دن تک آتا ہے ۔ اُس کو حیض
 کہتے ہیں اور جو بچہ پیدا ہونے کے بعد خُونِ آتا ہے اُس کو نفاس کہتے ہیں ۔ اے اَشْفِیٰ بِاَللّٰہِ
 مِنَ الْخُبَیْثِ وَالْخُبَیْثِ ۔ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے شیطانِ مراد اور
 مارہ سے ۔ (ابو شعیبہ معنی عنہ)

آنے جانے کی جگہ ہے۔ قبیلہ کی طرف مُنہ یا پیٹھ کر کے
پیشاب یا پاخانے کے لئے بیٹھنا منع ہے۔ پاخانہ پھرنے
کے وقت باتیں نہ کرو۔ کیونکہ دو فرشتے جو ہر وقت تمہارے
ساتھ ہیں، اُس وقت تم سے الگ ہو جاتے ہیں اور پردہ
کر لیتے ہیں۔ جب تم باتیں کرو گے تو اُن کو تمہارے پاس
آنے کی تکلیف ہوگی اور تم کو دیکھ کر انہیں نفرت
ہوگی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جہاں تک ہو سکے، آدمی اپنے آپ کو پیشاب سے
بچائے۔ کیونکہ اکثر قبر کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔
جب پاخانہ پھرنے کا ارادہ ہو تو تین یا پانچ ڈھیلے
ساتھ لے جاؤ اور ہر ایک ڈھیلے کو تین تین دفعہ ٹھوکر
لگا دیا کرو کہ تسبیح سے چُپ رہیں۔ اگر جہنل میں پاخانہ
یا پیشاب کرنے لگو تو زمین کو بھی تین دفعہ ٹھوکر لگا
دیا کرو۔ جدی سے ننگے نہ ہو جاؤ۔ جب تک کہ زمین
کے قریب یا جائے ضرور میں داخل نہ ہو لو۔ جہاں
تک ہو سکے، پردہ کر کے پاخانہ بیٹھو۔ اگر اکیلے بھی
پاخانہ پھرنے لگو تو بھی زیادہ حیا کرو اور پردے سے
بیٹھو۔ کیونکہ تمہارے ساتھ جو دو محافظ ہیں، وہ تم کو

نہ پہنچائی دے گا اور فی سبب خدا کو پائین گیسے یاد کرنا سبب بن۔ (ابو رشید غنی عنہ)

تکلیف نہیں دیتے۔ اس لئے تم کو بھی چاہئے کہ اُن کو
تکلیف نہ دو۔ جب پاخانے سے نکلے تو پہلے دایاں
پاؤں باہر رکھو اور کہو کہ خدا کا شکر ہے، جس نے میرے
پیٹ سے تکلیف دینے والی برا نکالی اور جو چیز کہ
نافع توت تھی، باقی رکھی۔ اسے ہمارے رب! ہم کو بخش
دے۔ ہم سب تیری طرف آنے والے ہیں۔

چاند اور مسورج کے سامنے نہنگا نہ ہونا چاہئے۔ خواہ
جنگل ہو یا آبادی، حیا کرنا لازم ہے۔ دائیں ہاتھ سے
استنجا کرنا منع ہے۔ داہنا ہاتھ خدا تعالیٰ نے پاک
چیزوں کے استعمال کے لئے مقرر کیا ہے اور بائیں
ہاتھ ناپاک چیزوں کے لئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا بائیں ہاتھ
ناپاکیوں کے لئے تھا اور دائیں ہاتھ سے آپ کھاتے
پیتے اور وضو کیا کرتے تھے۔ اس لئے دائیں ہاتھ سے
استنجا اور تاک و نیرو صاف کرنا منع ہے۔ ہاں اگر کوئی
مرض ہو تو لٹچاری ہے۔

لے نفع دینے والی ملے اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتی برکت سے اُن پر اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام
ہو سکے جب وڈکی برے ہو تو اس کے حق دعو کرنے والی چیز یعنی پانی مٹا دے۔
بجوری۔ (ابو رشید عفی عنہ)

غسل کا بیان

غسل کے تین فرض ہیں (۱) غراڑہ کرنا (۲) ناک میں پانی پہنچانا (۳) تمام بدن پر پانی بہا کر تر کرنا۔
 بدن کا ملنا فرض نہیں، مستحب ہے۔ اور غسل کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اول شرم گاہ دھونا۔ اس کے بعد جس جگہ پر نجاست لگی ہو، اس کو دھونا۔ پھر بطریق معمول وضو کر کے سارے بدن کو تر کرنا۔ یہ وضو جو غسل کے وقت کیا ہے۔ نماز کے واسطے کافی ہے۔
 خواہ برہنہ ہی وضو کیا ہو۔ دوسری بار وضو کرنا ضروری نہیں، البتہ مستحب ہے۔ چنانچہ وضو پر وضو کرنا نور علی نور ہے۔ اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ غسل کا وضو نماز کے لئے کافی ہے۔

غسل کے فرض ہونے کا بیان

منی کا شہوت کے ساتھ کوڑو کے نکلنا۔ جاگتے میں

ملے کھلی کرنا۔ فرض جو حکم دلیل قطعی ہے شبہ ہوا وہ فرض ہے مستحب جس کے کرنے سے ثواب اور نہ کرنے سے کچھ عذاب نہ ہو۔ سنت۔ جو کام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اور فرمایا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ ہو، اس کو سنت کہتے ہیں۔ اگر اس کی تائید آئی ہو تو سنت مؤیدہ ہے ورنہ زائد۔
 دابر رشید عفی عنہ

ہو یا سوتے ہیں۔ یعنی منی گرتے وقت شہوت ہونے سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ منی جس وقت اپنی جگہ سے جدا ہو، اُس وقت شہوت کا ہونا شرط ہے۔ مہر ذکر سے نکلنے کا اعتبار نہیں۔ یہاں تک کہ اگر منی بے شہوت گے تو غسل فرض نہیں ہوتا۔ اور سونے میں جو ہوتا ہے، اُس کو احتلام کہتے ہیں۔ احتلام خواہ عورت کو ہو یا مرد کو، دونوں کے واسطے غسل فرض ہے۔ اگر عورت کے اندام نہانی میں حشفہ غائب ہو، خواہ انزال ہو یا نہ ہو، عورت مرد دونوں پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اور دُبر میں حشفہ غائب ہونے سے بھی دونوں پر غسل فرض ہوتا ہے۔ منی کپڑے پر لگی ہوئی نظر آئے۔ خواہ احتلام یاد نہ ہو، تو بھی غسل فرض ہوتا ہے۔

غسل سنت واجب و مستحب

چار غسل سنت ہیں: (۱) جمعے کا (۲) عیدین کا (۳)

۱۔ ذکر ذال کی زبردستی ہے۔ مرد کے آلام تناسل کہتے ہیں اسے خواب میں مزہ دیکھنا، جماع کرنا۔ یہ لڑکی کے بالغ ہونے کی علامت ہے۔ جب یہ علامت خواب میں ہوگی تو دونوں پر بوقت کے احکام جاری ہوں گے سے عورت کے پیشاب کی جگہ سے مہر ذکر سے پیٹھ۔ اس کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ہو چکا ہے کہ اگر کوئی ایسا کام کرے گا تو وہ سزاؤں سے اڑایا جائے گا۔

عَرَفہ کا (۴) احرام کے وقت حاجیوں کا۔

دو غسل واجب ہیں: (۱) مُردے کو غسل دینا زندوں پر فرض ہے (۲) غسل کرنا اُس آدمی کا کہ پہلے کافر تھا، اور جُنُب تھا۔ اب مُسلمان ہوا۔ اس واسطے اس کو غسل واجب ہے۔ اگر پاک رہا تو اُس پر غسل واجب نہیں۔

بجودہ غسل مُستحب ہیں: (۱) جب کافر مُسلمان ہو (۲) اُس لڑکے کو جو بالغ ہوا ہو (۳) شبِ بَرَات کا (۴) لیلۃ القدر کا (۵) آندھی کی نماز کے لئے (۶) استسقاء کی نماز کے لئے (۷) نمازِ ظلمت کے لئے (۸) نعت خوانی وغیرہ یا کسی مجلس میں جانے کے لئے (۹) نیا کپڑا پہننے کے لئے (۱۰) میت کو غسل دینے کے بعد (۱۱) گناہ سے توبہ کرنے والے کے لئے (۱۲) سفر سے واپس آنے والے کو (۱۳) عورت کو استحائشہ کا خون آنے پر (۱۴) اُس شخص کے لئے جس کے بدن میں پلیدی لگے اور پلیدی کی جگہ محسوس

لے حرام کرنا۔ یہاں سے جمع کے افعال شروع ہوتے ہیں وراثۃً عام مشابہت کے پاس بڑا خوش بولکانا۔ شکار کرنا وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں لے بالغ تخیین پندرہ سال ہو تا ہے شبِ بَرَات شعبان کی پندرہویں رات کو کہتے ہیں مکہ نبیۃ القدر رجبال بیضا امام عظمہ حرۃ اللہ میزا رمضان کی تالیسویں رات کو کہتے ہیں لے مینہ مانگا لے ندھیرا لے جو خون میں لے کے کم و ردس دن سے زیادہ ہو اور پختہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ ہو تو وہ استغناء کھلاتا ہے۔

نہ ہو اور پلبیدی کم از کم ایک درہم کے برابر ہو۔

مِسْوَاک کا بیان

مُسْتَحَب یہ ہے کہ مِسْوَاک پہلے تین دفعہ پانی سے
 تر کر کے داہنے ہاتھ سے پکڑ کر استعمال کرے۔ مِسْوَاک
 سیدھی بے گروہ اور نرم، چھنگلی کے برابر موٹی اور ایک
 بالشت لمبی ہونی چاہئے۔ مِسْوَاک ہمیشہ دانتوں کی چوڑائی
 پر کرنی چاہئے۔ دانتوں کی لمبائی میں مِسْوَاک کرنے سے
 زلی بڑھ جاتی ہے۔ چار انگلیوں کے ساتھ مِسْوَاک پکڑنے
 سے بواسیر پیدا ہو جاتی ہے۔ مِسْوَاک چُوسنے سے
 آنکھوں کی بٹینائی کم ہو جاتی ہے۔ مِسْوَاک کرتے وقت
 پہلی شوک نکلنے سے جذام اور برص پیدا ہوتا ہے۔
 مِسْوَاک کرنے کے بعد چُوسنے سے دوسرہ پیدا ہوتا ہے۔
 مِسْوَاک کر کے اُسے دھوئے بغیر رکھنے سے اُسے شیطان
 استعمال کرتا ہے۔ مِسْوَاک اگر بالشت سے زیادہ ہو تو
 اُس پر شیطان سوار ہوگا۔ مِسْوَاک رٹا کر رکھنے سے
 جنون پیدا ہوتا ہے۔ ایذا دینے والی لکڑی کی مِسْوَاک
 کرنی مکروہ ہے۔ انار، بالس اور ریحان وغیرہ کی مِسْوَاک

مردشتی۔ دیکھنے کی قوت کے پائل ہونے سے تکلیف کے ناز ہو۔ ایک پودے کا نام ہے۔

کرنی حرام ہے۔ سب سے بہتر مسواک پیلو کی ہے۔ پھر
 زیتون کی۔ جُمْلہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کی مسواک
 زیتون کی ہوتی تھی۔ بلا ناغہ مسواک کرنی موت کے
 سوا تمام بیماریوں کی شفا ہے۔ اس سے پُل صراط پر
 تیز چلنا نصیب ہوگا۔ مرتے وقت کلمہ یاد آ جائے گا۔
 مُنہ کو پاک کرنا خُدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ مسواک
 کرنے سے آنکھوں کی بینائی زیادہ ہوتی ہے۔ گندہ
 دہنی اور گندہ بغلی کو دُور کرتی ہے اور خوش بو پیدا
 ہو جاتی ہے۔ مسوڑے قوی ہو جاتے ہیں۔ کھانا ہضم
 ہو جاتا ہے۔ مسواک بلفم کو صاف کرتی ہے۔ نماز کا
 ثواب ستر گنا بڑھاتی ہے۔ انسان میں خوش کلامی پیدا
 کرتی ہے۔ قرآن مجید کا راستہ صاف کرتی ہے۔ شیطان
 کو غصہ میں مبتلا کرتی ہے۔ نیکیوں میں ترقی بخشتی
 ہے۔ سر کی رگوں کو آرام دیتی ہے۔ دانتوں کو طاقت
 دیتی ہے۔ رُوح کے نکلنے میں آسانی بخشتی ہے۔
 غرض مسواک کے فائدے بہت ہیں۔ اگر مسواک نہ ہو تو
 سخت پارچہ کو شہادت کی انگلی یا انگوٹے کے ساتھ
 استعمال کرے۔ دانت نہ ہوں تو مسوڑوں کو ملے۔ پہلے

منہ کی بدبو سے بغل کی بدبو سے کپڑا۔

دائیں طرف اُوپر کے دانتوں پر مسواک شروع کرے۔ پھر
 نیچے کے دانتوں پر کرے۔ پھر بائیں طرف کے اُوپر کے
 دانتوں پر۔ پھر نیچے کے دانتوں پر کرے اور پھر تین بار
 کُلی کر کے باقی وضو کرنا چاہئے۔

وضو کا بیان

جس نے وضو کرتے وقت بِسْمِ اللہ شریف پڑھ لی،
 گویا اُس نے وضو کو مکمل اور بدن کو پاک کر لیا اور
 جس نے بِسْمِ اللہ شریف نہ پڑھی، اُس نے نہ وضو مکمل
 کیا اور نہ بدن کو پاک کیا۔ پہنچوں کو پانی سے خوب
 دھو لو۔ وضو میں کلمہ شہادت اور دُرود شریف پڑھنے سے
 رحمت کے دروازے کھُل جاتے ہیں۔ وضو خوب متوجہ ہو کر
 کرو۔ کیونکہ پروردگار کے دربار میں حاضر ہونے کا وقت
 ہوتا ہے۔ اگر باتیں کہیں تو خیال اور طرف لگ جائے گا۔
 بغیر وضو کے نماز درست نہیں۔ پیشاب پاخانہ وغیرہ سے
 فارغ ہو کر وضو کرنا چاہئے۔ وضو میں دائیں عضو کو پہلے
 دھونا چاہئے اور دھونے سے پہلے اُس کو کل لینا چاہئے۔

بِسْمِ اللہِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔ شروع اللہ تعالیٰ بزرگ کے نام
 سے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے واسطے دین اسلام پر۔

ہر اندام کے دھوتے وقت کلمہ شہادت اور بسم اللہ شریف ضرور پڑھنا چاہئے۔

فرائض وضو

وضو کے چار فرض ہیں: (۱) سارا منہ دھونا (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا۔ یہ اعضا کہیں سے بال برابر بھی خشک نہ رہیں۔ ورنہ وضو نہ ہوگا۔ ساری ڈاڑھی کو دھونا بھی فرض ہے۔ ہاں اگر گنجاٹ ہو تو خلال کافی ہے۔ وضو کے بعد سر منڈانے سے وضو نہیں جاتا۔ اگر ہاتھ یا پاؤں پر کوئی زخم ہو اور پانی سے تکلیف پہنچے تو اُس جگہ مسح کر لینا جائز ہے۔

سُنَّتِ وضو

وضو میں گیارہ سُنَّتیں ہیں: (۱) دل سے نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ شریف پڑھنا (۳) دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا (۴) کُلی کرنا (۵) مسواک کرنا (۶) ناک میں پانی

۱۔ جسم۔ اعضاء ۲۔ گھنٹی ۳۔ سُنَّتیں ۴۔ اگر وضو کرتے وقت ناک ہو یا مکان میں نجاست ہو تو بسم اللہ شریف دل میں پڑھ لے اور اگر وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنی بھول جائے تو جہاں یاد آئے، وضو میں پڑھ لے۔

ڈالنا اور داہنی چھنگلی سے ناک کو اندر سے کلنا اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۷)، تمام سر اور کانوں کا مسح کرنا (۸)، ڈاڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا (۹)، وضو ترتیب وار کرنا (۱۰)، ہر ایک عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱)، پے در پے عضو دھونا۔ یعنی ایک عضو خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرا دھونا شروع کر دے۔

مُسْتَحَبَاتِ وَضُو

وضو میں دو مستحب ہیں: (۱) گردن کا مسح کرنا۔ جس کا طریق یہ ہے کہ دونوں ہاتھ تر کر کے پیشانی سے گدی تک اس طرح لے جاؤ کہ ہتھیلی اور انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی الگ رہے اور پھر گدی سے دونوں ہتھیلیاں کنپٹیوں سے پیشانی تک لاؤ۔ ساتھ ہی کان کا مسح کر کے دونوں ہاتھ پیشانی تک اسی طرح واپس لاؤ۔ کانوں کا مسح اس طرح کرو کہ شہادت کی انگلی کان کے اندر پھرے اور انگوٹھا باہر رہے۔ اس کے بعد انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرنا (۲)، وضو وقت سے

سُن کلمہ کی انگلی اس کو اہل عرب اسلام سے پیشتر سبابہ کہتے تھے۔ ہم کو اس سے منع فرمایا گیا۔ اور شہادت کی انگلی بھی اسی کو کہتے ہیں۔

پہلے کرنا (۳)، انگلی بٹھانا (۴)، دوسرے سے مدد لے کر وضو نہ کرنا (۵)، بلا ضرورت دُنیوی کلام نہ کرنا (۶)، اُونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۷)، دل اور زبان کی نیت کو جمع کرنا (۸)، ہر عضو کے دھونے یا مسح کرنے پر دُعا اور بسم اللہ شریف اور کلمہ شہادت پڑھنا۔

مکروہاتِ وضو

(۱)، دُنیا کی باتیں کرنا (۲)، واسنے ہاتھ سے تاک صاف کرنا (۳)، بخشجہ جگہ پر وضو کرنا (۴)، زیادہ پانی خرچ کرنا (۵)، خلافِ سنت وضو کرنا۔

مفسداتِ وضو

بول کا براز یا پیپ بہنے لگے تو وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ ٹیک رگا کر سونا اور نماز میں ہنسنے بھی وضو کو فاسد کر دیتا ہے۔ ہوا یا کنکری کا دُبر سے نکلنا بھی وضو کو توڑتا ہے۔ قبلے یا ذکر سے ہوا نکلنا یا زخم سے گوشت کا گرنا وضو کو نہیں توڑتا۔ خُون خواہ کہیں سے

لے ناپاک۔ پلیدے وضو توڑنے والی چیزیں سے پیشاب و پاخانہ کے قبل ذکرِ عورت و مرد کا پیشاب کا راستہ۔

نکلتے، وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دانتوں سے اگر خون نکلے اور اس سے تھوک کا رنگ بدل جائے تو وہ بھی ناقض وضو ہے۔ اگر تھوک میں سفیدی غالب ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ جوتک لگانے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ ایسے ہی بڑی پیچیدگی اگر خون کو چوسے تو بھی وضو نہیں رہتا۔ مچھر اور مکھی کے کاٹنے سے وضو نہیں جاتا۔ نماز میں قہقہہ لگانا وضو کو توڑتا ہے جب کہ نماز رکوع و سجود والی ہو اور ہنسنے والا بالغ ہو۔

وضو کی ترتیب

- (۱) بسم اللہ شریف پڑھ کر دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا (۲) مسواک کرنا۔ اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے ملنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا (۴) ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک منہ دھونا (۵) دونوں ہاتھ کھنیوں تک دھونا (۶) سر، کانوں اور گردن کا مسح کرنا (۷) دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا۔ سوائے اس ترتیب کے وضو درست نہیں ہوتا۔ چاہئے کہ اسی ترتیب سے وضو کیا

جے توڑنے والا ہے اتنے زور سے ہنسا کہ آواز دوسرے بھی سن لیں۔

جائے۔ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور بے ترتیب وضو کرنا بے فائدہ ہے۔ وضو کرتے وقت کوئی عضو آگے پیچھے نہ دھویا جائے۔

تیمم کا بیان

تیمم شرع کی اصطلاح میں پاک مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر چہرہ اور دونوں بازوؤں پر مٹنے کا نام ہے۔ ان صورتوں میں تیمم کرنے کا حکم ہے: (۱) پانی نہ ملے۔ یا کم از کم ایک کوس کے فاصلے پر مل سکے (۲) پانی تھوڑا ہو۔ جس کے ساتھ وضو کرنے سے یہ ڈر ہو کہ وہ آپ یا اُس کا جانور پیسا رہے گا (۳) پانی کے گھاٹ پر دشمن کا خوف ہو یا کسی درندہ یا جانور سے ضرر پہنچنے کا ڈر ہو (۴) کنواں ہو، مگر اُس کے پاس پانی نہ کالنے کا سامان نہ ہو (۵) کسی کے پاس پانی ہو مگر وہ بلا قیمت نہیں دیتا اور خریدار کے پاس قیمت نہیں۔ یا اُس کے پاس قیمت ہے، مگر فروخت کرنے والا اُس کی اس قدر قیمت مانگتا ہے کہ وہ ادا نہیں کر سکتا (۶) بیماری کی حالت میں وضو نہ کر سکتا ہو۔ اگر

۱۔ غصو۔ جوڑ۔ جسم کا کوئی ایک حصہ ۲۔ پیرنے پھاڑنے والا جانور۔

بیمار جاننا ہے کہ وضو یا غسل کرنے سے بیماری بڑھ
 جائے گی یا نہیں مر جاؤں گا تو ان سب صورتوں میں
 جُنُب یا مُحَدِّث کو تیمم کرنا درست ہے۔ تیمم مرد اور
 عورت دونوں کے لئے بجائے غسل اور وضو کے ہے۔
 جو عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی ہے اور غسل
 یا وضو کرنے سے اُس کو مرض کا خوف ہے، وہ بھی
 تیمم کر لے۔ عیدین اور جنازہ کی نماز کے واسطے اگرچہ
 پانی موجود ہو، لیکن یہ اندیشہ ہو کہ اگر وضو کروں گا،
 تو نماز جاتی رہے گی۔ ایسی صورت میں تیمم جائز ہے۔
 امام اور بادشاہ کو پانی کی موجودگی میں تیمم درست
 نہیں۔ کیونکہ ان دونوں کو نماز کے جانے کا اندیشہ نہیں
 لوگ منتشر رہیں گے۔ نماز پنج گانہ اور جمعہ کے نیت
 ہونے کے اندیشہ سے پانی کی موجودگی میں تیمم درست
 نہیں۔ کیونکہ جمعہ کی نماز کا بدلہ ظہر ہے، اور ان
 نمازوں کا بدلہ قضا۔

تیمم کی ترتیب

تیمم میں پہلے نیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ نیت تیمم

ہے جس کو نمانے کی حاجت ہو ملے بے وضو کے۔

میں فرض ہے۔ پھر پاک زمین پر دونوں ہاتھ مار کر تمام
 منہ پر بال جھنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور
 کان کی ایک نو سے دوسری نو تک۔ پھر دوسری بار
 دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر کہنیوں تک مسح کرے
 اس طرح پر کہ پہلے دائیں سے بائیں کو مسح کرے۔ اگر
 ذرا سا کوئی اندام باقی رہے تو تیمم درست نہ ہوگا۔
 تیمم کے تین فرض ہیں (۱) نیت کرنا (۲) چہرے کا مسح
 کرنا (۳) دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔ صرف دو بار ہاتھ مارنے
 کا حکم ہے اور دو بار ہاتھ مارنا کافی ہے۔ لیکن اگر
 انگلیوں کے اندر غبار نہ پہنچا ہو تو تیسری بار ہاتھ مار کر
 انگلیوں میں خلل کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص بے وضو ہو
 یا نہ ہو تو اس کے لئے ایک تیمم کافی ہے۔ مگر نیت
 دونوں کے واسطے کرنی چاہئے۔ اگر ایک کے واسطے کی
 تو دوسرے کا تیمم نہ ہوگا۔

تیمم کس پر کرنا چاہئے

پاک مٹی اور جو کچھ زمین کی جنس سے ہو۔ خصوصاً

اے جس کو نہانے کی ضرورت ہو اے اگر غسل کی نیت کرے تو وضو نہ ہوگا اور جو وضو کی نیت
 کرے تو غسل نہ ہوگا۔

منی، پتھر، ہر تال، کچ، پتھر، سُرمہ وغیرہ سے تیمم درست ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ چیزیں پاک ہوں۔ پتھر پر اگر پلید گرو جی ہو تو تیمم درست نہیں۔ گرو اور کچی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے۔ سوتا، چاندی، لوبا، تانبہ، پتیل وغیرہ سے تیمم درست نہیں۔ مگر یہ سب گلے ہوئے نہ ہوں تو تیمم درست ہے۔ گیہوں، ہو، مٹی، باجرہ وغیرہ اناج سے بھی تیمم درست ہے، اگر ان پر گرو و غبار ہو۔ راکھ پر تیمم درست نہیں۔ جس زمین پر مدت بھر نجاست رہی ہو اور پھر اُس کا اثر جاتا رہا ہو اور وہ زمین سُکھ بھی گئی ہو تو اُس پر تیمم درست نہ ہوگا۔ مگر نماز درست ہے۔ پاک کپڑے اور دوسری چیز جس پر گرو جی ہے، اُس پر تیمم کرنا درست ہے۔ تیمم کے مُفسدات و نواقض اور مکروہات وہی ہیں، جو وضو کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی شخص ہر طرح سے بھلا چنکا ہو اور اُس کو وضو کرنے سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی ہو اور پانی بھی موجود ہو تو اس حالت میں تیمم نہیں رہتا

موزوں پر مسح کرنا

وضو کے وقت جو شخص موزے پہنے ہوئے ہو اُس

گو پاؤں دھونے کی بجائے مُوزوں پر مسح کرنا کافی ہے۔
 جُنبی کے لئے دُرست نہیں۔ مُوزوں پر مسح کرنا ہاتھ کی
 تین اُنگلیوں کے برابر فرض ہے۔ پاؤں کی تین اُنگلیوں
 کے سرورں سے مسح شروع کر کے پینڈلی کی جڑ تک لے
 جانا سُنّت ہے۔ مسح کرتے وقت ہاتھ کی اُنگلیاں کھلی
 رکھنی چاہئیں، اکٹھی نہ کرنی چاہئیں۔ مستحب اس میں یہ
 ہے کہ اُنگلیوں کا خط مُوزوں پر ظاہر ہو۔

مسح کا طریقہ

مُوزوں پر مسح اس طرح کرنا چاہئے کہ جب سر کا مسح
 کر چکیں تو پھر دوبارہ پانی سے ہاتھ تر کر کے داہنے ہاتھ
 کی اُنگلیوں کو داہنے پاؤں کے مُوزہ پر رکھیں اور بائیں
 ہاتھ کی اُنگلیوں کو بائیں پاؤں پر رکھ کر دونوں ہاتھوں
 کو شستوں تک اس طرح کھینچیں کہ اُنگلیاں ہاتھوں کی کھلی
 رہیں۔ مسح ایک بار کافی ہے۔ دو تین بار سُنّت نہیں۔
 مُوزے کے اوپر کی طرف مسح کرنا چاہئے۔ نیچے کی طرف مسح
 کرنا دُرست نہیں۔ مُوزہ اس طرح کا ہو کہ جس سے ٹخنے
 چھپے رہیں۔ مگر مُوزے کا منہ کشادہ ہو اور دوسرے پاؤں

دکھائی دے تو کچھ متنازعہ نہیں۔ لیکن جب پاؤں کی چھوٹی
 تین انگلیوں کے موافق ٹخنہ کھلا ہو تو اُس مُوزے پر مسح
 درست نہیں۔ مسح اُس مُوزے پر درست ہے جس میں پانی
 نہ پہنچے۔ مُوزے پر مسح کرنا مرد و عورت دونوں کے واسطے
 برابر ہے۔ جن باتوں سے وضو جاتا رہتا ہے، اُن سے
 مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ زخم کی پٹی بے وضو ہی باندھی
 ہو، شرط یہ ہے کہ اگر دھونے سے تکلیف پہنچے تو مسح جائز
 ہے۔ ورنہ درست نہیں۔ مدتِ مقیم (جو مسافر نہ ہو) اُس کے
 لئے ایک دن رات ہے اور مسافر کے لئے تین راتیں۔
 شرط یہ ہے کہ وقتِ حادث کے اُس کو کامل وضو ہو۔ ورنہ
 مسح درست نہ ہوگا اور مُوزہ پہننے کے وقت خواہ وضو کامل
 رکھتا ہو، خواہ ناقص۔ مسح درست نہ ہوگا۔

کنوئیں کو پاک کرنا

پیشاب، پاخانہ، خُون، منی، شراب، حلال و حرام جانوروں
 کا گوشت، پیشاب اور مُرنی اور بے حیض کی بیٹ، نجس اور نجس
 ہے۔ ان میں سے اگر کوئی چیز ایک درجہ کے برابر

نہ ہو تو شکر۔ کوئی سوئی برابری درست نہیں۔ اگر کوئی چیز دو درجہ کا ہو تو
 اس کے برابر سوئی درست ہے۔ بے وضو سے بے وضو ہے۔ ہر چیز کے برابر سوئی
 درست ہے۔ نہ ہوتا ہے حدِ پانی اور حدِ مٹی کے برابر سوئی۔

کنوئیں میں گر پڑے تو سارا پانی نکالنا بہتر ہے۔ مگر سارا پانی نہ نکل سکے تو دو سو ڈول ضرور نکالنا چاہئے۔ ورنہ کنواں پاک نہ ہوگا۔ مگر سارا پانی نکالنا افضل ہے۔ چڑیا سے لے کر کبوتر کے بچے تک اگر کوئی جانور کنوئیں میں گرے تو بیس ڈول نکالنے واجب ہیں۔ کبوتر کے بچے سے لے کر بلی کے بچے تک کوئی جانور کنوئیں میں گر پڑے تو چالیس ڈول نکالنے واجب ہیں اور ساٹھ نکالنے مستحب ہیں۔ بلی کے بچے سے خواہ کسی قدر بڑا جانور کنوئیں میں گرے، تمام پانی نکالنا چاہئے۔ اگر چھوٹا جانور مثل چوہا وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے تو اس صورت میں بھی تمام پانی نکالنے کا حکم ہے۔

حیض نفاس اور استحاضہ کا بیان

حیض اُس خُون کو کہتے ہیں جو بالغ عورت کے رحم سے بغیر کسی بیماری کے نکلے۔ یعنی وہ سب طرح سے تندرست ہو اور بالغ بھی ہو۔ اگر نابالغی یا بیماری کی حالت میں خُون جاری ہو تو وہ حیض نہ ہوگا، بلکہ استحاضہ ہوگا۔ حیض کی مدت کم سے کم تین دن رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے۔ تین سے کم یا دس سے زیادہ دن

رات ہو تو استخاضہ ہوگا۔ حیض کے دنوں میں نماز پڑھنی اور روزہ رکھنا منع ہے۔ مگر روزہ قضا کر لینا لازم ہے اور نماز کی قضا نہیں۔ یعنی ایام حیض میں نماز معاف ہے۔ حیض کی حالت میں مسجد میں جانا، خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور عورت سے مرد کا صحبت کرنا اور قرآن مجید کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ ناپاک مرد اور نفاس والی عورت کو بھی قرآن پڑھنا اور ہاتھ لگانا منع ہے۔ نفاس اُس خون کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کو آتا ہے اور اس کی مدت کچھ مقرر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کی مدت چالیس دن ہے۔ اس سے زیادہ جو خون ہوگا وہ استخاضہ میں شمار ہوگا۔ اگر خڑواں دو بچے پیدا ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچے سے شمار ہوگی۔

اوقات نماز

اور نماز کے دوسرے ضروری مسائل

صبح کی نماز کا وقت۔ صبح صادق سے سورج نکلنے سے پہلے تک ہے۔

ظہر کی نماز کا وقت۔ سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور ہر ایک چیز کا سایہ دو گنا ہونے تک رہتا

ہے۔ سوائے اصلی سایہ کے۔

عصر کی نماز کا وقت۔ سایہ کے دو چند ہو جانے کے وقت سے سورج چھینے تک ہے۔

مغرب کی نماز کا وقت۔ سورج کے ڈوبنے سے لے کر شفق کی سُرخمی و سفیدی غائب ہو جانے تک ہے۔

عشا کی نماز کا وقت۔ شفق کے کم ہونے سے لے کر صبح صادق سے پہلے تک ہے۔ جو شخص بھول گیا یا سو گیا اور نماز کا وقت جاتا رہا تو جس وقت وہ جاگے یا یاد آئے، اسی وقت نماز پڑھ لے۔ نماز اس کی ادا ہوگی قضا نہیں۔ مگر قصداً سو جانا اور نماز کو بے وقت ادا کرنا درست نہیں۔

فجر کے بعد جب تک سورج اونچا نہ ہو اور عین سورج ڈھلنے کے وقت اور عصر کے بعد جب تک سورج نہ چھپے، نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

نماز ظہر میں اتنی تاخیر چاہئے کہ دیواروں کے سایہ میں آدمی چل سکے۔

نماز جمعہ کا وقت وہی ہے، جو ظہر کا ہے۔

نماز عصر میں اُس وقت تک تاخیر چاہئے کہ سورج کا رنگ نہ بدلے۔

نماز عشا کی تاخیر تہائی رات تک مستحب ہے۔ مگر
گرمی کے موسم میں تعجیل مستحب ہے۔ نصف رات سے
زیادہ تاخیر کرنی مکروہ ہے۔

عصر کی نماز کو سورج کے زرد پڑ جانے تک اور مغرب
کی نماز کو ستاروں کے طلوع تک تاخیر کرنا مکروہ ہے۔
وتر کا وقت نماز عشا پڑھ چکنے کے بعد ہے۔ مگر جو
اپنی بیداری پر یقین رکھتا ہو، اُس کے لئے اخیر شب مستحب
ہے، ورنہ اقل رات افضل ہے۔ ابرّ کے روز عصر و عشا
میں جلدی کرنی مستحب ہے۔ طلوع آفتاب کے وقت صبح
کی نماز تاجائز ہے اور غروب کے وقت صرف اسی دن کی
نماز عصر جائز ہے۔ صبح کی نماز کے بعد طلوع تک اور عصر
کی نماز کے بعد غروب تک تمام نفل نمازیں مکروہ ہیں۔
اور قضا فرائض مکروہ نہیں۔ ایسا ہی طلوع صبح صادق کے
بعد دو رکعت سنت صبح کے سوا دوسری نفل نمازیں مکروہ
ہیں اور ایسا ہی جب خطیب خطبہ سنانے لگے تو سنت اور
نوافل پڑھنے مکروہ ہیں۔ جب جماعت کی تکبیر ہو جائے،
نفل نمازیں پڑھنا مکروہ ہیں، مگر فجر کی سنتیں کہ تکبیر ہو
چکنے کے بعد بھی پڑھنی چاہئیں۔ بشرطیکہ جماعت سے رو

لے جلدی کرنا ملے پہلا ملے سورج کا نکلنے سے بادل سے امام مسجد خطبہ سنانے والا۔

جانے کا خوف نہ ہو اور یہ جانتا ہو کہ میں کم از کم تشہد
میں امام کے ساتھ مل جاؤں گا۔ اگر جماعت ہو چکنے کا
احتمال ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں مل جانا چاہئے۔
سنت کی قضا نہیں۔ اسی طرح عید کے روز عید کی نماز
پڑھنے سے پہلے نفل پڑھنے مکروہ ہیں۔ خواہ مسجد میں پڑھے
یا گھر میں اور بعد نماز عید مسجد میں نفل پڑھنے مکروہ ہیں
اور گھر میں مکروہ نہیں۔ پیشاب یا پاخانے کی حاجت ہو تو
ایسی حالت میں بھی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ ایسے ہی جب
بھوک سخت ہو اور طعام حاضر ہو تو بھی نماز پڑھنی مکروہ
ہے۔ غرض جو چیز نماز میں خلل ڈالنے والی ہو، اُس
کے ہوتے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنی مکروہ ہے

ان مقاموں میں نماز پڑھنی مکروہ ہے : (۱) کعبہ مکرمہ کی
چھت پر (۲) راستہ میں (۳) اڑوڑی پر (۴) اُس جگہ جہاں
بانور ذبح کرتے ہیں (۵) مقبرہ پر (۶) غسل کی جگہ پر (۷)
حمام میں (۸) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر (۹) باڑہ، جہاں
گائے یا بکری وغیرہ باندھتے ہیں (۱۰) اصطبل میں (۱۱) خراس
پر (۱۲) مقام پاخانہ پر (۱۳) پاخانہ کی چھت پر (۱۴) ایسی
لے احمیات پڑھنا۔

زمین پر جو کسی سے چھین لی ہو (۱۵) غیر کی زمین میں جہاں
کھیتی کھڑی ہو (۱۶) جنگل میں بڑا سترہ کے جہاں آدمی کا گذر
ہو (۱۷) بُت خانہ میں (۱۸) گرجا میں (۱۹) عبادت خانہ ہنود
میں (۲۰) ایسے مقام میں جہاں تصویر ہو، نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

نماز کی نیت

نیت دل کی ہوتی ہے اور زبان کے ساتھ نیت کے
ساتھ الفاظ ادا کرنا مستحب ہے۔ اصل یہ ہے کہ نیت
بصیغہ ماضی ہو جیسا کہ نَوَيْتُ یعنی نیت کی میں نے اس نماز
کی۔ اور اگر بصیغہ حال کہے تو بھی درست ہے۔ ذہبی عربی
وغیرہ زبانوں میں نیت کرنی درست ہے۔ اگر تکبیر سے پہلے
نیت کرے اور جلدی سے جماعت میں شامل ہو جائے
اور تکبیر کہے تو درست ہے۔ اتنا خیال رہے کہ نیت اور
تکبیر کے مابین دُنیوی کام اور کلام نہ کرے۔ تکبیر کے بعد اگر
نیت کرے تو ناجائز ہے۔ مگر امام کرخی علیہ الرحمۃ کا قول
ہے کہ اگر رکوع یا رکوع سے سر اٹھانے تک قنوت تک
نیت کرے کافی ہے۔ فرض نماز کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔

سترہ ایک بات بھی مٹری کو کہتے ہیں جو نماز پڑھتے وقت آگے کھڑی کر لیتے ہیں جس سے نماز کے
آگے سے گزرنے والے کو گناہ نہیں ہوتا ہے ہنود ہندوؤں سے ماضی گذرا ہوا زمانہ۔ وقت
ت اس پر نیت موشے قنود بیٹھنا۔
(ابو رشید عقی عنہ)

اور قضا نماز میں وقت کی تعیین بھی ضروری ہے۔ دن کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ دن کی تعیین ضروری نہیں اور رکعت کی عدد کی تعیین بھی ضروری نہیں۔ مقتدی کو امام کی اقتدا کی نیت ضروری ہے۔ استقبال قبلہ اور تعیین امام کی نیت ضروری نہیں۔

فرض کی نیت یہ ہے۔ اُصَلِّیْ فَرْضَ هَذَا الْوَقْتِ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ یعنی میں فلاں وقت کی فرض نماز اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھتا ہوں۔ جس وقت کی نماز ہو، اُس وقت کا نام لے کر نیت کرے۔ اور سُنَّتِ نماز کی نیت یہ ہے۔ اُصَلِّیْ سُنَّةَ هَذَا الْوَقْتِ لِلّٰهِ تَعَالٰی۔ یعنی میں فلاں وقت کی سُنَّتِ نماز اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھتا ہوں۔ عید کی نماز کی نیت اس طرح سے ہے۔ اُصَلِّیْ هَذَا الْعِیدَ لِلّٰهِ تَعَالٰی اِفْتَدَیْتُ بِهَذَا الْاِمَامِ۔ یعنی میں عید کی نماز خدا تعالیٰ کے لئے پڑھتا ہوں۔ میں نے اس امام کی اقتدا کی۔ اور تراویح کی نماز کی نیت اس طرح سے ہے۔ اُصَلِّیْ صَلَوةَ التَّرَاوِیْحِ لِلّٰهِ تَعَالٰی بِاَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یعنی میں تراویح کی نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے بحکم جناب رسولِ مشہور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

۱۔ غر کرنا ملے بیروی کرنا۔ ۲۔ اُبور شید غنی عنہ۔

نماز جنازہ کی نیت یہ ہے۔ اُحْصِیْ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَادْعُوْا لِہِذَا
اَلْمَیِّتِ اِقْتَدَیْتُ بِہِذَا الْاِمَامِ۔ یعنی میں نماز پڑھتا ہوں خدا
تعالیٰ کے لئے اور میں دُعا کرتا ہوں اس میت کے
لئے۔ میں نے تابعداری کی اس امام کی۔

نماز کی فرضیت

پانچ وقت کی نماز ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے۔
حدیث میں آیا ہے کہ جب لوگ سات برس کا ہو جائے
تو اُس کو نماز کی تاکید کرنی چاہئے اور جب دس سال کا
ہو جائے تو مار پیٹ کر اُس کو نماز پڑھانی چاہئے۔ لیکن
مارتا ہو تو ہاتھ سے ماریں، نکڑی سے نہ ماریں اور تین
بار سے زیادہ نہ ماریں۔ ایسے ہی اُستاد کو تین بار مارنے
کی مجاز ہے۔ نماز کی طرح روزہ بھی مار کر رکھائیں اور اسی
طریقہ سے اور بُرے کاموں سے منع کریں، تاکہ اس کو
نیک کام کی عادت اور بُرے کام سے نفرت ہو۔ جو شخص
فرض نماز نہ پڑھے، امام اور بادشاہ کا کام ہے کہ اس
کو قید کریں یا ایسا ماریں کہ اُس کے بدن سے خون نکل
آئے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک تارک الصلوٰۃ کو

ملک نماز چھوڑنے والا۔

قتل کرنے کا حکم ہے۔ نماز کسی اُمت کو معاف نہیں ہوئی۔
 یہ سب شریعتوں میں فرض ہے۔ سارے پیغمبروں علیہم السلام
 والسلام نے نماز کی تاکید فرمائی ہے۔ قیامت کے دن
 اول حساب نماز کا ہی ہوگا

فرائض نماز

(۱) پا وضو ہونا (۲) بدن کا پاک ہونا (۳) کپڑے پاک
 ہونا (۴) نماز کی جگہ پاک ہونا (۵) صحیح وقت (۶) منہ قبلہ
 کی طرف ہونا (۷) شہر عورت (۸) نیت نماز (۹) تکبیر اولیٰ
 یعنی شروع کے وقت اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنا (۱۰) قیام یعنی کھڑا ہونا
 (۱۱) قرأت یعنی کم از کم ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی
 آیتیں پڑھنا (۱۲) رکوع کرنا (۱۳) سجدہ کرنا (۱۴) قعدۂ اخیرہ
 میں بیٹھنا (۱۵) نماز سے باہر آنا۔ کسی اختیاری کام کے ساتھ
 بات ہو یا کچھ اور (۱۶) فرض اور نفل کے درمیان فرق کرنا
 (۱۷) ترتیب فرائض کی رعایت کرنا۔ یعنی پہلے قیام کرنا۔
 پھر رکوع پھر سجود پھر قعدہ اخیرہ کرنا (۱۸) نماز کا پورا کرنا
 اور اس نماز سے مُقتدی کو انتقال کرنا (۱۹) فرضوں میں
 امام کی تابعداری کرنا (۲۰) مُقتدی کی رائے میں امام کی

لے پردہ۔ ڈھانپنا۔ آخری التعمیات سے ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف ہونا۔

نماز صحیح ہونا۔ یعنی اگر مقتدی جانے کہ امام کی نماز صحیح نہیں ہے تو مقتدی کی نماز صحیح نہیں (۲۱) مقتدی کا امام سے پیچھے رہنا۔ اگر اندھیرے میں صف بڑی ہو اور مقتدی امام سے قبلہ کی طرف آگے بڑھ جائے تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی (۲۲) مقتدی کا رُخ امام کے رُخ کے مخالف نہ ہونا۔ مثلاً اندھیری رات میں جنگل میں جماعت ہونے لگے اور قبلہ کی سمت کسی کو معلوم نہیں ہے۔ ایسی صورت میں حکم ہے کہ جدھر دل گواہی دے، اُدھر ہی مُنہ کرے۔ لیکن امام اور مقتدیوں کا رُخ ایک ہی سمت ہونا چاہئے۔ اگر امام کا رُخ ایک طرف ہے اور کچھ مقتدی اس کے موافق ہیں اور کچھ مقتدی دوسری طرف رُخ کئے کھڑے ہیں۔ پس جن کو نماز پڑھتے معلوم ہو جائے کہ میرا رُخ امام کے رُخ کے برخلاف ہے، اُس کی نماز نہ ہوگی۔ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد معلوم ہو تو نماز ہو جائے گی (۲۳) صاحب ترتیب کو نماز قضا یاد ہو تو اُس کو پہلے پڑھنا (۲۴) عورت کا مرد کے برابر نہ ہونا، اُس نماز میں جو ایک امام کے پیچھے پڑھ رہے ہیں (۲۵) رکوع و سجود میں آرام کرنا۔ مگر یہ صرف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فرض ہے

اذان کا بیان

اذان اطراح ہے مسلمانوں کو کہ نماز کا وقت آ گیا ہے اور جماعت کی تیاری ہے اور دین کے کاموں میں ایک نیک کی خبر کافی ہے۔ ہاں اگر خبر دینے والا فاسق یا مجھول ہو تو اس کی خبر میں اپنی رائے سے کام لے اور کافر کی بات دین کے کاموں میں بے اعتبار ہے۔ نابالغ لڑکے اور دیوانے کا قول معتبر نہیں۔ اسی لئے حکم ہے کہ اذان کہنے والا مرد عاقل بالغ وقت کا واقف ہو۔ جس کی بات پر اعتبار ہو۔ نابالغ اور عورت اور دیوانے کی اذان غیر معتبر ہے۔ سب سے پہلے مؤذن حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصراج کو تشریف لے گئے اور مقام جبریل میں آپؐ نے فرشتوں کی امامت فرمائی تو اس وقت جبریل علیہ السلام نے اذان کہی تھی۔ حدیث میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے وقت تدبیریں فرماتے تھے اور مؤذن کوئی نہیں تھا۔ پھر عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرشتہ

لے گنگار سے جس کو خبر پہنچا کہ اذان دینے والا۔

کی اذان سُنی اور ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خبر دینے آئے۔ سو حضرت جبریل علیہ السلام اُن سے پہلے آگئے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان پسند آئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! جبریل تم سے پہلے سبقت لے گئے۔ سو یہ بات اُس اذان کی ہے، جو زمین پر رائج ہوئی ہے۔ ورنہ اول وہی اذان ہے، جو آسمانوں پر حضرت جبریل علیہ السلام نے معراج کی شب کو کہی تھی۔ وقت سے پہلے اذان کہنی درست نہیں۔ مؤذن بلند مقام پر کھڑا ہو۔ اگر تنہا ہے تو اونچا مقام شرط نہیں۔ ستر اور جھنڈ ہیں اگرچہ اکیدا ہے، مگر اذان کہے اندرونِ شہر گھر میں نماز پڑھے تو مسجد کی اذان کافی ہے۔ نماز کے سوا ان موقعوں پر بھی اذان درست ہے ۱۔ جب لڑکا پیدا ہو تو اُس کے کان میں اذان کہنی چاہئے ۲، مکان میں آتشزدگی کے وقت ۳، مرگے والے کے کان میں ۴، غصے والے کے کان میں۔

۱۔ تگے جونا سے آگ لگنا۔

(۵) غمگین کے کان میں (۶) بڑا خلیق آدمی کے کان میں -
 (۷) مسافر کے پیچھے جب وہ سفر کو سدھارے تو اذان و
 تکبیر کہی جائے (۸) شیاطین کے وقوع کرنے کے لئے (۹)
 مسافر جب جنگل میں راستہ بھول جائے تو اذان کہے -
 (۱۰) اکثر علماء کے نزدیک میت کو قبر میں اتارتے وقت
 اذان کہنا مستحب ہے - اگر وقت سے پہلے اذان کہی
 جائے تو پھر وقت پر دوبارہ کہیں - اذان سننے والا توبہ
 سے سنے اور اپنی زبان سے بھی ساتھ ساتھ وہی کلمے
 کہے - مگر حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کَلَا
 حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ پڑھے اور
 صبح کے وقت جب الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ الشَّرِّ سُنَّے تو
 صَدَقْتَ وَبَرَزْتَ کہے - علماء نے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ
 پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهُ سُنَّے تو صَلَّی اللّٰهُ
 عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور دوسری بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
 رَّسُوْلَ اللّٰهِ سُنَّے تو کہے - قُرْآنَ عِبْنِیْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
 اَللّٰهُمَّ مَنِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالبَصَرِ اور دونوں انگوٹھوں کو دونوں
 آنکھوں پر رکھتے - جو کوئی ایسا کرتا رہے گا ، اُس کو

لے بد خوئے شیطانوں سے نماز کے لئے آؤ گے خدای کے لئے آؤ گے نہیں پھرنا اور نہیں
 قوت مگر ساتھ اللہ بلند اور بزرگ کے لئے نماز سونے سے بہتر ہے کہ تو نے سچ کہا اور تو
 نیک بخت ہے کہ اے اللہ! شمع دے مجھ کو ساتھ سننے اور دیکھنے کے -

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بہشت میں
اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ جیسا کہ کتاب کُنز العباد
میں لکھا ہے اور فتاویٰ صوفیہ و کتاب الفردوس میں
بھی یہ حدیث لکھی ہے، جس کا ترجمہ مذکور کیا گیا ہے۔
اور کتاب مقاصد حسنہ میں امام بخاری نے بڑی تحقیق
کی ہے، مگر جراحہ نے اس میں کلام کی ہے اور ظاہر
نہے کہ جب حدیث کی صحت اتنے بڑے فاضلوں نے
کر لی تو ایک شخص کو اطلاع نہ ہونی کیا نقصان کرتی
ہے۔ اور اذان اس طرح کہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ چار بار
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو بار۔ پھر اَشْهَدُ اَنْ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ دو بار۔ پھر حَتّٰی عَلٰی الصَّلٰوةِ دو بار۔
پھر حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ دو بار۔ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ دو بار
کہہ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ختم کرے۔ اور صبح کی
اذان میں حَتّٰی عَلٰی الْفَلَاحِ کے بعد الصَّلٰوةُ خَيْرٌ
مِّنَ النَّوْمِ دو بار کہنا چاہئے۔ ہر کلمہ پر وقفہ کرتا
جائے۔ جب اذان ہو چکے تو یہ دُعا پڑھنی چاہئے
اَنْتُمْ رَبِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامِنَةُ وَالصَّلٰوةُ الْقَائِمَةُ
اَنْتَ مُحَمَّدٌ وَ الْوَسِيْلَةُ وَ الْفَضِيْلَةُ وَ الدَّرَجَةُ الرَّفِيعَةُ
وَ اَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا فِي الدِّيْنِ وَ عَدَّتُهُ وَ اَرْزُقْنَا

شَفَاعَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝

نماز پڑھنے کا طریق

جماعت کے ساتھ پڑھنے میں پہلے اقامت پڑھنی چاہئے۔ اقامت اذان ہی کی طرح ہے۔ لیکن اقامت کے کلمات جلدی جلدی پڑھنے چاہئیں اور بعد تحیّ علیّ الفلاح کے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہیں۔ اکیلے نمازی کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے پاک ہو کر وضو کر کے پاک کپڑے پہن کر جو کم از کم ستر کا کام دے سکیں، پاک جگہ پر قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو اور نیت کرے کہ فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اُس وقت دونوں ہاتھ کانوں کی ٹوئیں اٹھا کر داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ پہلے بایاں ہاتھ اس طرح رکھے کہ ہتھیلی نیچے رہے اور ہاتھ کی پشت اوپر کو۔ اسی طرح داہنا ہاتھ اُس کے اوپر رکھ کر چھٹکیوں اور انگوٹھے

سے لے کر اس دعوت نامہ اور صلوٰۃ قائمہ کے ساتھ دس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور بزرگی اور درجہ بلند اور اُٹھان کو مقام محمود میں جیس کا توئے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو اُن کی شفاعت سے قیامت کے دن۔ بے شک تو نہیں خداف کرتا وعدے کو سچے نماز کھڑی ہونے کے وقت کو جاتی ہے سچے نماز کھڑی ہو گئی ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔

سے پہونچا پکڑے۔ عورتوں کو ہاتھ کندھوں تک لے جا کر
 بیٹے پر باندھنے چاہئیں۔ پھر پڑھنا چاہئے۔ سُبْحَانَكَ
 اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا
 إِلَهَ غَيْرُكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ
 الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھ کر
 آہستہ سے اُمین کہے اور اس کے بعد ایک سورہ یا
 ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھے اور اَللّٰهُ
 اَكْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ
 تین بار کہے۔ پھر کھڑا ہوتے ہوئے کہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ
 حَمِدَ اُذْ اور پھر کھڑا ہو کر رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے اور
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جائے اور تین بار سُبْحَانَ
 رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہتا ہوا سجدے سے سر اٹھائے اور سیدھا
 بیٹھے۔ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا دوسرے سجدہ میں جائے
 اور اُسی طرح سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی تین بار پڑھے۔ پھر
 اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہوا سجدے سے اُٹھ کر کھڑا ہو جائے

اے پاک ذات ہے تیری اے اللہ! اور ساتھ تعریف تیری کے تیرا نام برکت والا ہے۔
 اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے اے میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے شیطان
 راندے ہوئے سے اے شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اے میری
 دُعا قبول ہو اے پاک ذات ہے پروردگار میرا بزرگ اے سنا اللہ تعالیٰ نے جس نے اُس کی تعریف
 کی اے پروردگار! تیرے لئے حمد ہے اے پاک ذات ہے پروردگار بلند۔

اور دوسری رکعت بغیر ثنا اور اعوذ کے پڑھے۔ یعنی الحمد
 شریف بمحمد بسم اللہ شریف اور سورۃ پڑھے۔ جیسا کہ
 تیجے بیان ہو چکا ہے۔ اب اگر نماز دوگنا ہے تو قعدہ
 میں بیٹھے اور پڑھے۔ اَللّٰحِیَّاتُ اللّٰہِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالصَّلٰوٰتُ
 السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ السَّلَامُ
 عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ۝ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا
 اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ۝ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ
 اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی
 اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ
 حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوٰۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ
 رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاۃَ رَبَّنَا اٰخِرُیْ وَ اَوَّلِیْہِیْ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ
 یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ یہاں تک پڑھ کر پہلے دائیں طرف
 اور پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے۔ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ

اے سب عباد میں جو زبان سے ہو سکیں اور دل و جان سے ہوں اللہ کے لئے ہیں سلام ہو اور پھر اے
 نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اس کی سلام ہم پر اور اس کے نیکو کار بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
 سو کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اے اللہ درود بھیج اور
 محمد اور آل محمد پر جیسا کہ درود شریف بھیجا تو نے ابراہیم و ران کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ
 سے اے اللہ برکت بھیج محمد اور ان کی آل پر جیسے کہ برکت بھیجی تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر یہ بیشک
 تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے اے پروردگار میرے! بنا مجھ کو قائم کرنے والے نماز کا اور میری اولاد سے
 اے پروردگار ہمارے اور قبول کر دے مالے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو قدامت و

رَحْمَةُ اللَّهِ اور نماز سے باہر آئے۔ اگر تین یا چار رکعتی نماز ہو تو پہلے قعدہ میں التَّحِيَّاتُ سے عِبْدُكَ وَرَسُولُكَ تک پڑھ کر اللہ اکبر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو اور تیسری و چوتھی رکعت ادا کرے۔ پھر دوسرا قعدہ بیٹھ کر التَّحِيَّاتُ اور دُرود ابراہیمی اور دُعا جو بیان ہو چکی ہے پڑھ کر وائیں اور وائیں السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہہ کر نماز سے باہر آئے اور یہ بھی واضح رہے کہ تین یا چار رکعتی فرض نمازوں میں پہلی ہی دو رکعتوں میں قرأت پڑھنی فرض ہے۔ پچھلیوں میں فقط الحمد شریف ہی پڑھنا چاہئے۔ لیکن سنت اور نفل نمازوں میں ہر ہر رکعت میں قرأت پڑھنی واجب ہے۔ ورنہ نماز درست نہ ہوگی اور وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں کی کو تک لے جائیں اور عورتیں کندھوں تک لے جائیں اور پھر بدستور باندھ کر یہ دُعا پڑھنی چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَ لَا تَكْفُرْكَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰی وَ نَحْفِذُ وَ

یہ دُعا قنوت ہے۔ (ترجمہ اگلے صفحے پر دیکھئے)۔

نَرْجُوا رَحْمَتَكَ وَ نَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ
مَلْعُونٌ ۖ وَ مَا يَرْجُو عَذَابُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ کہتا ہوا رکوع میں
جائے اور نماز تمام کر لے۔

امام کے پیچھے نماز پڑھنا

اگر امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو نیت ویسی ہی کریں
جیسی اکیلے نماز پڑھتے وقت کی جاتی ہے۔ فرق صرف اتنا
ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے کے وقت اتنا کہہ لیں۔ نماز
پڑھتا ہوں خدا تعالیٰ کے لئے اور تابعداری کی میں نے
اس امام کی۔ امام کے پیچھے پہلی رکعت صرف ثنا پڑھے۔
سورہ فاتحہ اور دیگر سورۃ جو نماز میں پڑھتے ہیں نہ پڑھے۔
رکوع و سجود میں سب کچھ ویسے ہی پڑھے، جیسا کہ
پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ امام کو چاہئے کہ وہ بدستور جیسا
کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے، پڑھے۔ اور امام یا خبر ہونا

لے بے شک ہم تم سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لائے ہیں اور
تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور تیری اپنی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر بجا لاتے ہیں اور تیری
ناشکری نہیں کرتے اور چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ! ہم تیری عبادت
کرتے ہیں اور تیرے لئے نماز پڑھنے اور سجدہ کرتے ہیں اور ہم تیری طرف دوڑتے ہیں اور تیری خدمت کرتے
ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب کا فردا کرتی ہے
وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۚ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالَى حُدُودُكَ وَ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

(ابو رشید عقی عنہ)

چاہئے، جو مسائل دینی سے بخوبی واقف ہو۔ جہاں کوئی
امام نہ ہو اور صرف نماز ہی پڑھ سکتے ہوں تو ان میں
عزت والے کو امام بنا کر باجماعت نماز پڑھ لیں۔

مُسافر کی نماز

جب آدمی اپنے شہر سے تین دن رات کی مسافت
کا سفر کرے تو اُسے چاہئے کہ راستے میں آتا اور جاتا
ہو، چار رکعتی نماز قصر کرے۔ یعنی صرف دو رکعت نماز
پڑھے۔ جب وہاں پہنچے اور پندرہ روز سے کم تک
وہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو ان دنوں میں بھی قصر نماز
ہی پڑھتا رہے۔ اگر مُسافر بستی والے امام کے پیچھے نماز
پڑھے تو پوری چار رکعتیں ہی پڑھے۔ اگر مُسافر بستی
والوں کی امامت کرے تو قصر ہی پڑھے۔ نماز تمام ہونے
کے بعد سلام پھیر کر مقتدیوں سے کہہ دے کہ میں مُسافر
ہوں، وہ اپنی دو رکعت باقی ادا کر لیں۔ اُس وقت
مقتدیوں کو باقی ماندہ نماز میں بجائے الحمد شریف کے
کچھ نہ پڑھنا چاہئے۔ صرف تھوڑی دیر، جتنی دیر میں کہ
الحمد شریف پڑھی جاتی ہے، کھڑے ہو کر رکوع اور سجود

لے کر کرنا ہے باقی بچی ہوئی۔

کر کے باقی ماندہ نماز ادا کر لیں۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹے ہوئے اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اگر کہیں دشمن یا درندے کا خوف ہو تو چلتے چلتے سوار یا پیادہ نماز ادا کر لینے کا حکم ہے۔ کسی وقت بھی نماز چھوڑنے کا حکم نہیں ہے۔ اگر سفر کے مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو وہاں ٹھہرنے کے دنوں میں قصر نہ کرے۔ بلوری نماز پڑھے۔ ہاں روانگی کے بعد پھر قصر شروع کرے۔ قصر صرف فرض نماز ہوتی ہے۔ باقی وتر، سنتیں اور نفل بدستور پڑھے۔

سجدہ سہو کا بیان

نماز کا کوئی واجب بھول کر ترک ہو جائے تو دو سجدے ایک سلام کے بعد واجب ہوتے ہیں۔ سجدہ سہو کی ترکیب یہ ہے کہ آخری قعدہ میں درود و دعا کے بعد ایک طرف سلام کہہ کر دو سجدے کرے۔ پھر اس کے بعد بیٹھے۔ انتہیات، درود اور دُعا ماثورۃ پڑھ کر نماز سے باہر آئے۔ جس وقت نماز کے کسی رکن کو مُقدم

لے پیدل لے جو حدیث شریف میں آئی ہے۔

رے۔ یعنی اُس کے ادا کرنے کے وقت سے پہلے ادا کرے۔ مثلاً رکوع قرأت سے پہلے کرے یا کسی رکن کے ادا کرنے میں تاخیر کرے۔ مثلاً پہلے اَلتَّحِيَّاتُ کے اُوپر کچھ زیادہ پڑھ گیا۔ اس وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہوئی یا کسی رکن کو دو مرتبہ کر گیا۔ مثلاً دو رکوع یا تین سجدے کر لئے تو بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اگر نماز میں کئی بار سہو کیا تو دو ہی سجدے کافی ہیں۔ اگر سہو کیا اور سجدہ سہو ادا کیا تو پھر سہو کرنے پر دوبارہ سہو کا سجدہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت ایک سجدہ ہے۔ دو تکبیروں کے درمیان کھڑے ہو کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر کھڑا ہو جائے۔ نماز کی عام شرطیں سجدہ تلاوت کے لئے بھی ہیں۔ یعنی بدن چھپانا، قبلہ کی طرف مُنہ کرنا اور طہارت وغیرہ۔ اس سجدے میں سلام اور تشہد اور ہاتھ اُٹھانا واجب نہیں۔ دوسرے سجدوں کی طرح اس میں بھی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی تین بار کہے۔ جو شخص سجدے کی
لے دیر لے کھڑا ہونا۔

آیتوں میں سے کوئی آیت پڑھے یا سُنے، اُس پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ سجدہ کی آیات ان سورتوں میں ہیں :- (۱) سُورَةُ اَعْرَاف (۲) سُورَةُ رَعْد (۳) سُورَةُ نَحْل (۴) سُورَةُ بَنِي إِسْرَآئِيل (۵) سُورَةُ مَرْيَم (۶) سُورَةُ هَج (۷) سُورَةُ فُرْقَان (۸) سُورَةُ نَمْل (۹) سُورَةُ النَّمْل تَنْزِيل (۱۰) سُورَةُ ص (۱۱) سُورَةُ حَمَّ سَجْدَة (۱۲) سُورَةُ النَجْم (۱۳) سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ (۱۴) سُورَةُ إِقْرَاء۔ اگر امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور مُقتدی نے سُنی تو مُقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے۔ ایک شخص نے سجدہ کی آیت امام سے سُنی۔ اور اس کے ساتھ نماز میں داخل نہ ہوا یا دوسری رکعت میں داخل ہوا۔ یعنی جس رکعت میں سُنی تھی، اُس سے دوسری رکعت میں داخل ہوا تو سجدہ کرے، مگر نماز میں نہیں اور اگر اُسی رکعت میں داخل ہوا تو اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے داخل ہوا تو امام کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر نماز میں اُسی رکعت کو امام کے سجدہ کرنے کے بعد پایا تو نماز میں سجدہ نہ کرے، باہر کرے۔ جس سجدہ تلاوت کا مقام نماز میں ہے، اُس کو باہر قضا نہ کرے۔ اُسی نماز میں ادا کرے۔ اگر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ بار بار پڑھی جائے تو ایک سجدہ

کفایت کرتا ہے۔ اگر ایک مجلس میں کئی آیتیں یا ایک ہی آیت کئی مجلسوں میں پڑھی تو ایک حجدہ کافی نہ ہوگا۔

استسقاء کی نماز

استسقاء پانی طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ جب مہینہ نہ برسے، تب امام یعنی سلطان سب مسلمانوں کو جمع کر کے وسیع میدان میں لے جا کر رُو بہ قبلہ دُعا کرے اور استغفار پڑھے۔ کیونکہ استغفار کو مہینہ کے طلب کرنے میں بڑا اثر ہے۔ استغفار کی نماز میں وَتَمِیَّہ کو نہ لے جائیں اور امام اپنی چادر پلٹا دے۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں۔ نیچے سے اُوپر اور اُوپر سے نیچے۔ لوگ اپنے گناہوں سے از سر نو توبہ کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہمیشہ برسا دے۔

کسوف اور خسوف کی نماز

کسوف سورج گھن کو کہتے ہیں۔ کسوف کے وقت سنت ہے کہ جمعہ کا امام آدمیوں کے ساتھ دو رکعت نماز بغیر اذان اور اقامت اور خطبے کے ادا کرے اور ہر

لے کُت وہ۔ کُتلا سے بخشش، نَکنا۔ توبہ کرنا سے ملیع اسلام کا فر کو ذمی کہتے ہیں۔
سورج گرہن سے چاند گرہن۔

رکعت میں ایک رکوع سب نفلوں کی طرح پڑھے اور ایک رکعت دراز کرے اور آہستہ پڑھے۔ جب نماز سے فارغ ہو تو دُعا میں مشغول ہو۔ یہاں تک کہ آفتاب روشن ہو جائے۔ اگر امام نہ ہو تو لوگ الگ الگ نماز پڑھیں اور دُعا میں مشغول ہوں اور جب چاند میں خسوف لگے تو تمام لوگ اکیلے اکیلے دُعا میں مشغول ہوں، جب تک کہ چاند روشن نہ ہو۔ اسی طرح اگر کوئی ڈر خوف ہو۔ مثلاً آندھی یا تاریکی ہو یا دشمن ظاہر ہو یا مینہ بند ہونے میں نہ آئے یا بادل گرے یا بھونچال آئے یا تمام عالم میں بیماری پھیلے تو ایسے وقت میں نماز اور دُعا میں مشغول ہونا سُنّت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نفل اور سُنّت کی جماعت مکروہ ہے۔ مگر دو سُنّت نمازوں کی جماعت مکروہ نہیں ہے۔ ایک تراویح کی نماز اور دوسری کسوف کی نماز۔ کسوف کی نماز مکروہ وقت میں ادا نہ کرنی چاہئے۔

روزے کا بیان

ماہِ رمضان میں مسلمانوں پر روزہ رکھنا فرض ہے۔ اگر خود رمضان شریف کا چاند دیکھا ہو یا عادل گواہوں کی

گواہی سے چاند کا دیکھنا ثابت ہو گیا ہو یا شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں تو بلاشبہ رمضان شریف شروع ہو گیا۔ اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کو گہرا ابر یا غبار ہو تو رات کو صبح صادق سے پہلے نیت کر لے کہ میں کل کا روزہ رکھنے کی نیت کرتا ہوں۔ جب تک رمضان شریف ختم نہ ہو لے، اسی طرح ہر روزے کی نیت کرتا رہے۔ جب صبح ہو تو لازم ہے کہ تمام دن کھانے پینے اور جماع کرنے سے پرہیز کریں۔ کسی طرف سے کوئی چیز پیٹ کے اندر نہ جائے۔ کھانے پینے سے آخر وقت تک پرہیز کریں۔ روزہ افطار کرنے کے بعد سے سحری تک کھانے پینے اور جماع کرنے کی ممانعت نہیں۔ روزہ کی حالت میں مسواک کرنی منع نہیں۔ منہ میں تھوک جمع کر کے حلق میں نہ اتاریں اور کوئی کھانے پینے کی چیز (شیریں ہو یا نمکین) چکھنے کی بھی ممانعت ہے۔ کسی کا گلہ کرنا، پُغلی اور غیبت کرنا، سُنّ چینی کرنا، جھوٹ بولنا اور گالیاں بکنا ہر حالت میں بُرا ہے۔ مگر روزے میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ سحری اخیر

لے اَصَوْمُ غَدٍ صَنِ شَهْرِ رَمَضَانَ ط (ترجمہ) رمضان شریف کے پینے سے کل کے روزے کی نیت کرتا ہوں لے سحری لے منا ہی۔ منع۔

وقت میں کھانا افضل ہے۔ مگر جو شخص فجر کے وقت سے واقف نہ ہو، اُس کو سحری جلدی کھانی چاہئے۔ پانی یا کھجور سے روزہ افطار کرنا بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ سُبْحَانَکَ وَ بِحَمْدِکَ۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

بھول کر کچھ کھا جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ حاملہ اور چھوٹے بچے والی عورت اور مریشہ کو اگر تکلیف معلوم ہو تو روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ جس بیمار کو خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری زیادہ ہوگی، اُس کو اختیار ہے کہ رمضان میں روزہ نہ رکھے اور اُن کی قضا کرے۔ اگر مُسافر کو کچھ ضرر نہ ہو تو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ مُسافر مقیم ہو جائے تو روزے رکھے۔ اسی طرح بیمار بھی شفا پائے تو طاقت کے موافق روزے رکھے۔ روزوں کی قضا درست ہے۔ قضا میں لگاتار روزے رکھنے شرط نہیں۔ مثلاً پہلے رمضان شریف کی

۱۔ روزہ کھولنا ۲۔ شروع اللہ کے نام سے ۳۔ اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔ ۴۔ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ ۵۔ اللہ ہم سے قبول کر۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔ ۶۔ صبح صلی والی۔ بچہ پیدا ہونے والی کے بیمار۔

کسی کے فتنے ہے اور پھر دوسرا رمضان آ گیا تو حال کے روزے پہلے رکھتے اور رمضان شریف گزرنے کے بعد ادا کرے۔ اگر مسافر نے روزے کی نیت نہ کی ہو، پھر دوپہر دن چڑھے سے پہلے مقیم ہو گیا اور روزہ کی نیت کر لی تو اس کا روزہ ہو جائے گا۔

مسجدوں کا بیان

مسجدوں کی زمین سب زمینوں سے پاک ہے۔ مولیٰ پیار اور لسنج وغیرہ کھا کر مسجد میں جانا منع ہے۔ گھر کی نسبت مسجد میں نماز پڑھنا زیادہ ثواب ہے۔ مسجد میں بیہودہ باتیں کرنی، خرید و فروخت اور جھگڑہ فساد کرنا منع ہے۔ مومن کو مسجد میں ایسا آرام آتا ہے جیسا مچلی کو پانی میں۔ جو شخص دنیا میں مسجد بناتا ہے، آخرت میں خدا تعالیٰ اُس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔ جو شخص مسجد بنانے کی توفیق نہ رکھتا ہو، وہ مسجد کی مرمت کرانے میں امداد دے تو اس سے بھی بڑا ثواب ملتا ہے۔ مسجد میں ٹھوکنے اور ناک صاف کرنا منع ہے۔ بدبو دار چیز، غلیظ آدمی اور موزی کا مسجد میں آنا منع ہے۔

ملہ پنجابی میں گنڈھے اور تھوم کو کہتے ہیں ملہ فضول ملہ گندہ۔

سُنّتوں کا بیان

ظہر کی فرض نماز سے پہلی چار سُنّتیں۔ در ظہر کے بعد کی دو سُنّتیں اور مغرب کی فرض نماز کے بعد کی دو سُنّتیں اور عشا کے فرضوں کے بعد کی دو سُنّتیں اور فجر کی فرض نماز سے پہلے کی دو سُنّتیں مؤکدہ ہیں۔

مَسْئَلہ:- اگر ظہر کی نماز یا جماعت ہو رہی ہو اور پہلی چار سُنّتیں نہ پڑھی ہوں تو نماز میں شامل ہو جانا جائز ہے۔ پہلی چار سُنّتیں فرضوں کے بعد پڑھ لیں۔ مگر صبح کی سُنّتیں فرضوں سے پیشتر ہی پڑھنی لازم ہیں۔ اگر جانے کہ سُنّتیں پڑھ کر فرضوں میں مل جاؤں گا، تو پہلے سُنّتیں پڑھ لے اور اگر دوسری رکعت ہے، اور جانتا ہے کہ جماعت سے نہ مل سکوں گا تو سُنّتیں نہ پڑھے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور جب تک سورج نہ نکلے، درود شریف اور وظائف میں مشغول رہے اور سورج نکلنے کے بعد وہ دو سُنّتیں قضا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو میری سُنّت پر عمل کرے گا، خدا تعالیٰ اُس پر دو نوح کی آگ حرام کرے گا۔

تَحِيَّۃُ الْوُضُو

وضو کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھنے کو تحیّۃ الوضو کہتے ہیں۔ جو شخص بدل و جان پہ نماز ادا کرے گا، اُس کا گھر خدا تعالیٰ بہشتوں میں بنائے گا :

بیمار کی نماز

بیمار سے اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھی جائے تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ اگر بیٹھ نہ سکے تو پہلو یا پیٹھ پر لیٹ کر اشارے سے نماز ادا کرے۔ اگر اشارے سے بھی عاجز ہو تو جب صحت پائے، تب پڑھے اور اگر بیماری کی حالت میں مَر جائے تو خدا تعالیٰ رحم کرے والا اور بخشنے والا قادر ہے۔

جمعہ کی نماز

جمعہ کی نماز جائز ہونے کے لئے سات شرطیں ہیں۔ جن کے بغیر وہ جائز نہیں (۱) شہر یا شہر کے باہر (۲) بادشاہ اسلام ہو یا اُس کا خلیفہ یا اذن ہو (۳)

۱۔ وضو کا تحنہ۔ ۲۔ اور دو رکعت نماز نفل وضو۔

نماز کا وقت ہو (۴) خطبہ پڑھا جائے، جس میں حمد و صلوة اور وعظ و نصیحت ہو (۵) خطبہ قبل از نماز پڑھا جائے اور دوسرا خطبہ کے درمیان بیٹھنا سنت ہے (۶) امام کے سوا کم از کم تین آدمی ہوں (۷) بادشاہ سے رازدین عام ہو۔ اگر بادشاہ موجود ہو اور اجازت نہ دے تو جمعہ جائز نہیں۔

جمعہ کی نماز فرض ہونے کی یہ شرطیں ہیں (۱) جمعہ کی نماز پڑھنے والا شہر میں مقیم ہو۔ یعنی اگر کوئی مسافر شہر میں پندرہ دن قیام مقرر کر لے تو اُس پر جمعہ کی نماز فرض ہوگی (۲) تندرست ہو۔ بیمار پر فرض نہیں (۳) آزاد ہو (۴) مرد ہو۔ کیونکہ غلام اور عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں (۵) بالغ ہو۔ لڑکے پر فرض نہیں (۶) عاقل ہو۔ مجنون پر فرض نہیں (۷) عینا ہو۔ اندھا نہ ہو (۸) چل سکتا ہو۔ اپاہج نہ ہو (۹) قید میں نہ ہو اور دشمن کا خوف بھی نہ ہو (۱۰) سخت بارش نہ ہو۔ اگر ان معذروں میں سے کوئی جمعہ کی نماز میں شامل ہو تو اُس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن جماعت میں شامل ہونے سے پیشتر اُس پر فرض نہیں تھا۔ شامی پر لکھا ہے کہ جہاں بادشاہ اسلام نہ ہو وہاں مسلمانوں

کہہ کر رکوع میں جائے۔ دوسری رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھنے کے بعد چار بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر رکوع کرے۔ عید کی نماز کے بعد خطبہ سننا ضروری ہے۔ عید ایفطر کے خطبہ میں خطیب کو فطر کے مسئلے بیان کرنے چاہئیں اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل بیان کرنے لازم ہیں۔ عرفے کے روز فجر کی نماز سے لے کر تیس نمازوں تک ہر ایک فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَللّٰهُ وَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ پڑھے۔ اس کو تبکیر تشریق کہتے ہیں۔

صدقہ فطر

عید کی صبح کے وقت سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ ہر شخص عید کی صبح سے پہلے مرگیا یا صبح کے بعد کافر مسلمان ہوا یا مسلمان کے اولاد پیدا ہوئی تو اس مرنے اور اولاد کا صدقہ نہیں۔ صدقہ فطر وہ شخص دے جس کے پاس اپنے اہل و عیال کی روزانہ خوراک سے کچھ زیادہ ہو۔ صدقہ کا وزن انگریزی

۷۰ ترویجی سہ ج کے روز۔

پیمانے کے حساب سے دو سیر فی کس ہے۔ یعنی جتنے چھوٹے بڑے گھر کے آدمی ہوں، فی کس ٹخمیناً دو سیر صدقہ دینا واجب ہے۔ صدقہ اناج کی قسم سے ہو۔ مگر افضل یہ ہے کہ جو یا گیہوں صدقہ میں دے جائیں۔ اگر یہ میسر نہ ہوں تو کنگنی یا چاول یا چنے وغیرہ دے۔ صدقہ اپنا اور اپنی جوڑو اور اولاد اور غلام اور ماں باپ اور چچاؤں اور بھائی بہنوں کی طرف سے دے۔ صدقہ فطر عید کی نماز سے پیشتر دینا واجب ہے۔

اعتکاف

روزہ کی حالت سے مسجد میں رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اعتکاف سنت ہے۔ نفل اعتکاف کم از کم ایک ساعت کا ہوتا ہے۔ جو شخص اعتکاف میں ہو، مسجد سے باہر نہ نکلے۔ اگر شرعی حاجت مثلاً جمعہ کی نماز کے لئے یا طبی ضرورت مثلاً پیشاب پاخانہ کے لئے نکلا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر بلا عذر ایک ساعت بھی باہر نکلا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔ سونا درست ہے۔ اعتکاف والے کو چپ رہنا اور فضول باتیں کرنی مکروہ

لہ اندازاً ۷۵ بیوی۔

ہیں۔ جماع کرنے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ خواہ منگوترہ سے ہو۔ اگر منت کے لئے اعتکاف بیٹھے کہ میرا فداں کام ہو یا سائے تو نہیں اتنے دن اعتکاف بیٹھوں گا تو ان دنوں کے ساتھ راتیں بھی شمار ہوں گی۔ اعتکاف اُس مسجد میں بیٹھنا چاہئے، جہاں نماز باجماعت ہوتی ہو۔ اعتکاف کے لئے سب سے افضل جامع مسجد ہے۔ اس شرط پر کہ اعتکاف کے دنوں میں جمعہ واقع ہو۔ اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ ایک خاص جگہ پر بیٹھ کر دل کو رجوع رکھے اور ہمیشہ دل کو اُسی طرح قائم رکھے۔ اعتکاف میں صبح کی نماز پڑھ کر داخل ہونا چاہئے۔ سال بھر میں جب بھی اعتکاف کیا جائے۔ جائز ہے۔ مگر افضل یہ ہے کہ رمضان شریف کے پچھلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ اعتکاف پر وہ میں بیٹھنا چاہئے۔ اعتکاف سے چاند دیکھ کر نہکلنا چاہئے۔ عورت اپنے گھر کے کسی علیحدہ حصے میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

صلوۃ التَّسْبِيح

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لے جھوٹا بیکار ملے ہوئی جس سے نکاح کیا گیا ہو ملے دھاکا۔ دس۔

بنا ب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ جو
 شخص چار رکعت نماز تسبیح پڑھے، اُس کے سب گناہ
 مغفیرہ اور کبیرہ، ظاہر اور باطن بخشے جائیں گے۔ اس
 کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت ایک شام سے پڑھے۔
 ہر رکعت میں پچھتر بار یہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ اللہ و
 الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاِلٰہِ اِلَّا اللّٰہُ وَاَللّٰہُ اَكْبَرُ اس طرح ہر
 کہ پندرہ بار فاتحہ سے پہلے، دس بار سورۃ کے بعد اور
 دس بار رکوع میں تسبیح کے بعد۔ دس بار سَمِیعَ اللّٰہُ
 لَبَنَ حَمْدَہُ کے بعد۔ دس بار پہلے سجدے میں۔ دس
 بار دونوں سجدوں کے مابین۔ دس بار دوسرے سجدے
 میں۔ اسی طرح چار رکعتوں میں پڑھے۔ اس نماز کو ہر
 روز پڑھنا چاہئے۔ اگر ہر روز نہ پڑھ سکے تو ہفتے میں
 ایک بار جمعہ کے دن۔ اگر ہفتے میں بھی نہ پڑھ سکے تو
 مہینے میں ایک بار۔ اگر مہینے میں بھی نہ پڑھ سکے تو
 سال بھر میں ایک بار۔ اگر اتنا بھی نہ ہو سکے تو تمام
 عمر میں ایک بار پڑھ لے۔

نماز تراویح

رمضان شریف میں عشا کی نماز کے بعد وتروں سے

۱۰ پھوٹے تک پڑھے۔

پہلے بیس رکعت پڑھنی سنت ہیں۔ ان کو نماز تراویح کہتے ہیں اور چاروں مذہبوں کا اس پر اتفاق ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک ٹھہریں کہ جتنی دیر میں چار رکعت پڑھی ہیں اور یہ تسبیح پڑھیں۔ یا مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ وَ الْاَبْصَارِ یا خَالِقَ اللَّیْلِ وَ النَّهَارِ نُورِ قُلُوبِنَا بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ یا عَزِیزُ یا غَفَّارُ یا کَرِیمُ یا سَتَّارُ یا حَلِیمُ یا وَحَّابُ یا رَحِیمُ یا تَوَّابُ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَ الْعُظْمَةِ وَ الْجَبَّةِ وَ الْقُدْرَةِ وَ الْکِبَرِیَاءِ وَ الْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِی لَا یَنَامُ وَ لَا یَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَ الرُّوحِ اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ الْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِكَ یا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِ

اے دل اور آنکھوں کے پلٹنے والے۔ اے دن اور رات کے پیدا کرنے والے۔ روشن کر دل ہمارے اپنی معرفت کے نور سے۔ اے غالب۔ اے بڑے بخشنے والے۔ اے کرم کرنے والے اور پرودہ ڈالنے والے۔ اے بڑبار۔ اے بخشنے والے۔ اے مہربان۔ اے توبہ قبول کرنے والے۔ پاک بادشاہ پاکی والا پاک ہے۔ صاحب ملک اور بادشاہی کا۔ پاک ہے صاحب عزت اور بڑائی کا وہ قدرت اور جبروت کا۔ پاک ہے بادشاہ زندہ جو نہیں موتا اور نہیں مرتا۔ پاک ہے بڑا پاکیزگی والا۔ اے رب ہمارے اور رب فرشتوں کے اور روح کے۔ اے اللہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ سے بخشش مانگتے ہیں۔ تجھ سے سوال کرتے ہیں ہم جنت کا اور پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے آگ سے۔ ساتھ تیری رحمت کے اے زیادہ رحم کرنے والے رحم کرنے والوں کے۔

نماز جنازہ

جب کوئی شخص مر جائے تو اُس کو نہلا دھلا کر اور کفن پہنا کر جلدی سے جنازہ گاہ کو لے جائیں۔ اور جنازہ کی نماز پڑھیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مقتدی طاق صنفوں میں کھڑے ہوں۔ پھر امام میت اور زندوں کی مغفرت کے لئے اللہ جل شانہ سے دعا مانگنے کی نیت کرے اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جا کر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ باندھ لے اور پڑھے۔ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اِسْمُكَ وَ تَعَالٰی جَدُّكَ وَ جَلَّ شَنَّاؤُكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ پھر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر دُرود شریف ابراہیمی پڑھے۔ پھر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر یہ رُنا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اغْضِرْ اِحْيٰنَنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاحِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِيْرِنَا وَ كَبِيْرِنَا وَ ذَكِّرْنَا وَ اُنْشَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَ مِنَّا فَاحْيِهِ عَلٰی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ

اے بخشش مہربان ہمارے شان اُس کی تھے بلند شہادت تیری اے اے اللہ! بخش ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے عائدوں کو اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو۔ اے اللہ! ہم ہیں سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو، سیدم ہند رکھے اور ہم ہیں سے جس کو فوت کرے اُس کو ایمان پر فوت کر۔

عَلَى الْإِيمَانِ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر واپس اور بائیں
 السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ط کے اور نماز سے باہر آئے
 اگر میت لڑکا ہو تو درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھے
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرْطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَ
 اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا اگر میت لڑکی کی ہو تو
 یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرْطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا
 اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَ مُشَفَّعَةً پھر
 میت کو اٹھا کر قبرستان میں لے جائیں اور اُس کو دفن
 کریں۔ جب میت کو قبر میں رکھیں تو کہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ
 وَضَعْنَا عَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَلَمًا اور میت کا منہ
 قبلہ کی طرف کریں۔ جب دفن کر چکیں تو قبر پر بہت سا
 پانی ڈالیں اور میت کی مغفرت کے لئے دُعا مانگیں۔
 اس کے بعد قرابت والوں کو صبر کی نصیحت کریں۔

بیماری اور موت

بیماروں کی دل جوئی کرنا اور اُن کو تسلی دینا اور

اسے اشد بنا۔ اس کو ہمارے لئے میر منزل اور ذخیرہ بنا اس کو ہمارے لئے
 شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا گیا ہے ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے رکھا ہم نے اور
 مَت رَسُوْل اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑو کیا ہم نے اسے بخشش سے نزدیک کیوں۔
 قریبی رشتہ داروں۔

اُن کی خدمت کرنا اور اُن سے عبرت پکڑنا سُنّت ہے۔ جو شخص بیمار کی خبر لینے جائے، اُس پر ہزار فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور اُس کے لئے بہشت ہیں ایک مکان بنایا جاتا ہے۔ جان کندن کی سختی ہر ایک نیک و بد کو ہوتی ہے۔ لیکن نیکوں کو تھوڑی اور بُروں کو بہت ہوتی ہے۔ نیک آدمی کی رُوح بہت سے فرشتے لینے آتے ہیں اور اُس کو بہشت کے خوش بو دار کفن میں لپیٹ کر آسمان پر بڑے آرام سے لے جاتے ہیں۔ آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ فرشتوں کی طرف سے اُس جنتی رُوح کو شاباش کی صدائیں آتی ہیں۔ یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک لے جا کر خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ وہاں سے حکم ہوتا ہے کہ اس کا نام نیکوں کی کتاب میں لکھ دو۔ وہ کتاب ساتویں آسمان پر عرش معلیٰ کے نیچے رکھی ہے۔ اس کتاب کا نام عَلَیِّیْن ہے۔ پھر قبر کی طرف لاتے ہیں اور مُنکر و نکیر اُس سے سوال و جواب کرتے ہیں اور پھر بہشت کا دروازہ اُس کی طرف کھول دیتے ہیں۔

ملے آوازیں۔

کافر اور گنہگار کی رُوح دوزخ کے فرشتے بڑی سختی سے نکالتے ہیں اور دوزخ کے بدبو دار کفن میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ اُس کے لئے نہ تو آسمان کے دروازے کھلتے ہیں اور نہ اُس کو فرشتوں کی طرف سے شاباش ملتی ہے۔ بلکہ ہر طرف سے اُس پر جھڑکیں اور لعنتیں پڑتی ہیں۔ اُس کا نام مُنکروں اور گنہگاروں کی کتاب میں لکھا جاتا ہے۔ - تو ساتویں زمین کے نیچے رکھی ہے۔ جس کا نام سِجِّین ہے۔ پھر اُس کو قبر کی طرف لاتے ہیں اور مُنکرو نمکبر اُس پر سوال و جواب کرتے ہیں اور دوزخ کی راہ اُس کی طرف کھول دی جاتی ہے۔

سختی سے تنگ آ کر موت مانگنی منع ہے۔ شہادت کی موت سب موتوں سے اچھی ہے۔ جان کنند کے وقت بیمار کے پاس کلمہ شہادت اور کلمہ طیب پڑھنا لازم ہے۔ اس سے بیمار کو خدا اور رسولؐ یاد آتا ہے۔ ایسے وقت میں بیمار کا مُنہ قبلے کی طرف کرنا چاہئے۔ جان کنند کے وقت مریض کے پاس سورہ یسین پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ اس سے اُس کی بار آورام سے نکلتی ہے۔ مرنے کے بعد اُس کی آنکھیں

اور مُنہ بند کرنا چاہئے۔ اگر کوئی شخص مُردے کو نیکی سے یاد کرے تو فرشتے اِصْبٰیْن کہتے ہیں۔ موت کی خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے۔ میت کے نہلانے اور دفنانے میں جس قدر ہو سکے، جلدی کرنی چاہئے۔

میت کے نہلانے کا بیان

میت کو غسل دینا فرض ہے۔ قریبی رشتہ دار غسل دیں تو بہتر ہے۔ اگر وہ غسل دینا نہ جانتے ہوں تو کوئی اور آدمی غسل دے۔ غسل دینے سے پہلے میت کا وضو کرنا چاہئے۔ اُس کے مُنہ اور ناک میں پانی نہ ڈالیں۔ پھر اُس کے دائیں اور بائیں اُتوٹی دیں۔ پھر میت کو ذرا ٹیڑھا بٹھا کر اُس کا پیٹ ذرا نرم نرم کرنا چاہئے۔ تاکہ پیٹ سے آلائش وغیرہ نکل جائے۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ڈالنے لازم ہیں۔ آخری غسل میں کافور ملانا بھی سُنت ہے۔ کافور ملا کر نہلانے سے میت کے جسم سے بو جلدی نہیں اُٹھتی۔ شہید کو غسل دینے کی ضرورت

اے بے شک ہم سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور سب اُسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

نہیں۔ اُس کو جاری خُون ہیں ہی دفن کرنا بہتر ہے۔

میت کو کفن دینا

میت کو کفن دینا فرض ہے۔ مردوں کے لئے تین کپڑے سنت ہیں۔ دو چادریں، ایک کفنی یا تہ بند کفن میں مرد کو کرتہ یا عمامہ پہنانا منع ہے۔ عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں۔ کفنی، یا تہ بند، سر کی اورٹھنی، سینہ بند، دو چادریں۔ میت کو پہلے ذائیں اور پھر بائیں لیٹنا چاہئے۔ اگر کفن کھل جانے کا خوف ہو تو بند ڈالنے بھی درست ہیں۔

ختم شد

سے لڑکے کو بھی تین کپڑوں میں کفن دینا بہتر ہے۔ سچے بڑی۔

برہنہ کی غمد اور سنتی کتابیں ملنے کا پتہ

ملک سراج الدین اینڈ سنز، پبلشرز، کشتیری بازار لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

اسلام کی پیروی کتاب

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کا بیان قرآن میں چوراسی جگہ آیا ہے۔ سہ ہجری میں قبل از رمضان شریف فرضیت اس کی نازل ہوئی۔ انبیاء پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ کیونکہ زکوٰۃ ناپاکوں کو پاک کرنے والی ہے اور انبیاء خود پاک ہیں۔ لغت میں زکوٰۃ کسی چیز کی پاکی اور زیادتی کا نام ہے۔ اور شرع میں مال کو دوسرے کے ملک کرنے کو کہتے

ہیں۔ مال کا مُقرر حصّہ فقیر کے ملک کرتا۔
 اور زکوٰۃ کے فرض ہونے کی شرط یہ ہے کہ
 جو مُسلمان عاقل بالغ اور آزاد ہو۔ غلام
 نہ ہو۔ اور پورا نصاب رکھتا ہو اور سب
 زکوٰۃ کا ملک نصاب کا ہے۔ جس پر سال
 گزرے۔ فارغ از قرض ہو۔ کسی کا قرض نہ
 دینا ہو۔ اور اخراجات ضروری سے زائد رکھتا
 ہو۔ اور ملک نصاب نامی ہو۔ یعنی بڑھنے وال
 ہو۔ اور جیسے اوٹ بکری گھوڑا اور دیگر مال
 تجارت اور نقدی سونا چاندی :

سونا چاندی کو شرع نے بڑھنے والا لکھا
 ہے۔ اگرچہ مالک اس کو جمع کر کے رکھے یا
 زیور بنوائے۔ تو اُس کا اپنا قصور ہے۔ ورنہ
 یہ چیز تجارت کے واسطے ہے۔ اس سے
 ہر وقت بڑھاؤ متصور ہے۔ جیسا کہ حیوانات
 اور مال تجارت نامی حقیقتاً ہے۔ یہ سونا چاندی
 نامی حکماً ہے۔ اور ظروف استعمال والے
 اور پارچات گرمی و سردی کے فرش فروش
 لے بڑھنے والے کو کہتے ہیں۔

اور مکاناتِ آسائش و آرام کے اور زمین
 اراضی زراعت میں اور ٹھوڑے بگھی سواری کے
 اور نوکر خدمت کے اور ہتھیار شکار کے
 اور آلاتِ حرفہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں
 یہ سب حاجتِ اصلی میں شمار ہوتے ہیں
 اور مالِ دقینہ یا دریا بُرد یا مقصوبہ۔ اور
 مالِ قرضہ کا جس کا مقروض منکر ہو۔ اور
 اُس کے پاس شہادت نہ ہو۔ اُن میں زکوٰۃ
 نہیں۔ جب دستیاب ہوں گے۔ اُس وقت
 سے زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ اور اُسی وقت
 مالک تصور کیا جائے گا۔ اور مالِ مفقود
 نہ ہو۔ اور یا مقروض اُس کا انکاری نہ ہو
 یا انکاری ہو اور اس کے پاس شہادت
 ہو یا نہ ہو۔ تو حاکم کو معلوم ہو۔ اس
 مال پر زکوٰۃ فرض ہے۔ مگر ادا کرتا تب
 واجب ہوگا۔ جب یہ مال اُس کے قبضے
 میں آوے اور ابتدا سے حساب سال گزشتہ
 کا کر کے دے گا۔ زکوٰۃ دینے وقت یا مال
 نے مقصوبہ۔ چھینا گیا ۱۲ ۱۳ مفقود۔ گم شدہ

سے عطا کرتے وقت نیت یاد نہ رہے۔ تو جب
تک فقیر کے پاس ہے۔ اُس کی نیت کرنی
چاہئے۔ اور اگر سارا مال یعنی نصاب کا
مال بلا نیت فقیر کو دے دے۔ تو زکوٰۃ ادا
نہ ہوگی۔ اور زکوٰۃ کا دینا بعد سال کے
فرض ہوتا ہے۔ بلا عذر تاخیر کرنے والا
گنہگار ہے۔ اور گواہی اور فتویٰ اُس کا
نامنطور ہے۔ مال تجارت کا وہ مال ہے
کہ جس کو بروقت خرید کے بہ نیت تجارت
خریدے۔ اور اگر بروقت خرید نیت استعمال
کی نہ ہو۔ بعدہ تدبیر تجارت ہو جاوے۔ تو
اُس پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ زکوٰۃ کو مشہر
و مشہور کر کے دیوے۔ تو زیادہ ثواب ہے
اور دوسری خیرات خفیہ دیوے۔ تو بہتر ہے
ایسا ہی وراثت کا مال کہ اس سے جب تک
تجارت شروع نہ کرے۔ تو اُس پر زکوٰۃ فرض
نہیں۔ سو چاندی مُستثنیٰ ہیں؟ کی ذات
پر زکوٰۃ فرض ہے۔ خواہ تجارت کرے یا نہ
لے مُستثنیٰ۔ باہر۔

کرے۔ کوئی مال کسی طرح کا سوائے سونا چاندی کے اُس کے قبضے میں آوے۔ جب تک تجارت شروع نہ کرے۔ زکوٰۃ فرض نہیں ادنیٰ نصاب چاندی کا دو سو درہم ہے۔ اگر دو سو سے ایک بھی کم ہو۔ تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ اور سونے کا ادنیٰ نصاب بیس مثقال ہے۔ راق میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔ یعنی دو سو سے پانچ اور بیس میں سے نصف اور تاہد برآں جس قدر ہو اُس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے۔ اور مثقال پانچ ماشہ کا۔ اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ جس مال کی زکوٰۃ دینی ہو۔ تو اُسی کے حصہ میں سے دیوے۔ یعنی سونے میں سے سونا اور چاندی میں سے چاندی حصہ کر کے پھر قیمت یا معاوضہ اُس کا ادا کرے۔ تو جائز

۱۔ دو سو درہم بحساب انگریزی رائج الوقت کے سوا
 اٹھاون روپے ہوتے ہیں۔ جس کے پاس اٹھاون روپے
 حسب ہدایت کتاب ہذا ہوں۔ اس کو زکوٰۃ دینی فرض ہے۔

ہے۔ کہ یا تو سب کو چاندی تصور کرے۔
یا سوتا ہی سب کو تصور کرے۔ یا دونوں کا
وزن کر کے ایک جنس بنالے۔ جیسے سولہ
مثقال سوتا ہو۔ اور سات درہم چاندی۔ یا
تو چاندی کو سوتا تصور کیا جائے۔ یا قیمت
سولہ مثقال سونے کی شمار کر کے دو سو درہم
پورا کیا جاوے۔

مصارفِ زکوٰۃ کا بیان

(۱) مشکین و فقیر ہو۔ فقیر وہ ہے جس
کے پاس نصاب سے کم ہو۔ یعنی دو سو درہم سے
کم ہو۔ مشکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ
ہو۔ (۲) زکوٰۃ کا تحصیلدار یعنی اُس کی نحواہ
(اگرچہ تحصیلدار مالدار ہو) زکوٰۃ سے دی جاوے
(۳) غلام مکاتب جس نے مالک کو اپنی قیمت
دینی ہو۔ نحواہ مالدار ہو + (۴) مقروض جس کا
مال قرضہ میں لگا ہو + (۵) جو راہِ خدا میں
مُفلس ہو جائے۔ یعنی حاجی، غازی، طالب علم

وغیرہ یعنی حاجی جو حج کرنے میں محتاج ہو۔ اور غازی غزا کے سامان یعنی گھوڑا ہتھیار وغیرہ کھو بیٹھے۔ طالب علم اپنی تحصیل کی کتب اور نفقہ کا محتاج ہو + (۶) مسافر محتاج اگرچہ اپنے وطن میں مال کثیر رکھتا ہو + (۷) زکوٰۃ ایک کو دے یا دو کو یا سب کو۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں + (۸) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مؤلفۃ القلوب ووں کو بحکم خدا اس غرض سے زکوٰۃ دیتے تھے کہ ایمان نہ چھوڑ دیں۔ اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ لوگ نہ رہے۔ اسلام نے زور پکڑا۔ اور خود بخود روشن ہوتا گیا۔ اور ہر آدمی بخوشی اسلام قبول کرتا گیا + زکوٰۃ اپنی اولاد اور ماں باپ۔ دادا دادی نانا۔ نانی کو دینی ناجائز ہے۔ اور غنی کو یعنی صاحب نصاب اور بنی ہاشم کو اور اس کے غلاموں کو، اور عورت اپنے خاوند کو۔ اور خاوند

نے مؤلفۃ القلوب ان لوگوں کو کہتے تھے۔ جو بیرونی مسلمان

اور اندرونی شکر اسلام تھے +

اپنی عورت کو زکوٰۃ نہ دیوے۔ اور زکوٰۃ کا مال
مُردے کے کفن اور بناء تعمیر یا مرمت مسجد
یا مدرسہ یا سرائے یا چاہ میں صرف کرنا
ناجائز ہے۔ یعنی ان مقامات پر زکوٰۃ کا مال
صرف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ اس
میں حبیہ ادا کا یہ ہے کہ کسی مفلس کو
دے دے۔ وہ اپنی طرف سے کفن میت
یا بناء مسجد یا مدرسہ یا تعمیر یا مرمت وغیرہ
میں خرچ کرے۔ صاحب زکوٰۃ خود صرف
نہیں کر سکتا۔

حج کا بیان

حج کُفّت میں کسی بڑے اعلیٰ درجہ کی چیز
کے طلب کرنے کا نام ہے۔ اور شرع میں
کعبے کی زیارت (یعنی طواف کعبے شریف کا)
کرنے کو کہتے ہیں۔ اور عرفے کے روز
عزّات میں زوال کے بعد شام تک کھڑے

ہونا اور مقامِ عزت میں زوال کے بعد دوسری صبح تک وقت وقوف کا ہے۔ نیت شرط نہیں چلتا پھرتا۔ دیوانہ۔ مست۔ سوتا۔ اس وقت میں سے کسی وقت ٹھہر جائے تو یہ رکن ادا ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ بحالت احرام حج کی نیت سے ہو۔ حج پانچ، بناء اسلام کا حاتمہ ہے۔ اور عمر بھر میں ایک دفعہ فرض ہوتا ہے۔ کیونکہ زیارت گاہ اُس کی ایک ہے۔ جملہ عبادات میں سے حج عبادت مُرکب از مالی و بدنی ہے۔ کوئی محض بدنی ہے۔ جیسے کلمہ اور نماز اور کوئی محض مالی۔ جیسے زکوٰۃ۔ حج میں چونکہ مال بہت خرچ ہوتا ہے۔ اور استطاعت مال کی شرط ہے اس واسطے اس کو مُرکب مالی و بدنی کہا گیا ورنہ کوئی عبادت سوائے مال کے ادا نہیں ہوتی۔ سب میں مال کی ضرورت ہے۔ مگر نماز روزہ میں تھوڑا مال کافی ہے۔ جو بقا و حیات کو ضروری ہو۔ جیسے نماز پلا لباس۔ روزہ بلا افطار۔ لے دن میں وقوف کا امتداد تا غروب واجب ہے۔ اور رات کو نقطہ ایک ساعت ہی کافی ہے۔ امتداد (طول) واجب نہیں۔

زکوٰۃ بلا مال۔ اور ان پانچ پیمانہ اسلام میں صرف عبادات ہی ہیں۔ اس واسطے سوائے نیت کے صحیح نہیں ہوتے۔ اور باقی جتنے دینی معاملات ہیں۔ سب بلا نیت صحیح ہو جاتے ہیں۔ مگر جب ان میں نیت ثواب کی شامل ہو جائے تو موجب ثواب اُخروی (عبادت) ہو جاتے ہیں جیسے نکاح۔ عتاق۔ بیع۔ ثرا۔ وقف۔ وصیت۔ ہبہ وغیرہ۔ اس واسطے جو صاحب جمیع معاملات دنیوی میں نیت ثواب کی کرے۔ وہ ہر وقت عبادت میں داخل ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں ان کلمات ہیں درج ہے۔ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ وِائْتُونَ (پ ۲۹ ع ۴)

۱۔ ہجری میں حج فرض ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسویں سال حج فرمایا۔ ایک سال تاخیر باعثِ عذر کے کی۔ اور آپ کو اپنی حیات کا علم بھی تھا۔ درتہ خیر کے واسطے جب استطاعت کامل ہو۔ اور موقع حج کا آجائے۔ تو بلا عذر تاخیر کرنی جائز نہیں

۲۔ غلام آزاد کرنا۔ یعنی جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔

اگر اُسی سال حج کرے۔ تو موجب کفارہ ذُئوبِ
اور رفع درجات کا ہوگا۔ اگر تاخیر کرے۔ تو
قرض فرض ادا ہوگا۔ اور مال حرام سے حج
کرنا حرام ہے۔ مال باپ محتاج خدمت اور
خاوند اور مالک جس کا قرضہ اُس نے دینا
ہو۔ اور ضامن مال جس ضمانت پر اُس نے
قرضہ لیا ہے۔ اُن کے راقن بغیر حج کرنا
مکروہ ہے۔ جو مسلمان عاقل، بالغ، صحیح البدن
بینا اور مجوس نہ ہو۔ اور یمن از بادشاہ اور
سفر خرچ رکھتا ہو۔ (سفر خرچ ایسا رکھتا ہو کہ
آسودگی سے پاؤ گوشت کھتا جائے۔ اور اونٹ
اور سواری ہو۔ جس میں سوتا لیٹتا جاوے
اور پیچھے عیال و اطفال کا خرچ تا وپسی حج
موجود ہو) اُس پر حج فرض ہے۔ اور عورت
کو علاوہ سب کے اپنے محرم کا ساتھ ضروری
ہے۔ خاوند ہو یا محرم، عاقل بالغ ہو۔ محرم
دیندار ہو۔ اور اُس کا خرچ بھی موجود ہو۔
عورت جو ان ہو یا بوڑھی ہو۔ اگر کوئی محرم نہ
لے ذُئوب گنہ کو کہتے ہیں +

ہو۔ تو نکاح کر کے جائے۔ سوائے محرم کے عورت کے واسطے حج مکروہ تحریمیہ ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ عورت خاوند کی عدت میں نہ ہو۔

حج کے فرائض

(۱) طواف کی نیت کرنا (۲) عرفت میں کھڑا ہونا (۳) ترتیب فرائض احرام میں (۴) ٹھہرنا عرفات میں اور پھر طواف کرنا (۵) ادا کرنا ہر ایک فرض کا اپنے وقت میں *

واجبات حج

حج کے بائیس واجبات ہیں (۱) صفا مروہ کے درمیان دوڑنا (۲) جمرہ کو کنکریاں مارتا۔ (۳) طواف رخصت کا کرنا (۴) سر منڈانا یا کترانا

عہ باب میں ہے کہ عورت کیلئے نکاح واجب نہیں جوہرہ میں اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲ المختار (عبدالعزیز) صفا و مروہ دو پہاڑوں کا نام ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی ملاقات ہوئی * جمرہ اس جگہ کا

(۵) مقام میقات سے جاتی دفعہ احرام باندھنا۔
 (۶) عرفات میں زوال کے بعد شام تک کھڑا رہنا۔
 (۷) طواف میں شروع حجر اسود سے کرتا (۸)
 کعبے کے دائیں طرف سے طواف کرنا (۹) طواف
 کے وقت پیدل چلنا (۱۰) طواف کے وقت با وضو
 ہونا (۱۱) سر نہ ڈھانپنا (۱۲) دوڑنا صفا سے شروع
 کرتا (۱۳) قربانی کا ذبح کرنا جو حج اور عمرہ
 اکٹھا کرے (۱۴) اور جو پس و پیش کرے۔ واجب
 ہے۔ (۱۵) طواف میں ہر دورہ کے بعد دو نفل
 شکرانہ کے پڑھنا (۱۶) طواف حطیم سے باہر
 کرنا (۱۷) بعد فارغ ہونے طواف کے صفا مروہ
 میں دوڑنا (۱۸) سر منڈانا یا کترانا معین جگہ پر
 (۱۹) سر منڈانا یا کترانا معین وقت پر (۲۰)
 حرام چیزوں کو ترک کرتا بعد وقوف کے (۲۱)
 کپڑا سلا ہوا نہ پہننا (۲۲) سر سے گردن تک
 مرد کو برہنہ رہنا۔

۱۔ دوڑنا صرف دو سبز میلوں کے درمیان ہے جو اب مسجد
 حرام کی دیواریں ہیں ۴ (عبد العزیز عفی عنہ)
 ۲۔ میقات اس جگہ کا نام ہے جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔

حج کی سنت اور مستحبات

(۱) کھانے پینے میں تنگی نہ رکھے (۲) ہمیشہ با وضو رہے (۳) خاموش رہے۔ یعنی فضول کلام ترک کرے (۴) ماں باپ اگر محتاج خدمت ہوں۔ اُن سے اذن لیوے (۵) مالکِ مال اور ضامن مال سے بھی اجازت لیوے (۶) اپنے محلّہ کی مسجد سے دو رکعت نماز پڑھ کر رخصت ہووے (۷) اپنے دوستوں سے مل کر رخصت ہووے۔ اور اُن سے معافی مانگے اور اُن سے دُعا طلب کرے (۸) چلتے وقت کچھ صدقہ بھی دیوے (۹) گھر سے پنجشنبہ کو رخصت ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی روز روانہ ہوئے تھے (۱۰) شنبہ اور جمعے کو توبہ و استغفار پڑھے۔ اور استغفار بھی پڑھے (۱۱) جانور سواری کا خریدے یا کر یہ کرے (۱۲) استنثارہ کرے کہ خشکی کے راستے جانوں یا تری کے (۱۳) یہ سوچے کہ بہت سے رفیقوں

سے بارہ وقت نفل پڑھنے منع ہیں اگر ان اوقات میں رخصت ہو تو نہ پڑھے (۱۴) از غبارِ بزمی

میں سے کون سے رفیق سے رفاقت کروں (۱۴) حج کے مہینے عید الفطر سے شروع ہوتے ہیں یعنی شوال - ذیقعد اور دس یوم ذی الحجہ کے اُن کا خیال رکھے۔

میتقات کا بیان

کعبے شریف کے پانچ میتقات ہیں (۱) ذوالخليفة جو مدینہ شریف سے چھ میل اور مکہ شریف سے ۱۰ منزل ہے - (۲) ذات العرق مکہ شریف سے دو منزل - (۳) حُجَّہ قریب رابع کے مکہ شریف سے تین منزل کے فاصلے پر ہے - (۴) قرین نہ شریف سے دو منزل کے فاصلے پر ہے (۵) یکنتم مکہ شریف سے دو منزل کے فاصلے پر پہاڑ ہے +

ذوالخليفة اہل مدینہ کے واسطے ذات العرق عراق والوں کے واسطے (یعنی بصرہ کو ذیحجہ)

۱۔ دیکھو کہ ان مقامات کے نام ہیں جہاں سے احرام باندھتے ہیں مکہ پہنچنے کا نام ہے وہ یہ مقامات بھی احرام باندھنے کے ہیں

اور تمام مشرق والوں کے واسطے جُحْفَہ اہل شام کے لئے قرن اہل نجد کے واسطے یَکْمَلَمَہ میں والوں کے لئے ران مقامات پر احرام باندھتے ہیں۔ سوائے احرام باندھنے کے گزرنا جائز نہیں اور بغیر احرام باندھنے کے گزرنا حرام ہے۔ حرم کے باشندوں کو احرام باندھنا ضروری نہیں ہے۔ بغیر احرام کے گزر سکتے ہیں۔ ران مقامات سے گزر کر احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ اس سے پہلے باندھ لے۔ تو گناہ نہیں ہے۔

حرم جدہ شریف کی طرف سے دس میل ہے۔ اور جعرانہ کی طرف سے نو میل ہے۔ اُن کے نشان موجود ہیں ۔

احرام باندھنے کا طریقہ

احرام باندھنے والے تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) مفرد ہے جس کا ارادہ صرف حج کا ہو۔ (۲) قارن جس کا ارادہ حج اور عمرہ کرنے کا اکٹھا ہو (۳) متمتع جس کا پہلے عمرہ کا اور

پھر حج کا ارادہ ہو احرام باندھنا حج کی
شرط ہے۔ جیسے تکبیر تحریمہ نماز کے واسطے
شرط ہے +

صورت احرام یہ ہے کہ پہلے وضو کرے
مگر غسل کرے تو افضل ہے (پھر دو رکعت
نماز پڑھے۔ اگر پانی نہ ملے یا بیمار ہو۔ تو
تیمم کرے۔ حجامت بنوائے یا تانحوں، لبوں
کو کٹوائے اور سر منڈائے۔ اگر بال نہ منڈائے
تو کٹکھی کرے۔ عورت اور لونڈی سے مباشرت
نہ کرے۔ اور ایک چادر جو کہ سی ہوئی نہ ہو۔
نات سے زانوؤں کے نیچے تک باندھے۔
اور دوسری چادر دائیں بغل سے نکال کر بائیں
کندھے پر ڈالے۔ اور چادر نہ کاتڑوں سے
سے۔ اور نہ اس میں گرہ ڈالے۔ اگر گرہ
ڈالے گا۔ تو گنہگار ہوگا۔ اور نماز نفل دو
رکعت پڑھے۔ مگر مکروہ وقت نہ ہو۔ یعنی
طلوع۔ غروب۔ زوال آفتاب نہ ہو۔ جس
نے فقط حج کا احرام باندھنا ہو۔ وہ یہ
دُعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ قَبَسَیْرًا

جی و تَقْبَلُہُ مَعْنٰی - پھر تَلْبِیہ پڑھے۔ اور ہر نماز کے بعد اس طرح بَتِّیکَ پڑھے۔ بَتِّیکَ اَللّٰهُمَّ بَتِّیکَ لَا شَرِیکَ لَکَ بَتِّیکَ بَتِّیکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّحْمَةَ لَکَ وَ اَسْئَلُکَ لَا شَرِیکَ لَکَ اور مُسْتَحَب ہے۔ کہ اِن الفاظ میں سے کم نہ کرے۔ کہ ترک کرنا کسی لفظ کا مکروہ تحریمہ ہے۔ اور بلند آواز سے پڑھے۔ اگر بلند آواز سے نہ کہے گا تو گنگنا رہوگا۔ اور جب بَتِّیکَ کہے یا اُونٹنی روانہ کر دے اُس کے گلے میں چمڑا یا لکڑی لٹکا دے۔ تو اِحرام شروع ہو گیا۔ جس وقت اِحرام باندھے تو عورت سے مُیَابِثَرَت کی بات چیت نہ کرے اور گالی گلوچ نہ دے۔ نہ کسی کو اشارے سے شکار بتائے۔ اور نہ زیان سے کہے۔ موزے بھی نہ پہنے اور مجبور ہو تو نیچے سے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے۔ سر اور چہرے کو برہنہ رکھے۔ عورت بھی

نہ اسے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو آسان کراہ قبول کرے

ابتدا چہرہ نہ دھانیے اور سر کو ڈھانپ لے
 کپڑے کو خوشبو نہ لگائے۔ احرام کے بعد
 سر کے بال نہ کٹوائے۔ اور نہ ڈاڑھی اور
 بدن کے بال کترائے۔ رنگا ہٹوا کپڑا نہ
 پہنے۔ ہار سنگار اور زعفران کا رنگا ہٹوا بھی
 نہ پہنے۔ اور کوئی کپڑا رنگا ہٹوا لے۔ تو
 اس کو پانی سے دھو لے۔ غسل کی حاجت
 ہو۔ تو غسل کر لے۔ عیب نہیں۔ سر اور
 ڈاڑھی کو خطمی سے نہ دھوئے۔ اور جب
 نماز پڑھ چکے۔ تو بیک پرٹھا کرے۔ جب
 اونچی جگہ چڑھے یا پیچھے اترے۔ یا اس کو
 کوئی سوار ملے۔ یا سحری کا وقت ہو تو
 بَیِّنَات پکارے۔

کعبہ مکرمہ کی زیارت اور

طواف کا بیان

مکہ شریف میں داخل ہوتے ہی پہلے کعبہ مکرمہ

میں جائے اور حجرِ اَشود کو چومے۔ اگر انبوء^۱ کے سبب حجرِ اَشود تک نہ پہنچ سکے۔ تو ہاتھوں کا اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو جُم لے۔ پھر دائیں طرف سے طواف کرنا شروع کرے۔ اور سات دفعہ گردِ کعبہ کے طواف کرے۔ اور طوافِ حطیم^۲ سے باہر کرے۔ اس طواف کو کرتے وقت پہلی تین بار میں پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا ہلا کر دوڑے۔ اور باقی میں چلتا رہے۔ جب حجرِ اَشود کے مقابل پہنچے۔ تو اُس کو بوسہ دے۔ سات طواف کے بعد مقامِ مصلّٰی ابراہیمی میں دو گانہ پڑھے۔ اگر وہاں کثرتِ انبوء ہو۔ تو دوسری جگہ پڑھے۔ یہ طوافِ تنحیہ کا کہلاتا ہے۔ یہ طواف فرض اور واجب نہیں سنت ہے۔ اور یہ بیرونی لوگوں پر سنت ہے۔ ملے والوں پر سنت نہیں ۰

۱۔ مجمع۔ بھیڑ ۲۔ کعبے کے گرد گھومنے کو کہتے ہیں ۰

۳۔ حیم ایک جگہ کا نام ہے ۰

صفا مروہ پر جانے کا بیان

پھر صفا مروہ پر جا کر کعبے کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگے۔ اور پھر یہ تکبیر پڑھے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و اللہ الحمد و صلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اللهم اغفر لی و لی و المؤمنین و المؤمنات یوم یقوم الحساب۔ وہاں سے اتر کر مروہ و جاوے جب نیچے اترے۔ تو درمیان میں میلین اخضرین کے دوڑتا ہوا مروہ کی چوٹی تک پہنچے۔ پھر وہاں جا کر متوجہ بسوئے قبلہ ہو کر تکبیر تہلیل اور صلوٰۃ و دُعا پڑھے۔ جیسا کہ صفا پر بھی پڑھی تھی۔ یہ ایک شوط ہے۔ پھر وہاں سے اتر کر میلین اخضرین کے درمیان دوڑتا ہوا صفا پہ جاوے۔ اور بسوئے قبلہ ہو کر تکبیر تہلیل۔ صلوٰۃ و دُعا ہاتھ اٹھا کر پڑھے۔ یہ

کے دو ہزار میل ۱۲ شوط ہے۔ پھر

دوسرا شوط ہے۔ اسی طرح سات شوط ہے۔
 اور ساتواں شوط مزودہ پر ختم ہوگا۔ یہ صحیح ہے۔
 طحاوی نے صفا سے اتر کر مزودہ تک پھر
 صفا تک جانے کو شوط کہا ہے۔ مگر صحیح یہ
 ہے۔ کہ اس کا ختم مزودہ پر ہو۔ جیسا کہ
 شامی و دُرِّ المختار میں مذکور ہے۔ پھر مکہ
 شریف میں جاوے۔ اور احرام باندھے رہے
 جب طبیعت چاہے طواف کچے شریف کا
 سات دفعہ کرے۔ جس ترتیب سے مذکور
 ہوا ہے۔ مگر اس میں شک کر چلنا اور
 دوڑنا نہیں۔ نماز نقل سے یہ طواف بہتر
 ہے۔ اور یہ طواف بیرونی لوگوں کے واسطے
 ہے۔ اہل مکہ کے واسطے نہیں +

حج کی ترتیب اور مقام عرفات

میں داخل ہونے کا بیان

ساتویں ذی الحجہ کو نمازِ ظہر کے بعد امام خطبہ

پڑھے۔ نماز ظہر اور زوال سے پہلے خطبہ پڑھنا
 مکروہ ہے۔ اور خطیب خطبے میں تعلیم مناسک
 احکام حج کی کرے۔ آکھویں تاریخ جس کا نام
 تردیہ ہے۔ صبح کی نماز پڑھ کر منا کو جائیں۔
 اور وہاں تو تاریخ کی صبح تک قیام کریں۔ پھر
 بعد طلوع آفتاب عرفہ کے دن وہاں سے
 روانہ ہو کر جبل دہ عرفات کو جائیں۔ بعد
 زوال کے قبل از نماز ظہر امام دو خطبے پڑھے
 جیسے کہ جمعہ میں پڑھتے ہیں اور تعلیم مناسک
 حج کی کرے۔ خطبہ کے بعد ایک اذان اور
 دو اقامت سے ظہر اور عصر اکٹھی پڑھے۔
 قرأت باواز نہ پڑھے۔ آہستہ پڑھے۔ یہ دو
 جماعتیں کرانی اور خطبہ پڑھنا امام حج کا کام
 ہے۔ اگر وہ نہ ہو۔ تو جدا جدا پڑھیں۔ اور
 ان دو جماعتوں میں جیسا کہ امام شرط ہے۔
 احرام بھی شرط ہے۔ اگر ظہر کسی نے اکیلے پڑھی
 ہو۔ تو عصر کی نماز میں امام کے ساتھ شامل

۱۔ من ایک شہرت۔ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر درمیان عرفات اور مکہ کے

نہ ہو۔ اور عصر اپنے وقت پر پڑھے۔ اور جس نے ظہر امام کے ساتھ یا باجماعت بلا احرام پڑھی ہو۔ اُس کو عصر الگ پڑھنی جائز نہیں پھر اگر احرام باندھ لیا ہو تو عصر اپنے وقت پر پڑھے۔ امام کے ساتھ پڑھنی درست نہیں۔ کیونکہ دونوں جماعتوں میں احرام شرط ہے۔ بلا احرام اگر امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ تو ظہر درست ہے۔ اور عصر درست نہیں۔ کیونکہ وہ قبل از وقت ہے۔ اور احرام اُس کی شرط ہے۔ پھر فارغ ہو کر عرفات میں جا کر کھڑے ہوں۔ عرفات کے واسطے غسل کرنا سنت ہے۔ پھر جبلِ رحمت کے پاس جہاں بڑے بڑے پتھر ہیں۔ وہاں اُونٹنی پر امام قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ عرفات میں کھڑا ہونا اور کھڑے ہونے کی نیت ضروری نہیں۔ اگر بیٹھا رہے۔ تو بیٹھنا جائز ہے۔ عرفات کے اندر موجود ہونا شرط ہے۔ امام بڑی کوشش اور بلند آواز سے دُعا مانگے۔

۱۔ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ جہاں اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے ۲ (عبدالعزیز)

اور تمام آدمی اس کے پیچھے رُود بقبہ ہو کر اُس
کی آواز سُنیں۔ دل سے عاجزی کرتے ہوئے
آنسو بہائیں۔ یہ وقت اجابت دعا کا ہے۔

مقام مُزدلفہ میں داخل ہونے اور حجرہ کو کنگر مارنے کا بیان

مکہ شریف میں قبولیت دُعا کے پندرہ مقامات
ہیں۔ جن کا ذکر اگلی کتب میں آدے گا۔
جب آفتاب غروب ہو۔ تو وہاں سے اُتر
کر خشکی کے راستے مُزدلفہ میں آئیں۔ مُزدلفہ
میں پیدل جانا مُستحب ہے۔ سوار ہو کر
نہ جاویں۔ اور تکبیر تسبیل حمد بیک کتے جاویں۔
شام کے بعد مُزدلفہ میں ٹھہریں۔ سوائے
وادی محسرہ کے سارا مقام مُزدلفہ کا موقت
ہے۔ اور پہاڑ قزح کے پاس اُتر کر مغرب
اور عشا کی نماز اُس جگہ اکٹھی پڑھیں۔ جیسی

۱۱ اجابت۔ قبولیت ۱۲ ایک مقام کا نام ہے ۱۳ کھڑے ہونے کی جگہ

کہ ظہر اور عصر مسجدِ نمرہ میں پڑھی گئی۔ اگر مغرب
 کی نماز راستے میں پڑھی ہو تو وہ ناجائز ہوگی
 پھر اس جگہ پڑھنی ہوگی۔ جب تک دسویں تاریخ
 کی صبح نہ ہو۔ اگر عشا پہلے پڑھیں۔ اور مغرب
 پیچھے۔ تو عشا کو دوبارہ پڑھیں۔ پھر مزدلفہ میں
 سورج نکلنے تک ٹھہریں۔ اور تکبیر تمیل صلوٰۃ
 دعا پڑھتے رہیں۔ جس وقت صبح کی خوب
 روشنی ہو جاوے۔ تو اس وقت دُود پڑھتے
 ہوئے منا کو آویں۔ وادی محسر کے درمیان
 پہنچ کر اس قدر دوڑیں۔ جتنا کہ پتھر زور سے
 پھینکے ہوئے جا پڑتا ہے۔ اور سات کنکریاں
 انگلیوں کے سر سے جڑے کو ماریں اور پانچ
 گز کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر کنکریاں ماریں۔
 ہر کنکری تکبیر کہہ کر ماریں۔ اور پھر تکبیر کے
 ساتھ بیٹیک کہہ کر ختم کریں۔ سات کنکریاں
 زمین کی چٹائی (پتھر مٹی وغیرہ) سے ہوں۔
 جن سے یتیم درست ہوتا ہے۔ اگر مٹی کی
 مٹھی پھینکی جاوے۔ تو جائز ہے۔ مگر ایک مٹھی
 بجائے ایک کنکری کے ہوگی۔ ٹکڑی، موتی،

جواہرات - عنبہ - کستوری کی کنکریاں ماری تاجائز
ہیں - کیونکہ یہ چیزیں عورت کی ہیں - اور یہ
جگہ تزیین شیطاں کی ہے - پتھر توڑ کر بھی
کنکریاں بنانی تاجائز ہیں - کنکریاں پھینک کر
پھر قربانی ذبح کریں - اور قربانی کے بعد سر
مندائیں یا کترائیں - سارے بال کٹانے مستحب
ہیں - چوتھا حصہ بال کٹانے واجب ہیں - اور
جو گنجا ہو - اُس پر اُستھرہ پھیرنا واجب ہے
سارا سر مندانا بہتر ہے - اب احرام ختم
ہوا - سب چیزیں کھانے پینے کپڑے پہننے
حلاں ہوئے - مگر عورت کے پاس نہ جاویں -
پھر کعبہ شریف میں آکر طواف کریں - یہ
طواف فرض نہیں ہے - دسویں تاریخ خواہ
کسی وقت کریں - جائز ہے - طواف کر کے پھر
منا میں آکر شبِ باش ہوں - گیارھویں تاریخ
تینوں جمروں کو کنکریاں ماریں - پہلے مسجد
خیف والے جمرے سے مارتا شروع کریں -
پھر دوسرے کے پاس والے تیسرے کو ماریں -
کنکریاں مارتے وقت تکبیر و تہلیل صدقہ و

دُعا مقدار اڑھائی سیسپارہ قرآن شریف کے پڑھیں
تیسرے حجرے کو کنکریاں مار کر اُس جگہ نہ
کھڑے ہوں۔ اور نہ پہلے دن جو پہلے حجرے
کو مارا تھا۔ اس کے بعد بھی نہ کھڑے ہو دیں
اگر اُس دن کنکریاں نہ مار سکیں۔ تو پھر
پچھلے دنوں میں ماریں۔ اور بارھویں۔ تیرھویں
تاریخ کو زوال کے بعد بھی ماریں۔ حجرے
کو کنکریاں مارتے وقت سوار ہو دیں یا پیدل
دونوں طرح درست ہے۔ مگر پہلے دو حجروں
کو بیدل ہی چن کر ماریں۔ تو افضل ہے۔
تیرھویں تاریخ کو کنکریاں مار کر مکہ شریف میں
آویں۔ اور جب مکہ شریف میں آویں۔ تو
مقام استنال میں یعنی وادی محفب میں
کھوڑی دیر کھڑیں۔ اب اگر چلنے کا ارادہ
ہو۔ تو کعبہ شریف کا طواف کریں۔ اس کا
نام طوافِ صدر یعنی طوافِ رخصت ہے۔ اس
میں شکتا اور دوڑنا نہیں۔ پھر دو رکعت بعد
از طواف پڑھ کر آپ زمزم پیویں۔ بعد اس
کے اپنا سینہ اور چہرہ مقام ملتزم پر لگا دیں۔

اور ایک گھنٹہ بھر پردہ کعبہ شریف کا پلڑا رکھیں اور ایسی التجا کریں۔ جیسا کہ کوئی ملتجی سفارش طلب کرتا ہے۔ اگر پردے تک رسائی نہ ہو تو اپنے سر پر دونوں ہاتھ پھیلا کر سر کے دونوں طرف رکھیں اور دعا کو شش سے مانگیں اور روئیں۔ اگر روتا نہ آوے تو صورت رونے کی بتاویں۔ اور مسجد سے بچھلے پاؤں ہو کر نکلیں۔ اور کعبے شریف کو دیکھ کر چلائیں :

جس شخص نے پہلے آتے ہی عرفات میں وقوف کیا۔ اس سے طوافِ قدوم ساقط ہو جاتا ہے۔ اور طوافِ قدوم یعنی طوافِ اول جو بحمد و وارد ہونے مکہ شریف کے ادا کیا جاتا ہے۔ اگر اس کا موقع نہ ملے۔ مثلاً اس تاریخ حاجی بدوں داخل ہونے مکہ کے بیرون بیرون عرفات جا کھڑا اور خشبہ سُت۔ اُس سے یہ طواف ساقط ہو جاتا ہے۔ کوئی کفارہ اُس پر لازم نہیں۔ عورت کا حج بھی مثل مرد کے ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔

کہ مرد سر منہ برہنہ رکھتا ہے۔ اور عورت
 سر ڈھانپ لیتی ہے۔ مگر چہرے پر کپڑا
 نہیں ڈالتی۔ عورت اگر چہرہ ڈھانپ لے تو
 جائز ہے۔ مگر کپڑا چہرے سے نہ لگے۔ اور
 عورت بیک پاواز بلند نہ کرے۔ اس طرح
 پڑھے۔ کہ آپ کُستے دوسرا نہ سُنے۔ عورت
 طوافِ قدوم میں پہلوانوں کی طرح نہ دوڑے
 آہستہ چلے اور بغل سے چادر نکال کر کندھے
 پر مردوں کی طرح نہ کرے بلکہ سارا بدن
 ڈھانپے۔ اور درمیان میلین اخضرین کے نہ
 دوڑے۔ اور احرام کھولتے ہوئے سر نہ
 مُنڈائے۔ جیسا کہ مرد مُنڈاتا ہے۔ صرف چوتھائی
 سر کے بال کٹائے۔ عورت سُونی کا رِسل
 ہوا کپڑا اور موزے اور زیور اور لباس پہنے
 اور اتبوعہ کے دقت حجرِ اشود کے پاس نہ
 جائے۔ اور محنت بھی مثل عورت کے حج
 کرے۔ اگر عورت کو حیض آجائے تو سوائے
 طوافِ کعبہ کے سب مناسک ادا کرے۔
 عورت پر کسی فرض واجب کی تاخیر کرنے سے

کفارہ نہیں آتا۔ بعد اوا ہو جانے دو رکن حج کے طوافِ عمرہ کا ساقط ہو جاتا ہے۔ اور نفاس بھی مثل حیض کے ہے۔ - بیہوشی سے احرام ساتھ نیت عمرہ اور حج کے باندھے اور جس وقت احرام باندھنے لگے۔ یہ دُعا پڑھ کر نیت کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِیْ وَ تَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ (ترجمہ: اے خداوند تعالیٰ میں ارادہ حج اور عمرے کا کرتا ہوں۔ سو تو دونوں کو آسان کر اور قبول کر۔ طواف کعبے کا عمرے کے واسطے کرے۔ پہلے تین دورے طواف میں شہیل کرے۔ صفا مروہ میں دوڑے۔ قرآن میں حلق کے بعد احرامِ حلال نہیں ہوتا۔ احرام حج کا باقی رہتا ہے۔ اور تمتع میں عمرہ کر کے حلال ہو جاتا ہے +

حج کا احرام اس وقت باندھیں جب عرفات کی طرف جانے لگیں +

۱۔ لشکر کرچٹ - پسوانوں کی مانند +
۲۔ حلق سر منڈانے کو کہتے ہیں +

سلام کرنے کا بیان

کہا فقیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مسلمانوں کی دُعا آپس میں سلام ہے۔ اور وہی بہشتیوں کی دُعا ہے۔ جو بہشت میں ایک دوسرے کو کریں گے۔ تو مسلمانوں کو چاہئے کہ سلام کو مسلمانوں میں خوب پھیلائیں۔ پس یہ مسلمانوں کے اخلاق سے ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب تو گھر سے نکلے۔ تو تیری آنکھ جس اہل قبلہ تیرے پر یعنی مسلمان پر پڑے۔ تو اُس کو سلام کر۔ جب تجھے اُس پر سلام کیا۔ تو ایمان کی حلاوت تیرے دل میں داخل ہوگی۔ اور بعض صالحین کا ذکر ہے کہ ایک شخص اُس کے یاروں میں سے اُس کے پاس آیا۔ تو صالح سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو صالح نے

اُس نے کہا کہ خرابی ہو تجھ کو۔ یہ تو نے کیا
 کہا۔ اَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کیوں نہیں کہا۔ کہ تیرے لئے
 دس نیکیاں ہوتیں۔ اور پھر میں جواب دیتا۔
 تو مجھے بھی دس نیکیاں ملتیں۔ اور جب بیس
 نیکیاں اکٹھی ہو جاتیں۔ تو نزولِ رحمت کے
 امیدوار ہوتے۔

کسی صالح سے پوچھا گیا۔ کہ جب آدمی
 اپنے رفیق سے ملے اور یہ کہے۔ کہ تیرا
 اللہ عمر دراز کرے۔ یہ کہتے کیسا ہے۔ اُس
 صالح نے جواب دیا۔ کہ یہ دہریوں کی دُعا
 ہے۔ اور دُعا مسلمانوں کی اَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ہے
 اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ
 وہ بازار میں جایا کرتے۔ کسی نے پوچھا۔
 آپ بازار میں کیوں جایا کرتے ہیں۔ نہ آپ
 بچے بیچتے ہیں۔ اور نہ آپ کچھ خرید کرتے
 ہیں۔ تو اُنہوں نے فرمایا کہ صرف اَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
 کہنے کو جاتا ہوں۔ اور یہی عادت تھی کہ جب
 کسی پر گزرتے تو اَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہتے۔
 فرمایا اَنخَفَتِ صُلَّةُ اللہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم
 اُس کو کرو۔ تو دوست بن جاؤ۔ آپس میں
 سلام بکثرت کیا کرو۔ اور کہا عطاء نے۔ سلام
 کرے چلتا کھڑے پر، اور کھڑا بیٹھے پر، اور
 بڑا چھوٹے پر اور سوار پیدل پر۔ اور سلام
 کرے تجھ سے وہ شخص جو پیچھے سے آئے
 اور جب دو آدمی ملیں۔ تو ان میں افضل
 وہ ہے۔ جو پہلے سلام کرے۔

کہا حسن بقری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب
 ایک جماعت دوسرے پر گزرے۔ تو ابتدا سلام
 کی کریں تھوڑے بہت پر +

روایت کیا ہے زید بن وہب نے کہ
 نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سلام کرے سوار
 پیدل پر، اور پیدل بیٹھے پر، اور تھوڑے
 بہت پر +

روایت ہے کہ اگر کوئی جماعت کسی
 جماعت پر گزرے۔ پس اگر سب کے سب
 سلام نہ کریں۔ تو وہ سب گنہگار ہیں۔ اور
 ایک نے بھی کر لیا۔ تو سب کی طرف سے

یہی سلام کافی ہو گیا۔ اگر سب کے سب سلام کریں۔ تو افضل ہے۔ پس دوسری جماعت میں سے اگر کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ تو سب گنہگار ہوئے۔ اور اگر ایک نے بھی جواب دیا تو سب کی طرف سے کافی ہو گیا۔ اور اگر سب نے جواب دیا تو افضل ہے +

نیت نمازِ جنازہ

بعض قریبات میں تذکرہ اس بات کا ہوا کہ نیت نمازِ جنازہ کی کیسی چاہئے۔ کوئی کہتا تھا کہ نیت مشہور و معروف جو عوام الناس میں رائج ہے۔ "نیت کی ہے میں نے اس نماز کی پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے چار تکبیر نمازِ جنازہ فرض کفایہ نماز واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دعا واسطے اس نیت کے متوجہ قبلہ شریف کے "اللہ اکبر" اور زبان زد عوام ہے۔ اور کوئی خلل بھی اس میں نہیں

مناسب ہے۔ اور کوئی کہتا ہے۔ کہ لفظ ثناء
 کی اس میں سے دُور کرنا چاہئے۔ کہ لفظ صلوة
 کا کافی ہے۔ اور جو نیت کتب فقہ میں درج
 ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّ لَكَ وَادْعُوْا
 بِهٰذَا الْمِیَّتِیْ یَا رَحِیْمُ اَنْ اُصَلِّیْ اِلَیْهِ تَعَالٰی
 وَادْعُوْا بِهٰذَا الْمِیَّتِیْ (کافی مناسب ہے چنانچہ
 اس امر میں ایک استفتاء نظر آیا۔ جس پر
 چند اشخاص کے دستخط تھے۔ اور یہی الفاظ
 نیات مندرجہ کتاب فقہ کے لکھ کر صحیح کی
 گئی تھی۔ اور مضمون دستخطوں کا یہی تھا۔
 کہ یہ سچ ہے۔ اور عمدہ ہے۔ اگر نیت
 صحیح ہے۔ تو نماز بھی صحیح۔ اور اگر نیت
 فاسد ہے تو نماز بھی فاسد۔ جب اتفاقات
 حسنہ سے اس فقیر کا مُرور و عبور ان قریات
 میں ہوا۔ تو اس مسئلہ کا استفسار کیا گیا۔ کہ
 یہ نیت عوام الناس کی درست ہے۔ اس میں
 کوئی حائل نہیں ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ
 یہی نیت ہو۔ کیونکہ اس نماز میں ہمارا اور

لے گزرنا اُسے گاؤں ۱۲

شیعہ اور شافعیہ کا اختلاف ہے +
 اہل سنت و جماعت چار تکبیریں کہتے ہیں۔
 اور شیعہ پانچ یا زیادہ اور حنفی ثناء پڑھتے
 ہیں۔ اور شافعیہ سورۃ فاتحہ بہ نیتِ قرأت
 قرآن۔ پس بالقرور برائے استغناء صورت نماز
 جنازہ حنفیوں کے نزدیک چار تکبیر اور ثناء
 کہتی چاہئے +

تہمیز و تکفین

واضح رہے کہ قریب موت کو اُس وقت
 رُو بقبلہ کرنا مستحب ہے۔ اگر پہلے سے چیت
 لیٹا ہوا ہے۔ اور کروٹ پر لیٹا اُس کو
 تکلیف دیتا ہے۔ تو چیت ہی لیٹا رہے۔
 مگر رُو بقبلہ کیا جائے۔ کہ سر اُونچا ہو۔
 یسوی قبلہ۔ اور اگر کروٹ پر لیٹا ہوا ہے
 اور کچھ تکلیف نہیں تو کروٹ پر ہی لیٹا
 رہے۔ فقط رُو بقبلہ کر دیویں +
 تہمیز و تکفین میں تعمیل کرنی مسنون ہے۔

اگر نیک ہے۔ تو جلدی اپنی نیکی کو پہنچے۔ اور
اگر بد ہے۔ تو تم کندھوں سے اُس کو جلدی
اُتار دو۔ بہر کیف جس میں ایک مومن کی بہتری
ہو۔ اُس کا کرنا مستحب ہے +

حدیث شریف میں ہے اَلْعَمَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ
اِلَّا فِي مَنَاقِبٍ یعنی جلدی شیطان سے ہوتی ہے
مگر (سوائے) اچائیوں جگہ۔ ایک جگہ تجمیر و تکفین میت
پر۔ دوسرے تزدیج بکرۃ بالغہ کی جب کُفُو ملے۔
تیسرے ادائے دین میت۔ جب تک کندھوں
پر ہوتا ہے۔ نیک ہو تو کہتا ہے قَدْ مُؤِنِي
قَدْ مُؤِنِي یعنی تم مجھے لے چلو۔ لے چلو۔
اور اگر بد کردار ہے تو کہتا ہے اَيْنَ قَدْ عَبُوْنَا
بِئِي۔ یعنی تم مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ یہ بات
اُس کی سوائے جتنے دلائل کے ہر چیز سنتی ہے +

نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ کی نمازیوں کی طرف سے میت کے

لے پکر۔ کنواری۔ لے دین۔ قرض ۱۲

واسطے شفاعت ہے حضور میں رب العالمین کے
اور شفاعت انہی لوگوں کی ہوتی ہے جن کے
حق میں شفاعت کرنی اللہ تعالیٰ کو منظور د
پسند ہو۔ اور سوائے مومن کے کافر کی شفاعت
اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسند د نامنتظر ہے۔
اسی واسطے نماز جنازہ کافر اور مشرک کی
نہ جائز ہے۔

مشہور نماز جنازہ کا مسئلہ

جب نماز جنازہ کی ہوتی ہو۔ اگر کوئی شخص
پیچھے آکر شامل جماعت ہو۔ اور امام کوئی
تکبیر کہہ چکا ہو تو دیکھے۔ کہ اگر پہلی تکبیر
کہہ چکا ہے۔ تو ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک دوسری تکبیر کا اقرار کرے۔ امام کے
ساتھ شامل ہو جاوے۔ اور پہلی تکبیر کو بعد
از فراغ امام قضا کرے۔ پس اگر خوف اٹھا
لے جلنے جنازہ کا ہے۔ تو ثناء تکبیر کہہ کر
سلام کرے۔ اور اگر خوف اٹھا لے جائے جنازہ

کا نہیں۔ تو ثناء پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور
 اگر درمیان میں شامل ہو۔ تو باتفاق تکبیر
 کا منتظر رہے۔ فوت شدہ تکبیروں کو بعد از
 فراغ امام قضا کرے۔ اور اگر چار تکبیروں کے
 بعد اور سلام سے پہلے آوے۔ تو امام
 ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک فوراً
 شامل ہو جاوے۔ اور فوت شدہ تکبیروں
 کی قضا کرے۔ اس پر فتوے ہے۔ اور امام
 اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
 کے نزدیک شامل نہ ہووے۔

مسجد میں نماز جنازہ

نماز جنازہ کو مسجد میں کوئی مکروہ تحریمہ
 کہتا ہے۔ کوئی مکروہ تنزیہیہ۔ پس اگر جنازہ
 داخل مسجد ہو۔ تو بالاتفاق مکروہ ہے۔ اور
 اگر خارج از مسجد ہو تو اس میں اختلاف
 ہے۔ مگر مختار یہی ہے کہ مکروہ ہے۔
 ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ من

صَلَّاهُ عَلَى مَيِّتٍ فِي الْمَسْجِدِ خَلَا صَلَوةً لَهُ
 یعنی مسجد میں جو کوئی نماز جنازہ کی پڑھے۔
 تو اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ اور روایت احمد
 و ابو داؤد میں ہے قَدْ شَيْئٌ لَهُ اور ابن
 ماجہ میں ہے فَلَيْسَ لَهُ شَيْئٌ اور ایک اور
 روایت میں ہے قَدْ آخَرَ لَهُ۔ ابن عبد البر
 نے قَدْ شَيْئٌ لَهُ کو صحیح لکھا ہے۔ کلمہ خَلَا صَلَوةً
 لَهُ کا اِسے نفی کمال آتا ہے۔ جیسا کہ حدیث
 لَا صَلَوةَ لِبَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ اور
 لَا صَلَوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ میں نفی کمال ہے
 ہاں اگر مُذَرِّبٌ یا اَعْتِكَافٌ یا سَجَاسْت
 مکان بیرونی کا ہو۔ تو نماز جنازہ مسجد
 میں مکروہ نہیں ہے۔ اور حضرت صلے اللہ
 علیہ و آلہ وسلم نے جو نماز جنازہ مسجد
 میں پڑھی تھی۔ وہ بَاعِثٌ مُذَرِّبٌ اَعْتِكَافٌ
 کے تھی۔

شیخ اکبر محمدی الدین عربی قدس سرہ فتوحات
 میں فرماتے ہیں۔ کہ اَوَّلًا میری رائے بھی جواز
 صَلَوةِ الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ کے تھی۔ مگر میں نے

آنحضرت ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم رویا میں دیکھا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جنازہ کو مسجد میں منع فرما رہے ہیں پس میں اپنی رائے سے باز آ گیا۔ کہ آنحضرت ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیکھنا صحیح ہے۔ اور آپا نے فرمایا ہے۔ مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى ذَاتَ الشَّيْطَانِ لَا يَتَكُونُنِي یعنی جس نے مجھ کو دیکھا۔ سو سچ دیکھا کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ اور مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ بھی وارد ہے۔ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي بھی آیا ہے۔

قبر پر قبہ بنانا

دُرُ الْمُخْتَار میں ہے وَ قَتْلَ لَا بَأْسَ بِهِ یعنی کہا گیا کہ قبر پر بناء بنانی مکروہ نہیں۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ کہ قبر پر بناء مکروہ ہے۔ کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نہی رسول اللہ ﷺ اللہ

علیہ وآلہ وسلم عن تھخیص القبر وان یکتب
 علیہا وان یمشی علیہ الحدیث۔ یعنی حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبور پر چوڑے
 لگانے اور ان پر لکھنے اور بناء سے منع
 فرمایا ہے۔ شامی اور کتاب الدار میں ہے کہ
 قبر کو اینٹوں سے پختہ بنانا (گھرنے کے خوف
 سے) عادت ہو گئی ہے۔ اور اس کو اچھا
 جانتے ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا۔ جو چیز مسلمان پسند کریں۔ وہ خدا
 تعالیٰ کو بھی پسند ہے۔ ابو داؤد نے یاسناد
 حید بیان کیا ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر عثمان بن
 مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے رکھا
 اور فرمایا اس سے میرے بھائی کی قبر کا
 نشان ہو۔ اور جو اپنے اہل میں سے مرے گا۔
 اس کے پاس دفن کر دوں گا۔ حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے تھخیص و کتابت و بناء سے اس
 واسطے منع فرمایا۔ کہ اس کی بہ کچھ حاجت نہیں۔
 اب زمانہ شوکتِ اسلام گزر جانے کے بعد جو کہ

بزدور سلف و سنان تھا، سلف و خلف نے
اس پناء کو مستحسن جانا۔ جیس کہ شامی نے
بحوالہ جتائز السراجیہ لکھا ہے کہ قبروں پر لکھنا
مکروہ نہیں۔ اگر یہ خیال ہو کہ نشان نہ جاتا رہے
اور قبر ذلیل نہ ہو۔ پس روایت کراہت کی ان
روایتوں سے مرجوح ہوئی۔ اور روایت دُر مختار
کی راجح و مختار ہوئی +

علامہ مذکورہ بالا عبارت کے جب موقعہ مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نبی
صحابہ کرام اور تابعین اور اولیائے عظام دیکھے
جاتے ہیں۔ تو عظمت اسلام موافق و مخالف
کے دل میں بیٹھتی ہے۔ اور سب نے اُس
کو مستحسن جانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک بھی مستحسن ہے

۱۰ عن الکبریٰ والیوم اعتادوا التسنیم باللبن صیانة
القبر عن النبی حسنا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما رآہ المؤمنون حسنا فهو عند اللہ حسن و ما رآہ غلبا
بتر +
۱۱ لا باس بالكتابة ان احتیج الیها حتی لا یذهب الاثر ولا یتمحن

ہیئتِ غائب پر نمازِ جنازہ ناجائز ہے

اگر غائب پر نمازِ جنازہ جائز ہوتی۔ تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ فرماتے لَایَمُوتُنَّ
أَحَدٌ مِّنْکُمْ إِلَّا أَذْنَمُوْنِ بِہِ فَإِنْ صَلَوْتُ عَلَیْہِ
رَحْمَةً لَّہُ۔ یعنی ”تم میں سے کوئی مرے تو
مجھ کو اس امر کی اطلاع دو کہ میری نماز اس
پر رحمت ہے۔“ اور بہت اصحاب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوت ہوئے۔
جو بڑے بڑے معزز قاری تھے۔ کسی پر آپ
نے غائبانہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ حالانکہ ان
کی نماز کی بہت آرزو رکھتے تھے۔ اور نجاشی
پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
غائبانہ نماز پڑھی تھی۔ سو وہ خصوصیت حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی۔ کہ جبرائیل
علیہ السلام نے نجاشی کا وجود حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کر دیا تھا۔ اور
درمیان سے پردہ اٹھایا گیا تھا۔ یا زمین

مے کی گئی تھی۔ جیسا اولیاء اللہ کے سامنے زمین
مشرق سے مغرب تک ایک قدم ہوتی ہے۔
اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی۔ تو باقی صحابہ
کرام کا معمول ہوتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم ہمیشہ ایسا ہی عمل فرماتے۔ ایک عورت
جو بلا اطلاع حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
مدفن ہوئی تھی۔ اُس کی قبر پر جا کر حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔
اگر غائب پر نماز جنازہ جائز ہوتی۔ تو وہاں
جانے کی کیا قدرت تھی ؟

زیارت قبور مرد و زن کو جائز

بلکہ مستحب ہے

حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ذِيَارَةِ الْقُبُورِ إِلَّا فَزَرْتُمْهَا
یعنی میں تم کو زیارت قبور سے منع کیا کرتا
تھا۔ سنو قبور کی زیارت کیا کرو ؟

زیارت کے لئے افضل دن جمعہ و شنبہ
 و دو شنبہ ہے۔ محمد بن واسع نے کہا ہے کہ
 موتی جمعہ و جمعرات و شنبہ کے روز زائرینؑ
 کو جانتے ہیں۔ ابن شیبہ رضی اللہ عنہ نے
 روایت کی ہے۔ کہ حضرت علیؑ اللہ علیہ و
 آلہ وسلم شہداء اُحد کی قبور پر ہر سال
 تشریف لے جاتے اور فرماتے اَسْتَدِمُّ عَلَيْكُمْ يٰهَا
 سَبْرَتُمْ فِتْنَةً عُقْبَى الدَّارِ شامی کہتا ہے۔
 اس سے معلوم ہوا کہ زیارت قبور کی مستحب
 ہے۔ اگرچہ دُور ہوں۔ اور یہ حدیث کہ لَا تَشُدُّوا
 الْعِصَالَ اِلَّا اِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ۔ خاص مساجد کے
 ساتھ ہے۔ اس میں تذکرہ مزارات اولیاء اللہ
 کا کوئی نہیں۔ کہ اس سے ممانعت سمجھی جائے +
 ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔
 کہ منکرات و مفسد کے سبب زیارت مزارات
 کی ترک نہ کرے۔ لِأَنَّ الْقُرْبَانَ لَا تُتْرَكُ بِمِثْلِ

۱۔ زائرین زیارت کرنے والے کو کہتے ہیں ۱۲۔ ۱۳۔ سلام ہو
 تم پر بسبب تمہارے صبر کے آخر کا گہرا جھا ہے ۱۲۔ ۱۳۔ سوائے
 تین مسجدوں کی طرف جانے کے کٹھیاں نہ کسی جاویں ۱۲۔ ۱۳۔

ذرائع یعنی عبادتیں اس بات سے ترک نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ جنازہ کے ساتھ اگر عورتیں جائیں۔ تو جنازہ کے ساتھ جانا ترک نہیں کیا جاتا۔ اور حج پر کا اردھام تو اظہر من الشمس ہے۔ کہ وہاں اختلاط مرد و عورت کا ہوتا ہے۔ اور وہاں جانا عبادت ہے۔

قبر پوش قبور اولیاء اللہ

روایت ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقہ مبارک کو چادر سے پوشیدہ کیا ہوا تھا۔ جو اصحابی زیارت کو جاتے۔ ان سے اجازت لیتے اور وہ غلاف مرقہ مقدس کا اٹھا کر زیارت کا اذن فرماتی تھیں۔

پھول چڑھانے بھی جائز ہیں۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاخ درخت کی لے کر دو قبروں پر رکھی تھی اور فرمایا کہ جب تک یہ تازہ رہیں گی۔ اہل قبور کو تخفیف عذاب کی

ہوگی •

روشنی برائے رفع ظلمت و سہولت آمد و رفت
 زائرین جائز ہے کہ جس چیز میں کسی مسلمان
 کا نفع ہو۔ اور وہ چیز محرمات و مکروہات میں
 سے نہ ہو۔ تو وہ چیز مستحب ہے۔ اور علاوہ
 براں عزت اسلام کی ہے۔ زیارت کرنے والوں
 کی نگاہ میں جس طرح قبۃ سے شوکت اسلام کی
 ہوتی ہے۔ ویسے ہی روشنی سے بھی عزت اہل
 مرقد کی دل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس
 سے زیادہ سند اور کیا ہوگی کہ حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں حضرت
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقد مقدس ہوئی
 اور وہاں شب کو روشنی بھی ہوتی تھی۔ اور
 بعدہ کل اہل اسلام کیا علماء اور کیا ادبیاء
 و سلاطین سب متفق ہوئے۔ کہ صداقنادیل
 قیتی کی روشنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے روضہ مقدسہ پر ہونی نہایت درجہ کی
 فضیلت رکھتی ہے •

۱۔ حرام چیز ۱۲ سے مرقد۔ خوابگاہ ۱۲

الغرض معاملات اہل مدینہ کے جو بخنور مقدس نبوی کرتے چلے آئے ہیں۔ سند قوی ہے۔ فقط ۔

اسقاطِ میّت

اسقاطِ میّت جو قبل از نماز جنازہ رائج ہے۔ اس میں بھی کچھ قباحات شرعی نہیں صدقات و تبرکات میں جو اہل سنت و انجاعت کو اتفاق ہے۔ لیکن اُس اسقاط میں جو قنائے حقوق اللہ میں حیلہ ہے۔ بوجہ شرعی ہے۔ یعنی عوض صلوٰۃ و صوم فرائض و واجبات کے قرآن مجید اور کچھ نقد و جنس جن کا ثواب تو بجائے خود دیا نفس جنس کی قیمت بہ معاوضہ ہر ایک نماز و صوم کے اندازہ کر کے چند سال کے واسطے ایک دفعہ ایک مفلس کو دیئے جائیں اور پھر وہ مفلس اسی قدر مدت کی نمازوں و روزوں کے عوض دوسرے کا ملک کر دیوے۔ یہاں تک کہ حساب اندازہ کیا بڑا پورا ہو جاوے۔ اس میں اُمید ہے کہ یہ حیلہ منظور ہو جاوے۔ نہ

دینے سے بہر کیف دینا مستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یعنی جن کو طاقت روزے کی نہ ہو وہ تو طعام ایک مسکین کا فدیہ دیویں۔ بے شک میت پر وقت وقات عاجز تو ہو ہی جاتا ہے اور طاقت صوم و صلوٰۃ کی نہیں رکھتا۔ اور حیلہ شریعت میں مذموم بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو فرمایا کہ تو نے اپنی زوجہ کے مالتے کی قسم کھائی تھی کہ سو بکڑی ماروں گا۔ سو ایک سو تیلے کا بھارو لے کر اس کو مارو۔ کہ تمہاری قسم پوری ہو جاوے۔ سو انہوں نے ایسا ہی کیا اس حیلہ اسقاط میں کوئی امر غیر مشروع بھی نہیں اور نہ قطعاً محکم ہے۔ کہ سب عبادتیں اس کے ذمہ سے ادا ہو گئیں۔ صرف اُمید ہے اسی اُمید پر تلقین میت کی بعد از دفن مستحب ہے۔ کہ بعد از دفن میت کو پکار کر کہا جاوے۔ کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے یاد کر رب اپنے کو ادا کہو اللہ میرا رب

ہے۔ اور بنی محمد رسول اللہ اور امام میرا
قرآن ہے۔ اور دین میرا اسلام ہے۔

قبریں کس کس سے سوال نہیں ہوتا

واضح ہو کہ جن سے سوال نہیں ہوتا۔ اُن
کی تلقین کرنی ضروری نہیں۔ بعضوں کا قول
ہے کہ کل بنی آدم سے سوال ہوتا ہے۔
حتیٰ کہ لڑکوں سے۔ اور لڑکوں کو ایک فرشتہ
تلقین کرتا ہے۔ اور اُس کو الہام ہوتا ہے
جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں
الہام ربانی ہوا۔ جنہوں نے کلام کی مکتی۔ حافظ
ابن عبدالبر نے بیان کیا کہ احادیث سے
معلوم ہوتا ہے۔ سوال صرف مومن یا متقی
سے ہوتا ہے۔ جو منسوب بہ طرف قبلہ ہو
بادائے ظاہر کلمہ شہادت اور کافر منکر سے
نہیں ہوتا۔ اور ابن حجر کا قول ہے کہ

مکلف سے ہی ہوتا ہے۔ اور کہا۔ کہ انبیاء
اور صدیقین و شہداء و مرابطہ فی سبیل اللہ
یعنی جہاد کا مستعد اور گھوڑا راہ خدا میں باندھنے
والا اور مطعون یعنی دبا میں مرنے والا۔ اور
ایام مرض میں بغیر مرض دبا کے مرنے والا
جب صابر طالب ثواب مرے۔ اور اطفال
مومنین اور جمعہ یا جمعرات کے دن مرنے والا
اور ہر رات بانافہ سورۃ تبارک اور مرض الموت
میں سورۃ اخلاص پڑھنے والا (ان سب سے
سوال نہیں ہوتا) +

اطفالِ مشرکین کا کیا حال ہے؟

ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اس میں
اختلاف ہے۔ کوئی اُن کو نادی کہتا ہے۔ اور
کوئی جتنی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس
میں توقف فرماتے ہیں۔ اور امام محمد بن

حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بدوں گناہ کے عذاب نہیں دیتا۔ اور ابوالبرکات نسفی نے روایت توقف کو ضعیف لکھا ہے۔ اور کہا کہ صحیح روایت امام صاحب سے یہ ہے۔ اطفالِ مشرکین مشیت الہی میں ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ یعنی خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ جو دے کرنے والے تھے۔ اور امام محمد کی دلیل یہ حدیث ہے۔ کہ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُّوْلَدُ عَلٰی الْفِطْرَةِ یعنی جو لڑکا ہے۔ وہ دین پر پیدا ہوتا ہے۔ اور مرتے وقت معاذ اللہ جس سے کلمات کفر سرزد ہوں۔ اُس کے حق میں بخشش مانگی جادے۔ اور بچہیز و تکفین اس کی اہل اسلام جیسی کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ کلمات بیہوشی اور زوالِ عقل کے وقت سرزد ہوئے ہیں۔ اور اُم موت بہت بڑا ہے۔ شیطان بھی اس وقت عقل بگاڑ دیتا ہے۔ اور وہ وقت بڑے امدادِ میت کے ہیں۔ ایک وقت موت

کا کہ شیطان اپنے ذریعات لے کر میت کے بزرگوں اور دوستوں کی صورت بن کر اُس کے پاس آتا ہے۔ اور فتنہ میں ڈالتا ہے۔ دوم بعد از دفن فرشتے ہییب (ڈراونی) صورت سے اس کا امتحان لیتے ہیں۔ پس دونوں وقت میں اُس کی تلقین ضروری ہے۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فتنۃ المحیّات و الممات فرمایا ہے۔ اور اس سے پناہ مانگی ہے۔ اور اُمت کو تعلیم فرمائی ہے۔ کہ دُعا میں ان دونوں وقتوں سے پناہ مانگیں :-

وقف کا بیان

وقف کرنے والے کی ملک بھٹری ہوئی اصل چیز روک میں رہے۔ اور اس چیز سے جو فائدہ ہو۔ اُس کی خیرات کرنے کو

لے حیات اور مرنے کے عذاب سے +

وقف کہتے ہیں اگر قاضی حکم کر دیوے تو وقف کی ہوئی چیز وقف کرنے والے کی ملک سے نکل جاتی ہے ۔

وقف تب ہوتا ہے۔ جب وقف کرنے والا اُس چیز کو اپنی ملک سے الگ کر دیوے اور متولی کو سپرد کر دے۔ اور ہمیشہ کے واسطے وقف کر دے۔ اگر زمین اور اُس کے جوتے والے بیل اور ہاؤا ہے وغیرہ اُس کے ساتھ وقف کرے تو درست ہے ۔

وقف کی چیز کو تمبیک کرنا اور ہانٹنا (اگرچہ اپنی اولاد پر ہی وقف کیا ہو) جائز نہیں۔ وقف کی چیز سے جو پیدا ہو۔ وہ پہلے اُس کی عمارت یا درستی میں خرچ

لے یہ مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور کہا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جاتی رہے گی ملک وقف کرنے کے وقت اور کہا محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ملک بعد تسلیم کے جاتی رہے گی۔ اور اسی پر فتوے ہے ۔

کریں۔ خواہ شرط کرنے والے نے یہ شرط

نہ کی ہو +

اگر کوئی ٹوپی وقف شدہ ہو۔ تو اُس میں رہنے والا اُس کی مرمت کرے۔ اور اگر وہ انکار کرے یا عاجز ہو۔ مرمت نہ کر سکے۔ تو حاکم اُس کی اس طرح مرمت کرے کہ اُس مکان کو کرائے پر دے۔ جو کرایہ ہو۔ وہ مرمت پر لگا دے۔ اگر وقف شدہ مکان خراب ہو جاوے۔ جو بالکل بنانے کے قابل بھی نہ ہو۔ اُس کو گرا کر وقف عمارت پر خرچ کیا جاوے۔ اگر حاجت ہو۔ اور اس میں کچھ باقی رہا ہو۔ تو حفاظت سے رکھا جاوے۔ کہ احتیاج کے وقت کام آوے اور اُس کو وقف کے حقداروں میں نہ بانٹ دیا جاوے۔

بہتان کی سزا کا بیان

بہتان کی سزا اتنی کوڑے ہیں۔ بہتان

ایک دفعہ کے اقرار سے یا دو گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی محصنہ عورت یا مرد کو زنا کا بہتان لگایا۔ جس کو بہتان لگایا۔ اُس نے بہتان لگانے والے کی سزا چاہی۔ تو اُس بہتان لگانے والے کو سزا دی جائے گی۔ بدن ننگا کر کے کوڑے مارے جاویں گے۔ اگر اُس شخص نے لدٹی دار کپڑے پہنے ہوں۔ تو آثار لے جاویں۔ اگر بہتان لگانے والے نے بہتان لگایا۔ اور پھر گیا۔ اور جس پر بہتان لگایا۔ اُس نے معاف کر دیا۔ اس صورت میں بہتان لگانے والے پر سے حد نہیں گزرتی۔ +

خرید و فروخت کا بیان

جب بیچنے والا کہے کہ میں نے یہ چیز

لے محصن وہ ہے جو عاقل بالغ مسلمان زنا سے بچا ہو۔ +

بیع ڈالی - اور خریدنے والا کہے کہ میں نے
 خرید لی - یا یوں کہو کہ خریدنے والا بیچنے
 والے کے ہاتھ میں قیمت مال کی دے دے
 اور مال لے لے - تو بیع درست ہو جاتی
 ہے - اگر بیچنے والا یا خریدنے والا قبول
 کرتے سے پہلے مجلس سے آٹھ گیا - تو
 ایجاب باطل ہوگا - اگر قیمت کا شمار اور
 وصف بیان کر دیا - تو بیع جائز ہے - اگرچہ
 قیمت کا اشارہ نہ کیا ہو - اگر مقررہ قیمت
 موجود ہو - اور اُس کی طرف اشارہ کیا جائے
 کہ ان روپوں یا اشرفیوں کے بدلے مول
 لیا - تو بیع جائز ہو جاتی ہے +

بیع نقد اور قرض درست ہے - قرض کی
 یہ شرط ہے - کہ مدت ادا کرنے کی مقررہ
 کر لی جائے +

اگر کوئی صندوق اس قسم کا اس شرط
 پر خریدا کہ اُس میں پچاس کپڑے ہیں -

۱۰ جیسے یہ کہا - یہ چیز چار یا آٹھ روپے کی ہے +

پھر اُس میں کم یا زیادہ ہوئے۔ تو بیع فاسد ہے۔

اگر درخت پھل لگا ہوا بیجا۔ تو پھل بیچنے والے کا ہے۔ اگر میوہ کا ذکر بھی بیچنے میں آجاوے۔ تو خریدنے والے کا ہو جاتا ہے۔

مفقود کا بیان

مفقود غائب چیز کو کہتے ہیں۔ جو ایسا غائب ہو۔ کہ جس کا کہیں پتہ نہ ہو۔ اور نہ اُس کی زندگی یا موت کا حال معلوم ہو۔ اُس کو مفقود کہتے ہیں۔ اُس کے بارے میں قاضی ایک شخص کو مقرر کرے کہ جو اُس غائب شدہ کے حق بیا کرے۔ اور اُس کے مال کی حفاظت کیا کرے۔ اور مفقود کے مال سے اُس کی جوڑو پر اور اُس رشتہ دار پر کہ جس سے وہ پیدا ہوا۔ یا مفقود کی اولاد میں

خرچ کرے۔ قاضی مفقود اور اُس کی زوجہ
میں تفریق نہ کرے۔ نوے برس کے بعد
حکم کرے۔ کہ مفقود مر گیا۔ تب مفقود
کی عورت عدت میں بیٹھے۔ اور اُس کا
مال اُس وقت اُس کے وراثتوں میں تقسیم
کیا جاوے۔ نوے برس سے پہلے تقسیم نہیں
ہو سکتا ۔

شراکت کے بیان میں

شراکت دو قسم کی ہوتی ہے۔ پہلا اِملاک
اور دوسرا عقود۔ شراکت اِملاک اُس کو کہتے
ہیں۔ جو دو شخص یا کئی شخص مل کر خریدا
کریں۔ اس صورت میں بلا اجازت دوسرے
شریکوں کے اُس میں سے خرچ کرنا حرام
ہے ۔

اے یہ ہمارے نزدیک ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک
جب چالیس برس گزر جاویں تو تفریق کر دے ۔

شُرَاکَتِ عَقُود اُسے کہتے ہیں ۔ جو دو آدمی یا کئی آدمی مل کر شُرَاکَت کریں ۔ اور ایک دوسرے سے کہیں کہ میں تیرا اتنے روپوں میں شریک ہوؤا ۔ اور وہ دوسرا قبول کرے ۔ سو ایسا معاوضہ کئی طرح پر ہوتا ہے ۔ ایک معاوضہ ہے کہ دونوں شریک مال ہیں ۔ اور تصرف میں اور دین میں برابر ہوں ۔

اگر مَرُء اور غلام یا بالغ و نابالغ یا کافر اور مسلمان نے آپس میں شُرَاکَت معاوضہ کی تو درست نہیں ۔ شُرَاکَت کا مال شریک کے پاس بطور امانت ہوتا ہے ۔ خریدی ہوئی چیز میں اگر کچھ عیب دیکھا ۔ تو واپس کر دے ۔ یا قیمت جس قدر مقرر ہوئی تھی ۔ وہ واپس لے لیوے ۔ اگر کھڑا خرید کر کے اُس کو قطع کر لیا ۔ اور اُس میں کچھ عیب دیکھا ۔ تو عیب کے نقصان کے بموجب انتی

قیمت بیچنے والے سے خریدار واپس لے لے۔ اگر
کپڑا خرید کر سیا یا رنگا۔ یا آٹا خرید کر
اُس میں گھی ملا کر اُس میں کچھ عیب پایا
تو عیب کے نقصان کی قیمت خریدار بیچنے
والے سے واپس لے سکتا ہے ۔

اگر فروخت کرنے والا یہ کہہ دیوے کہ
میں نے اس چیز کو سب عیبوں کے ساتھ
فروخت کیا۔ یعنی اگر اس میں کچھ عیب ہو
تو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اگرچہ ہر
عیب کا نام نہ لیا ہوا درست ہے۔ اگر
خریدار نے پھر اُس میں عیب دیکھا۔ تو اُس
کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے ۔

بیع فاسد اور باطل کے

بیان میں

شکار سے پہلے مچھلی اور ہوا میں اڑنا ہوا
جانور اور پیٹ کا بچہ اور بچے کا بچہ اور

لے اس کو غریبی میں تنہا اور ص الجملہ بتتے ہیں۔ نور الہدایہ البورشدی غنی

تقنوں میں دودھ اور سیب میں بند موتی اور
 بھیڑ کے جسم پر لگی ہوئی اُدن اور پھت
 میں لگا ہوا شہتیر اور کپڑے میں سے گز
 کھر بیع فاسد ہے۔ مردے، خون، شراب، حرام
 ام، ولد وغیرہ کی بیع درست نہیں۔ درخت
 میں لگا ہوا میوہ ٹوٹے ہوئے میوہ کے بدلے
 بیچا۔ تو درست نہیں۔ جنگل کی گھاس زمین
 پر لگی ہوئی اور اُس کا اجارہ دینا۔ اور
 شہد کی مکھی بیچنا جائز نہیں۔ ریشم کا کپڑا
 اور اُس کے انڈے بیچنے جائز ہیں۔ مرے
 ہوئے جانور کے پٹھے، ہڈی، اُون، سینگ بیچنا
 جائز ہے۔

اگر گھی برتن سمیت تول کر بیچا۔ اور برتن
 کا قیاساً وزن لگا لیا۔ تو درست نہیں ہے
 ہاں اگر یہ شرط ہو کہ برتن کا وزن اس
 قدر مجرا لے گا۔ تو درست ہے۔ اگر کپے
 سمیت گھی تول کر خرید کیا اور گپا بھی بیچنے
 والے کو واپس دے دیا۔ تو پھر اُس کے
 وزن میں جھٹرا پڑا۔

مثلاً بیچنے والا کہتا ہے۔ کہ کپڑا دس سیر
کا تھا۔ اور خریدنے والا کہتا ہے۔ کہ گپڑا بارہ
سیر کا تھا۔ تو ان میں سے بات خریدار
کی معتبر ہوگی۔ اگر بیع فاسد فسخ کیا تو
خریدار کو اختیار ہے۔ کہ جب تک اپنی دی
ہوئی قیمت واپس نہ لے لے۔ تب تک
بیچنے والے کو اس پر قبضہ نہ کرنے دیوے۔

فاتحہ خوانی پر

چند سوال و جواب

سوال :- صدقاتِ مالی جیسے طعام اور
شینرینی پھل و پھول اور عبادتِ بدنی جیسے
کلمہ شریف، درود شریف و اذکار و نماز
و روزہ و ختم قرآن شریف ان کا ثواب
موتی کو پہنچتا ہے یا نہیں ؟

جواب :- صدقاتِ مالی کا ثواب پہنچتا ہے

اور معتزلہ اس کے منکر ہیں۔ حنفیہ کرام

کے نزدیک جمیع صدقات و عبادات کا ثواب
موتی کو پہنچتا ہے ۛ

دارقطنی میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت
رسول کریم ﷺ اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت
شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں
اپنے ماں باپ کے ساتھ اُن کی زندگی
میں سلوک کیا کرتا تھا۔ اب بعد وفات
کے سلوک کس طرح کر دوں؟ حضرت ﷺ
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ
سلوک بعد وفات کے یہ ہے کہ تم
اپنی نماز کے ساتھ اُن کے لئے نماز پڑھا
کر دو۔ اور اپنے روزوں کے ساتھ اُن کے
لئے روزے رکھا کر دو ۛ

اور نیز دارقطنی میں حضرت علی کرم
اللہ وجہہ سے حدیث نقل ہے کہ جو
شخص قبرستان کے پاس سے گزرے۔ اور
قل شریف گیارہ دفعہ پڑھ کر اُس کا
ثواب موتی کو بخشے گا۔ اُسی قدر اُس کا
ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جائیگا ۛ

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم اپنے موتی کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں۔ اور اُن کی طرف سے حج کرتے ہیں۔ اور اُن کے لئے دُعا مانگتے ہیں۔ کیا۔ یہ اُن کو پہنچتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ پہنچتا ہے۔ اور دُے اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کسی کے پاس ایک طشتِ تحفہ و تماثل کا پیش کیا جاوے۔ تو وہ خوش ہوتا ہے *

اور ابوداؤد میں معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو تم اپنے موتی پر سورۃ یاسین پڑھا کرو۔ اور جمع مسلمین کو میں شریفین میں قدیم سے چلا آتا ہے۔ کہ سب اہل اسلام صالحین جمع ہو کر قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اور ثواب اُس کا موتی کو بخش دیتے ہیں۔ اور معتزلہ

کی دلیل یہ ہے۔ کہ آدمی کے واسطے دُہی ہے۔ جو کچھ اُس نے خود کوشش کی، مُعْتَزِلہ کا قَوْل ہے۔ کہ بجز اپنی کوشش کے دوسرے کی کوشش کچھ مفید نہیں۔ حنفیہ کرام اُن کی اس دلیل کے آٹھ جواب دیتے ہیں :-

(۱) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے۔ کہ یہ آیت مذکور اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ یعنی جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ اور اُن کی اولاد ایمان میں اُن کے تابع ہوئی ہے۔ تو ہم اُن کو اُن کے ساتھ ملا دیں گے۔ اور اُن کے عملوں سے کچھ نقصان نہ کریں گے :-

(۲) یہ کہ آیت اَدْل کا مضمون حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی اُمت کے ساتھ مُحَقَّق ہے۔ یعنی ضَعْف ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) میں یہ ہے

أَنْ لَا تَزِرَ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ یعنی اُمم
ماضیہ کے واسطے یہ حکم مقرر کیا کہ ہر شخص
اپنے اعمال کا پابند و مفید ہے ۔

کوئی نفس دوسرے کا بوجھ
اٹھانے والا نہیں ۔ اور آدمی کے ساتھ
بجز اپنی سعی کے کچھ نہیں ۔ اور اس
اُمت مرحومہ کے واسطے اپنے اپنے اعمال
بھی ہیں ۔ اور دوسرے کے اعمال کا ثواب
بھی پہنچتا ہے ۔

(۱۳) ربیع بن انس رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ آیتِ اَوَّل میں مُرَاد ازِ اِنْسَانِ کافر
ہے ۔ کہ کافر کو دوسرے کا عمل کچھ
مفید نہیں ہوتا ۔ بخلاف مومن کے ۔ کہ
دوسروں کے اعمال اُس کو مفید ہوتے
ہیں ۔

(۱۴) اس آیت میں بیان طریقِ عدل کا
ہے ۔ اور دوسروں کے اعمال کا ثواب
بہ طریقِ افضل کے پہنچتا ہے ۔

(۵) ابوبکر وداق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
مَا سَعَىٰ كَيْسٍ مَّا سَعَىٰ كَيْسٍ مَّا سَعَىٰ كَيْسٍ
مَوْمِنٌ كُوْا اِنِّیْ نِیَّتُ كَیْ سَیِّئٌ جَزَا مِلَّتِی
ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ آدمی
کے واسطے وہی ہے جو اُس نے نیت
کی ہو ۔

(۶) ابُو اسْحَق (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہے
كَيْسٌ يُّلَا نَسَانَ اِلَّا مَا سَعَىٰ كَيْسٍ
معنی ہیں۔ کہ کافر کو دُنیا میں اُس کے اعمال
کی جزا ملتی جاتی ہے۔ اور عقیقے میں اُس
کے واسطے کچھ نہیں ہوتا ۔

(۷) یہ کہ لَامِ يُّلَا نَسَانَ میں بمعنی ملے ہے
جیسا کہ وَ اِنْ اَسَاۤءْتُمْ فَلَمَّا اُوْرَدَلَهُمُ الْعَذَابُ
میں ہے۔ یعنی آدمی پر دوسرے کے گناہ کا
عذاب نہیں ہوتا ۔

(۸) یہ كَيْسٌ يُّلَا نَسَانَ اِلَّا مَا سَعَىٰ كَيْسٍ
معنی یہ ہیں کہ اسبابِ مال کے بہت ہیں
گا ہے انسان خود عمل کرتا ہے۔ اور گا ہے
بسبب اعمال کے سعی کرتا ہے۔ یعنی بیٹا

اور دوست بناتا ہے۔ کہ اس سبب سے
وہ لوگ اُس کے لئے عمل کرتے ہیں
اور گا ہے۔ خدمتِ دین و اولادِ پیندگان
خدا کرتا ہے۔ کہ اس سبب سے وہ
مستحقِ ثواب اُن اعمال کا ہوتا ہے۔ یہ
سب کچھ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے
بیان کیا ہے ۔

اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم دو کبش
(مینڈھے) قربانی فرماتے تھے۔ ایک اپنی
طرف سے اور دوسرا مومنین امت کی
طرف سے۔ اس حدیث کو ایک جماعت
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا
ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ ثواب
صدقات کا دوسرے مومن کو بخشا خواہ وہ
مردہ ہو، خواہ زندہ، مسنون ہے ۔

اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے۔ کہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ و سلم کی خدمت میں عرض کیا۔

کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے۔ اب
 کوئٹا صدقہ اُس کے لئے افضل ہے ؟
 آپ نے فرمایا۔ پانی۔ پس اُس نے کنواں
 کھدوا کر کہا۔ کہ یہ کنواں ام سعد رضی اللہ
 عنہا کے لئے ہے ۔

اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ طعام وغیرہ
 سامنے رکھ کر اگر کہا جاوے۔ کہ فلاں
 مواتی کے واسطے ہے۔ تو جائز ہے۔ اور
 اس میں اتباع صحابہ کرام کا ہے ۔
 اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ
 دُعا بلا کو رد کرتی ہے۔ اور صدقہ خدا
 کے غضب کو فرد کرتا ہے ۔

اور نیز وارد ہے کہ عالم و شاگرد
 کسی گاؤں کے پاس سے گزرتے ہیں۔
 تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان
 کا عذاب چالیس دن تک مُعاف کر دیتا
 ہے ۔

سوال :- دُعا میں دو ہاتھ اٹھانے کیسے

ہیں ؟

جواب :- مسنون ہیں - جیسا کہ مالک بن
 یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے - کہ
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا کیا
 کرو - تو ہاتھوں کی پیٹھ سے سوال مت
 کیا کرو - پس جب تم دعا سے قاریغ
 ہو - تو اپنے ہاتھ چہرے پر ملا کرو :-

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت
 میں ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ہتھیلیوں
 کے ساتھ خدا تعالیٰ سے سوال کرو - اور
 ہاتھوں کی پشت سے مت سوال کرو
 پس جب تم دعا سے قاریغ ہو - تو ہاتھ
 منہ پر ملا کرو :-

اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 کہ جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو بغیر
 چہرے پر ملنے کے نیچے نہ کرتے تھے :-
 اور سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی

ہے۔ کہ فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ اللہ علیہ
و آلہ و سلم نے کہ تمہارا رب بڑا حیادار
اور کریم ہے۔ اپنے بندہ سے بہت حیا
کرتا ہے۔ جب بندہ اپنے دونوں ہاتھ
اٹھائے۔ تو اُن کو خالی ہاتھ رد کرے ۛ

اود نیز انس بن مالک رضی اللہ عنہما
اور سہیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہما۔ اود
سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اور عکرمہ
حسن عباس رضی اللہ عنہما سے مرویات ہیں
کہ آنحضرت ﷺ اللہ علیہ و آلہ و سلم
دُعا میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تو بعد فراغ
کے چہرے پر ملتے تھے ۛ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے۔ کہ ہر دُعا میں ہاتھ سینے سے بلند
کرنے نئی بات ہے۔ کہ حضرت علی اللہ
علیہ و آلہ و سلم ہر دُعا میں ایسا نہیں
کرتے۔ اور گا ہے سینے کے برابر رکھتے
تھے۔ جیسا کہ دُعاۓ استسقاء میں بہت
بلند کرتے تھے ۛ

اور ہاتھوں کی پشت کو اوپر کرتے تھے۔ اور باقی دعاؤں میں ہاتھ سینے کے برابر رکھتے۔ اور ہتھیلیوں کو اوپر رکھتے تھے۔

الغرض فاتحہ خوانی و ختم قرآن شریف و ایصال ثواب و صدقات و نذر کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی جیسا کہ اہل اسلام میں مرد و عورت سب مستنون ہے۔ اور ایصال ثواب کا یہی ہوتا ہے۔ کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں روح کو پہنچا۔ اور بموجب حدیث مذکور سلمان رضی اللہ عنہ کے جس دعا میں اجابت و قبولیت منظور ہو تو بالضرور اس میں ہاتھ اٹھاوے کہ حسب فرمائے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند کریم اپنے کرم سے بندہ کے ہاتھ خالی نہیں رہ کرے گا اور نہ کرتا ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

جدید سلسلہ تعلیم النساء

آج کل تعلیم نسوان کے متعلق لوگ بڑی اشتیاق و متوجہ میں مبتلا ہیں بعض حضرات تو اس کی تائید کرتے ہیں کہ لڑکیوں کے لئے حصول تعلیم از حد ضروری ہے۔ دوسرے حضرات تعلیم کا نام بھی سننا نہیں چاہتے۔ لیکن ہمارے خیال میں مذکور غلطی پر ہیں عورت کو اتنی تعلیم نہیں دینی چاہئے کہ انگریزی پڑھنے کیلئے کالج کی ہوا کھائے اور امور خانہ داری سے بالکل بے بہرہ رہے۔ عورت کو اتنا ضرور خواندہ ہونا چاہئے کہ گھر کے متعلق حساب کتاب کر سکے۔ بچوں کو تربیت دے سکے۔ خانہ داری سلیقہ شعاری اور دیگر ہر ضروری چیز سے واقفیت رکھتی ہو اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر ہم نے ایک جدید سلسلہ تعلیم النساء صرف زمانہ تعلیم کے لئے بنوائی ہے ہر لڑکی کو اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ ہنر والدین پر ایسی کتاب کا مطالعہ کرنا بچوں کو اسلامی رنگ میں رنگنا اور ان میں دیگر اوصاف پیدا کرنا فرض ہو جائے یعنی ہر گھر میں عورتوں کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ قیمت جدید سلسلہ تعلیم النساء قاعدہ ۲۵ تعلیم النساء کی پہلی کتاب ۴۲۔ دوسری کتاب ۸۸۔ تیسری کتاب ۱۱۱۔ چوتھی کتاب ۱۵۱۔

اسلامی اٹلس

مرتبہ ڈاکٹر سید یحییٰ ہاشمی ایل ایل بی ایچ ڈی لندن
 پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے ہمیں آزادی
 کا دم بھرنے کا نصیب ہوا اور موقع ملا کہ مسلمانوں میں عموماً اور
 ظلماء میں خصوصاً وہ روح پھونکیں جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں
 میں پائی جاتی تھی۔ اس لئے پہلا قدم ہمارے محترم ڈاکٹر ہاشمی
 صاحب ایل ایل بی ایم۔ اے (علیگ) اپنی ایچ ڈی ہاشمی فاضل
 اجل ماہر تاریخ اسلام نے اٹھایا اور ہماری خاص فرمائش
 پر ایک اسلامی اٹلس تیار کی جس میں عمر ماضی کی اسلامی
 فتوحات کے بیس نقشے موجود مختصر تاریخ اسلام و حالات
 فائن خان اسلام درج کئے گئے ہیں۔ یہ اٹلس اپنی نظیر آپ
 ہے۔ آج تک کوئی ایسا تاریخی اٹلس مارکیٹ میں نہیں آیا
 اس اٹلس کی تصنیف کا شرف ڈاکٹر صاحب موصوف ہی
 کو حاصل ہے اس میں حضور جناب رسالت مآب سے لے کر
 موجودہ زمانے تک کی تاریخ و صاحت سے بیان کی گئی ہے۔
 واقعات کے سامنے نقشے دئے گئے ہیں۔ قیمت صرف پھر
 پتہ: شیخ برکت علی اینڈ سنز تاجران کتب
 پتہ: کشمیری بازار لاہور۔ بندر روڈ کراچی۔

تاریخ اسلام

مصنفہ عید اللہ قریشی

یہ تاریخ مسلمانوں کی چودہ سو سال کی مذہبی سیاسی معاشرتی مبسوط اور جامع تاریخ ہے۔ حالات مکمل اور وضاحت کے ساتھ درج کئے گئے ہیں جن کا جاننا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اس میں ظہور اسلام، خلتائے راشدین، بروایتہ کا عروج و زوال، اسلامی حکومتیں فتح یا شکست کس کو ہوئی وغیرہ وغیرہ پاکستان کے بننے تک کے مکمل حالات بالوضاحت درج ہیں۔ ترتیب دو جلدوں میں ہے پہلی جلد میں رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک دوسری جلد امام حسن و امام حسین علیہ السلام سے لے کر پاکستان کے قیام تک۔ آج کا مسلمان بہت محض اس وجہ سے ہورہا ہے کہ وہ اپنے ماہنی کو بھول کر نئے رنگ میں ڈوب گیا ہے اور وہ بہادری، جرات اور جذبہ جہاد عنقا ہو کر رہ گئے ہیں۔ اسلام کی تاریخ سے بے بہرگی اس وقت ہماری بہت بڑی کمزوری ہے۔ سرورِ قیامت عمدہ اور دلکش قیمت ہر دو حصہ مکمل لغہ روپے

سوانح حیات خاتم النبیین

سوانح حیات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصنف مولانا نذیر احمد صاحب سیما آب بی۔ اے منشی فاضل۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت رضاعت اخلاق نبوت ہجرت معجزات اور وفات کے تحقیقی اور درست حالات درج ہیں اور آپ کے کریکٹر کا وہ معراج کمال اور حسن اخلاق کا نمونہ دکھایا گیا ہے جس نے مفلحین کے سر جھکا دئے ہیں عبارت سلیس اور عام فہم تقریباً تمام واقعات کا حوالہ قرآن و حدیث سے دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہر ضروری پہلو کو نمایاں کیا ہے باخبر اسلامی حلقوں میں پسندیدگی کی نظروں سے دیکھی گئی ہے۔ کتابت و طباعت بہترین سرورق پر چار رنگ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیمت صرف عار۔

پیشکشری زیور کا مل گیارہ حصص مجلد مصنف مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ عورتوں کیلئے مسئلہ مسائل کی بہترین کتاب جس کی موجودگی مسائل کی تمام کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ ہر گھر میں اس کتاب کا بڑھنا ضروری ہے۔ قیمت مجلد ص۔

پیشکش برکت علی ابنہ مسرتاجران کتب پتہ { کشمیری بازار لاہور۔۔۔ بندر روڈ کراچی۔

تفسیر موضح القرآن

مصنف و مرتبہ شاکر عبد القادر صاحب محدث دہلوی
قرآن مجید کا جامع اور ترجمہ۔ آسان اور عام تفسیر جس
میں مضامین کے اعتبار سے تمام آیات کو منضبط کیا گیا ہے
اعتقادات فقہ القرآن قصص القرآن اور متفرقات عنوان
کے تحت احکام خداوندی کو ایک لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔
یہ تصنیف جہاں علماء و فضلاء اور واعظ حضرات کیلئے مشعل
راہ ہے۔ وہاں عام مسلمانوں کے لئے معلومات کا بھرپور کناہ
تعلیم اطفال خور و سال اور ضرورت کے وقت ہر مضمون کے
استخراج کے لئے بہترین راہنما ہے۔ ہدیہ عنان۔

داستان امیر عمرہ اردو کامل قیمت ۱۲ روپے۔ مولود رحمت رحیم
رسالہ رکن دین اصلی قیمت فی جلد ۸ روپے

ہر قسم کی کتابیں۔ قرآن شریف طبع کا پتہ

شیخ برکت علی اینڈ سنز تاجران کاتب

کشمیری بازار } بندر روڈ
لاہور } کراچی

تصنیف فاضل اہل عالم بے بدل جناب مولوی غلام قادر حسا.
قریشی شیشی بھیروی مرحوم مد فون مسجد بیگم شاہی لاہور

اسلام کی چوٹی کتاب

ناشرین

مذکر خراج الدین امین سنہ ۱۳۸۰ھ
کشمیری بازار لاہور

طَبَقُ الْعِلْمِ قَرِيبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَتُسَلِّمُهُ

سلسلہ قادری میں سے خفی مذہب میں

اسلام کی چوٹی کتاب

از اعلیٰ

فاضل اجل عالم بے بدل جناب مولوی غلام قادر صاحب قمر لشتی

چشتی، سیالوی، بھیروی مرحوم۔ مدفون مسجد بگیم شاہی لاہور

ناتھران

ملکت مرآج الدین اینڈ سنٹر باجران کتب

کشمیری بازار لاہور

قیمت

۱۰

بجانب پست

اسلام کی کتاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

نکاح کا بیان

نکاح ایک ایسی عبادت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک جاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَهُوَ رَجَبٌ غَيْرُ مُسْتَشَرٍّ فَلَيْسَ مِنِّي** یعنی نکاح میری سنت سے جس نے میری سنت سے تہہ مونہہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نکاح شرعاً ایجاب و قبول کا نام ہے جو مفید ملک تمتع کا ہوتا ہے۔ یعنی مرد و عورت سے برباد کرنا حلال ہر جائز ہے۔ جس میں شرعاً ممانعت نہ ہو یعنی لے لے حاصل کرنا ہے جس کو ایجاب یا تہہ کہتے ہیں۔

جس کو مرد و عورت کے دونوں نہیں ہوں۔ اس سے نکاح ناجائز ہے۔ جو عورت کتابی نہ ہو۔ یا محرم نہ ہو۔ اس سے بھی نکاح جائز نہیں :

نکاح کے اقسام

نکاح پانچ قسم ہے۔ واجب۔ سنت مؤکدہ۔ مستحب حرام۔ مکدہ :

جب آدمی کو بہت شہوت ہو اور زنا کا یقین ہو تو اس حالت میں نکاح واجب ہے۔ اور سنت مؤکدہ اس حالت میں ہے۔ جب معتدل مزاج ہو۔ اور مہر و نفقہ کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر کسی کو عورت کی حق تلفی کا یقین ہے۔ تو نکاح حرام ہے۔ اگر شک ہے تو مکدہ ہے۔ نکاح کا اہل مستحب ہے :

اوقات و شرائط نکاح

اول خطبہ پڑھنا۔ دوسرا جمعہ کا روز ہو۔ تیسرا مسجد

یعنی مرد و عورت کے اختیار سے ہونا کتابی سے اہل کتاب مرد ہیں۔ یہود و نصاریٰ :

میں نکاح ہو - چوتھا - اور شدید عقلمند ہو - پانچواں گواہ
 نیک اور صالح ہوں - چھٹا - عورت سے اجازت
 پوچھنا - ساتواں - اس کو عورت بھیج کر دیکھ لینا +
 یہ جو مشہور ہے کہ مرد خواء عورت کو دیکھ
 لے - مگر یہ دیکھنا حرام ہے - جیسا کہ امام طحاوی
 نے شرح معانی آثار میں شریعت علی کرم اللہ وجہہ
 سے روایت کی ہے کہ اجنبی عورت کا چہرہ دیکھنا
 بالکل حرام ہے - اس سے احادیث بسوئے مذکورہ
 بالکل منسوخ ہو گئیں +

عورت اور مرد کی نسبت

عورت مرد سے کم سن ہو - خاندان میں بھی مرد سے
 کم ہو - عزت اور مال میں بھی کم ہو - لیکن ، خلق
 ادب ، پرہیزگاری اور محال میں مرد سے قافی ہو
 عورتیں جمع ہو کر خوشی کے ساتھ ذکر اذکار کرتی ہوں
 دلہن کو مرد کے گھر رات کو پہنچائیں تو اچھا ہے -
 بشرطیکہ کوئی دینی فساد نہ ہو - اور راستہ میں ہتھ
 کریں - اور بے پردہ نہ ہوں +

نیک اور تندرست + جس عورت کی منگنی ہو چکی ہو + زیادہ - اچھی

چند مسائل متعلقہ نکاح

ایجاب و قبول نکاح کے دو رکن ہیں۔ جو عقد میں پہلے بولا جائے۔ وہ ایجاب ہے جو اس کے جواب میں ہو۔ وہ قبول ہے۔ ایجاب و قبول بصیغہ مانفی ہوں اے ایمنی زوجت نفسی عنک دین نے اپنے نفس کا تجھ سے نکاح کر دیا، اور عورت اسی مجلس میں کہے میں نے قبول کیا۔ یا ان کے وکیل یا ولی باہم ایجاب و قبول کریں ایک وکیل یا ولی نام لیا کر لے کر کہے کہ فلاں بڑے کے یا موکل کو میں نے فلاں بڑے سے نکاح کیا، یا ولی یا وکیل کہے کہ میں نے اس کی طرف سے قبول کیا۔

اگر مجلس میں گواہوں کے روبرو مرد، عورت زوجیت کا اقرار کریں کہ ہمارا نکاح ہے۔ تو اس اقرار سے نکاح نہیں ہوتا لیکن اگر تواختی دونوں سے اس امر کی تسدیق کرے کہ ہمارا نکاح ہے اور دونوں پختہ یقین دلا دیں تو نکاح ہو جاتا ہے۔ اگر مرد نے گزرا ہوا زمانہ سے ایک دوسرے کا زوج عینی میاں بیوی بننا

کہے۔ کہ میں نے تجھ کو اپنی عورت بنایا۔ یا عورت
 کہے، کہ میں نے تجھ کو اپنا خاوند بنایا اور دوسرا
 کہے کہ میں نے تجھ کو قبول کیا۔ تو یہ نکاح بھی
 ہو جاتا ہے۔ اگر مرد کہے کہ یہ میری عورت ہے
 اور عورت کہے کہ یہ میرا خاوند ہے صحیح یہی ہے
 کہ نکاح ہو جاتا ہے ۛ

ایجاب و قبول میں یہ ضرور ہے کہ لفظ تزویج
 ہو یا نکاح کا لفظ۔ یا ایسا لفظ جس سے تمہیک
 ثابت ہو۔ جیسے کہا جائے۔ کہ میں نے اپنا نفس
 تم کو بخش دیا۔ اور مرد کہے کہ میں نے قبول کیا۔
 یا عورت کہے کہ میں نے تم کو اپنا نفس دے دیا
 صدقہ کہ دیا۔ قرض دیا۔ سپرد کیا۔ اپنا نفس دیکر تیرے
 ساتھ صلح کی۔ اور مرد کہے کہ میں نے قبول کیا۔ ان
 سب میں بہت شرط ہے اور گواہ بھی اس بات کو
 سمجھتے ہیں کہ ان کی مراد نکاح ہے۔ اگر نیت قرینہ
 گواہ نہ سمجھیں تو نکاح درست نہ ہو گا۔ اور نکاح
 میں دو گواہ مرد ہونے ضروری ہیں۔ اگر دو مرد نہ
 ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں اور فریقین
 نے نکاح کرنا ہے تاکہ بنادینا سے مرد عورت کے دونوں گواہ ۛ

کے افتاد ایک مجلس میں ٹسنتے ہوں اور سمجھتے ہوں
گواہ مسلمان ہوں۔ خواہ دونوں ایک ہی شخص کے
بیٹے ہوں۔ یا ایک کا بیٹا ہو۔ اور دوسرے کا دوسرا
مگر ان بیٹوں سے زوجین کے زہار کے ذلت نکاح
ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر عورت بالغ ہو اور اُسکا
باپ ایک گواہ کے سامنے نکاح پڑھا دے۔ تو
جائز ہے کیونکہ اصل میں ٹہی عاقد بنائی گئی ہے۔
اور باپ دوسرا گواہ شامل ہو گا۔ اگر عورت حاضر نہ
ہو تو نکاح نہیں ہوتا :

مسئلہ۔ مرد اگر چند لوگوں کو ناپلہ کے لئے عورت
کے ولی کے پاس بھیجے۔ منجملہ اُن کے ایک شخص ولی
سے ناپلہ کی درخواست کرے۔ اور ولی اُسکے جواب
میں قبول کر کے نکاح کر دیوے۔ تو یہ نکاح بھی صحیح
ہے۔ کیونکہ بولنے والا عاقد تصور کیا گیا اور باقی گواہ
مسئلہ۔ اگر کوئی شخص کو کوئی مرض پہنچے۔ جنوں
یا جذام وغیرہ ہو تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اس کی عورت چاہے تو حاکم کو درخواست دے کہ
تفریق کرا لے اور حاکم کو چاہیے کہ وہ تحقیق کرا کے
دونوں کو جدا کر دے :

مہر کے بیان میں !

مہر صدقہ عطیہ کا نام ہے۔ اس کا ادنیٰ درجہ دس درہم ہے۔ اس سے کم جائز نہیں اور زیادہ مہر کی کوئی حد نہیں۔ باہم اتفاق کر کے جس قدر مقرر کر لیں اُسی قدر معتبر ہوگا۔ دس درہم سے زیادہ جو مقرر کر لیں درست ہے۔

اگر دو شخص اپنی بیٹیوں یا بہنوں کا ایک دوسرے سے بالمقابل نکاح کر دیں اور دونوں نکاحوں کا ایک دوسرے سے معاوضہ قرار دیں۔ تو ان نکاح کا نام شتر ہے۔ اس صورت میں مہر مثل واجب ہوگا مہر مثل وہ ہے جو عورت کے قدیم خاندان سے اس شرط پر مقرر چلا آتا ہو۔ کہ دونوں عورتیں علم و مال و اخلاق میں مساوی ہوں۔ وہاں مہر مثل واجب ہوتا ہے۔ اگر مہر خدمت زوج یا تعلیم قرآن مقرر کیا جائے تو بھی مہر مثل دینا ہوگا۔ اگر مہر کی نفی کریں تو بھی مثل آویگا کیونکہ یہ معاوضہ شرط نے مقرر کر دیا ہے۔ اگر عورت کا مہر مذکور نہ ہو۔ اور قبل از خلوت

لے بدلہ سے قرآن کی تعلیم ۵

اس کو نادر طلاق دے دے۔ تو متعہ دینا واجب
اگر مہر معین ہو، تو نصف مہر مستحق ہے۔

اگر نکاح کے وقت کچھ مہر مقرر کیا گیا ہو۔ اور
بعد میں زوجین بخوشی کچھ کم یا زیادہ کر لیں۔ تو یہ کمی
بیشی معتبر نہ گی۔ اگر فقہر میں یہ شرط کرے۔ کہ اگر
عورت خوبصورت ہو تو دو ہزار اگر بد صورت ہو
تو ایک ہزار ہو گا۔ تو یہ شرط جائز ہے۔

اگر مہر خاص نعلام مقرر کرے یا خاص روپیہ
تعیلی کا یا کوئی اور جنس مقرر کرے اور قبل از
خلوت طلاق دے تو متعہ واجب ہو گا اگر کوئی
گھوڑا یا بکری وغیرہ مہر مقرر کرے۔ تو اس کی
درمیانی جنس دینی ہو گی۔

نکاح فاسد میں اگر وطی کرے تو مہر مثل دینا
پڑے گا۔ اگر مہر مستحق کم ہو۔ تو اس سے زیادتی
نہ کی جائے گی۔ اور مثل کا ثبوت دو گواہوں کی
گواہی سے ہو سکتا ہے۔ گواہ دو مرد ہوں، یا
ایک مرز اور دو عورتیں۔

۔ ضروری کپڑے، زنانہ جن کی قیمت نصف مہر مثل سے زائد نہ ہو۔ اور
نہ درج سے کم نہ ہو۔ نان نفقہ مناسبات کے تقرر شدہ سے مرد عورت

عورت اپنے ماں باپ کی زیارت کے واسطے بغیر
اجازت خاوند کے نہیں جا سکتی ۛ

جو اشیا بوقت نسبت ناطہ کے شوہر کی طرف
سے بھی جائیں، اُن کی نسبت یہ حکم ہے۔ کہ
اگر والد مخطوبہ کا نکاح نہ کرے تو وہ اشیا
واپس کی جائیں۔ اگر خرچ ہو گئی ہوں۔ تو اُن کی
قیمت ادا کرے۔ اگر نکاح ہو جائے پھر اُن کی
نسبت استوف پڑ جائے کہ یہ ہدیہ ہے یا مہر۔ تو
اگر جنس ہدیہ کی ہے تو ہدیہ تصور ہو گا۔ یعنی اگر
رہیہ نقد ہو تو مہر ہے اور اگر جنس کپڑا وغیرہ اشیا
ہوں۔ تو ہدیہ تصور ہو گا ۛ

اگر کسی عورت کو طلاق دی گئی ہو۔ یا بیوہ
مدت میں تھی اور کسی سے اس نے نکاح کا وعدہ
کیا۔ مثلاً اُن آیامِ رت میں وعدہ کے اعتماد پر
اُس کو نان و نفقہ دیتا رہا۔ اگر بعدِ رت کے نکاح
ہو گیا تو بہتر۔ اور اگر عورت نے نکاح سے انکار کیا۔
تو وہ خرچہ عورت پر واجب الادا ہو گا۔ یعنی وہ مرد
خرچہ واپس لے گا۔ اگر دونوں باہم مل کر کھاتے
رہے ہوں تو مرد واپس نہیں لے سکتا ۛ

اگر کوئی شخص اپنی لڑکی کو جہیز دے تو وہ
 واپس نہیں کر سکتا۔ اگر واپسی چاہے۔ تو ناجائز
 ہے ۛ

عورت کے ماں باپ نے جو مہر منظور کرتے
 وقت کچھ داماد سے لیا ہو، وہ رشوت ہے۔
 داماد واپس لے سکتا ہے ۛ

اگر والدین عورت کے جہیز کی بابت دعویٰ کریں
 کہ یہ کسی سے برائے نمائش مانگ کر لیا تھا۔
 اور عورت انکار کرے کہ یہ میری ملکیت ہو چکی
 ہے یا اگر عورت مر جاوے اور اسکا خاوند ملکیت
 کا دعویٰ کرے۔ تو عورت اور خاوند کا قول مقبر
 ہو گا۔ اگرچہ رواج ہے کہ اس قسم کا جہیز مستعار
 لے کر لڑکی کو دیتے ہیں۔ تو والدین کا قول مقبر
 ہو گا۔ سب ایسے مسائل تابع رواج ہیں ۛ

اگر عورت کی والدہ اپنے خاوند کے گرد برو پنی
 لڑکی کو کچھ جہیز دیوے اور اس لڑکی کا والد خاموش
 رہے۔ تو یہ جہیز واپس نہیں آ سکتا علیٰ ہذا القیاس
 جو جہیز مروج ہو اور گرد برو والد کے والدہ لڑکی کو

کے مال کی بڑی چیز ملے اسی طرح قیاس کر و ۛ

دے دیسے تو رد نہیں کر سکتے :
 اس ملک میں رواج ہے کہ دیہاتی یا قسباتی
 نکاح خواں فارسی میں خطبے پڑھتے ہیں جس میں
 مہر پانچ سو ٹکڑ اور ایک دینار مہرخ سلطانی مقرر
 کرتے ہیں۔ جیسا دیکھا ہے کہ طلاق کے وقت یا
 وفات کے وقت جب مہر کا مطالبہ ہوتا ہے، اور
 عدالت تک نوبت پہنچتی ہے۔ تو عدالت علما کو
 طلب کر کے مہر شرعی دریافت کرتی ہے اور علما
 بموجب رواج عام مہر شرعی پانچ سو ٹکڑ اور ایک
 دینار مہرخ سلطانی کے بتیں روپیہ دگور نمونٹ
 پاکستان کے مسازمی، بتاتے ہیں یہ سب غلط ہے۔
 وجہ یہ ہے کہ جب سلاطین غزنوی و غوری ملک
 ہند میں آئے تھے تو انہوں نے خطبہ فارسی زبان میں
 نکاح خواں ٹکاؤں کو دیا تھا۔ جس میں مہر پانچ سو
 تنگہ (سکہ راج الوقت خراسان و سمرقند و بخارا،
 لکھا ہوا تھا۔ اور ان کے دفاتر شاہی میں بھی اب
 تک مرقوم ہے۔ کیونکہ ملازموں کو تنخواہ اسی حساب
 سے دیتے تھے۔ اور عوام الناس ہند نے غلطی سے

لے گاؤں کے رہنے والے کسی چیز کا ماننا ملے عام لوگ

تنگہ کو طرکہ سمجھ کر ہزار ہا بے نفس غمخواروں کی حق تلفی
 کر دی۔ تنگہ مطابق رواج عرب درہم کے برابر ہوتا
 ہے جو ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے جس
 کی قیمت بحساب ۱۲ ماشہ چاندی فی روپیہ کے
 پونے پانچ آنے بنتے ہیں تو اس حساب سے
 پانسو تنگہ ایک سو پینتالیس روپے تیرہ آنے کے
 قریب ہوتا ہے اور دینار طرح مسلمانانِ دسویں
 کی اشرفی، ایک تین ماشہ، ایک چھ ماشہ اور ایک
 بارہ ماشہ کی۔ اوسط کے حساب سے اس کے پندرہ
 روپے بنتے ہیں۔ تو کل مل کر ایک سو ساڑھے روپے
 کچھ آنے ہوتے ہیں۔

اس ملک میں بڑی غلامی ہے کہ رلی اپنی بیوی
 کے مہر سے اور اپنی بیوی کے مہر سے بیواؤں ہوتے
 ہیں۔ اور بالعموم کہہ دیتے ہیں کہ جو کچھ مشرقی مہر
 ہے مقرر کر دو۔ ہم اس پر راضی ہیں۔ ان کو پانچ
 سو تنگہ کا حساب معلوم نہیں ہوتا۔

کئی عرب اور خاندانِ شریف سے اللہ تعالیٰ وسلم
 کا مہر چار سو درہم سے کم نہیں ہوتا تھا۔ اور

اس حقِ صالح ہونا شہ نام سوبر

اُس وقت درجہ پانچ ماشہ کا تھا ۔ اور حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں سوار سے تھیں
 ماشہ ہوا ۔ اور تنگہ رانچ ویاہ سمرقند و بخارا وہی
 پانچ آنہ کا ہے ۔ اگر کمی بیشی تہہ پانچ کی کا خیال
 کر کے قیمت پانچ سو تنگہ کی لکائی جائے تو جیسا
 حسب اذیتا قرار پائے ۔ اسی قدر روپیہ ہو گا ۔
 خواہ سو سو روپیہ ہو یا سو روپیہ مگر بہر حال
 پانچ سو تنگہ سے کم نہیں ۔ یہ مسئلہ فردگذاشت
 کرنے کے قابل نہیں اور کتب عربی میں درج
 نہیں ۔ اور نہ ہی کسی شارح نے لکھا ہے ۔
 اور نہ ہی عدالت میں فیصلہ ہوا ہے ۔ مختمہ
 بند معاہدگی کے منح ہے کہ مہر مثل سے کم
 منظور کرے ۔
 اگر کوئی شخص کسی نابالغہ کا نکاح کسی بے
 حیثیت آدمی سے کر دے ۔ تو جب وہ بالغ ہو
 کر اپنے خاوند کو ناپسند کرے ۔ تو ایسا نکاح بھی
 ناجائز ہے ۔

نے چھوڑ دینا سے شرح کرنے دے ۔

محرمات نکاح

مندرجہ ذیل سے نکاح کرنا حرام ہے :-

والدہ - حقیقی بھتیجی - دادی - پردادی - نانی - بیٹی - پوتی
 نواسی - بھانجی - بھتیجی - پھوپھی - خالہ - باپ یا داسے کی
 منکوحہ یا مدخولہ بالزنا - بیٹے یا پوتے کی منکوحہ یا مدخولہ
 بالزنا :

زویہ کی بھتیجی اور زویہ کی والدہ اور پھوپھی خالہ
 بھانجی کے ساتھ نکاح حرام ہے - مطلقہ کی عدت میں
 بھی نکاح حرام ہے - اگر عدت گزر گئی ہو تو جائز ہے -
 اگر کسی عورت کے ساتھ نکاح کر کے قبل از
 دخول طلاق دی جائے اور وہ کسی دوسرے سے
 نکاح کر لے تو اُسکی بیٹی سے نکاح درست ہے - مگر
 اُسکی ماں کے ساتھ نکاح درست نہیں :

جس شخص کی چار عورتیں موجود ہوں - اُس کو
 پانچواں نکاح کرنا حرام ہے - اگر ایک کو طلاق دے
 دے اور ابھی اُس کی عدت نہ گزری ہو - تو بھی
 پانچویں عورت سے نکاح کرنا حرام ہے - الغرض جن
 دو عورتوں کو ایک مرد کے نکاح میں جمع کرنا حرام

اُن میں اگر ایک کی عدت باقی ہو تو بھی دوسری سے
نکاح حرام ہے :

طلاق کا بیان

طلاق کتنا ہے

طلاق کئی تب پڑتی ہے۔ جب خاوند کی نیت طلاق
دینے کی ہو۔ یہ تنگی وغیرہ کی حالت میں طلاق نہی
ہو۔ جس سے معلوم ہو کہ اس کتابہ سے مراد طلاق ہے
گر خاوند نے اپنی جود سے کہا کہ تو عدت میں
بٹھ۔ یا اپنا رقم پاک کر یا کہا کہ تو ایک ہے۔ تو
اُن پر ایک بھی طلاق پڑ جائے گی۔ اگر اس طرح
کہا۔ کہ تو علیحدہ ہے۔ حرام ہے۔ خالی کی ہوتی
ہے۔ بڑی کی ہوتی ہے۔ تیری رتی تیری گون پر ہے۔
توڑ رہا ہے۔ تجھے کہ اپنا اختیار ہے۔ اڑھتہ، اڑھتہ۔
اڑھنی سر پر ڈل۔ پردہ کر۔ دور ہو۔ نکل جا۔ کشتی
میں جا۔ میں تم سے جدا ہوں۔ تو خاوند تناسخ کر۔
یہ جتنے الفاظ ہیں طلاق کتنا کے ہیں۔ انہی سے
طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ اگر ایک لفظ کے بعد
میں یا بعد عدت کے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتا ہے

ان میں رجوع نہیں کر سکتا۔ مثلاً عدت میں بیٹھ،
 اپنا برجم پاک کر۔ تو تنہا ہے۔ ان تین لفظوں میں
 طلاق رجعی ہوتی ہے۔ ان کی عدت میں رجوع کر سکتا
 ہے۔ دوسرے سب الفاظ طلاق بائن کے ہیں اور اگر
 ان کئی الفاظ میں سے ایک لفظ میں تین طلاقوں
 کی نیت کرے تو تین طلاق واقع ہونگی مگر لفظ اختیار
 میں ایک ہی دفعہ واقع ہوگی۔

الحقوق طلاق باطلاق

صریح طلاق ایک دفعہ بول کر چر بسے تو دوسری
 طلاق پہلی سے مل جائیگی اور تیسری طلاق بھی مل جائیگی
 اگر پہلی طلاق بائن ہو۔ اور دوسری تیسری صریح ہو تو
 یہ بھی مل جائیگی۔ اگر دوسری تیسری طلاق کنائی ہو
 تو یہ نہ ملے گی۔

خلاصہ یہ کہ بائن طلاق دوسری یا تیسری پہلی طلاق
 میں نہیں ملتی اور صریح طلاق ہے۔ اس مسئلہ میں
 مشکل بات یہ ہے کہ جب بائن بذور خبار کے ہو جیسے
 کہو کہ تو بائن ہے۔ بائن ہے۔ میں تجھے کو بائن کر چکا
 اگر اس کا منشا اس غلط فہمی ہو تو مستثنیٰ ہو پر واقع

ہو کر لاحق ہو جائیگا۔ جیسا کہ افشاء مذکورہ بار بار کہے

مسئلہ :- جو تفریق در فسخ نكاح قطعاً ہو جائے
جیسا کہ اسلام لانا۔ اور عورت کا اسلام سے انکار کرنا
یا کافر عورت کا اسلام لانا اور ہجرت کر کے اسلام میں
آنا یا مرتد ہو کر واپس لوٹنا میں چھ جہات یا اختیار بالغ
کا جس سے حکم نکاح فسخ کر دیوے۔ اس تفریق کی عدت
میں طلاق دیوے، تو وہ ساق لاحق نہیں ہوتی۔

تفویض طلاق

جب مرد نے اپنی عورت کو نیت کر کے کہا کہ
تو کو اختیار ہے یہ تیرے کام تیرے ہاتھ میں ہے۔
یا کہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے تو عورت کو
اختیار ہے کہ جس مجلس میں یہ لفظ کہا گیا ہے
یا جس مجلس میں یہ لفظ سنا ہے۔ اگر نکاح نہ کہلا
جیسا کہ۔ تو اس مجلس میں اپنے نفس کو طلاق
دینا۔ پس اگر اس مجلس میں کٹری ہو جائے۔ اور

نہ مرد اور عورت کی عہدانی طلاق سے دین چھوڑ دینا، خاندان
سے الگ، ہو جانا اس عورت کو طلاق سہیرو کرنا۔

طلاق دیئے۔ تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لیکن اگر یہ
 کہے کہ جب تو چاہے تو اپنے آپ کو طلاق دے
 تو جب وہ طلاق نہ دیوے گی۔ تب طلاق واقع ہو
 جائے گی :

مرد کو اختیار نہیں کہ اس کلام میں رجوع
 کرے۔ اگر کسی مرد اجنبی کو کہے کہ میری
 عورت کو طلاق دے دے۔ تو اس کہنے سے
 رجوع کر سکتا ہے۔ اور اس بات مجلس کی
 شرط سب سے پہلے یہ کہی جاتی ہے۔ ہاں اگر نہ کہے
 تب بھی چاہے، تب تو طلاق دے، اس
 میں بھی رجوع کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ کہے
 کہ تجھ کو اپنے نفس کا اختیار ہے۔ اور جب
 اس نے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائن
 ہو گئی۔ اگر بار بار کہے کہ اپنے نفس کو اختیار
 کر اور عورت کہے، کہ میں نے اپنے نفس کو
 اختیار کیا۔ تو طلاق واقع ہو جائے گی۔
 صاحبین رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔ کہ ایک
 دفعہ کے کہنے سے ایک طلاق بائن ہو گئی۔ اور

امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ اگر ایک طلاق بائن ہو گئی۔ اور

تین دفعہ کہے تو تین طلاق ہو جائیں گی ۔
 اگر مرد کہے کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے
 اور عہدت اس کے جواب میں اگر اپنے نفس کو
 اختیار کرے تو طلاق واقع ہو جائے گی ۔ اگر
 مرد کہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے ۔ اور
 عورت نے کہا ۔ کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق
 دی تو طلاق رجعی پڑ جائے گی ۔ اگر تین طلاق
 کی نیت کرے تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی ۔

تعلیم طلاق !

اگر مرد اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو فلاں جیل
 میں داخل ہو تو تجھ پر طلاق ہو جائے گی ۔ یا یہ کہا کہ
 اگر کھانا کھائے یا پانی پیے تو تجھے طلاق دے ۔
 یا تو ایسا کام کرے تو تجھ پر طلاق پڑ جائے گی
 جب زہ نعل پایا جائے تو طلاق ہو جائے گی
 اگر ساتھ ہی اللہ والا کہہ دے تو طلاق واقع نہ ہوگی

طلاق الحرفی

اگر کوئی مرلین مرض الموت میں یہیں حالت

میں کسی نعل پر خدق کو متعلق کرنا ۔

میں اپنے امور خانگی سے ماہتر ہے ، اپنی عورت کو طلاق دے دے ۔ اور ابھی عدت نہیں گزری تھی کہ وہ شخص اس بیماری میں مر گیا اور طلاق رجعی دی تھی ۔ نہ طلاق بائن دی تھی نہ تین طلاقیں تو عورت وارث ہو جائیگی اور اگر وہ شخص عدت گزرنے کے بعد مرد ، تو عورت وارث نہ ہوگی طلاق کا سوال عورت نہ کرنے کے اگر عورت طلاق مانگ لے تو پھر وارث نہ ہوگی ۔

رجعت کا بیان

جب مرد اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق صریح دے دے ، تو عدت میں رجوع کرنا جائز ہے ۔ نکاح کی حاجت نہیں ۔ رجوع یہ ہے ، کہ میں اپنی طلاق دینے سے باز آ گیا ۔ اگر رجعت یا ایسا کرے تو جائز ہے ۔ نکاح کی حاجت نہیں ۔ اگر عدت گزر جائے ۔ تو سوائے نکاح کے ناجائز ہے ۔ اگر تین طلاق دے دے تو حائل ضرور ہے لے واپس ہونا ۔ کوئی عتق کہ واپس لینا سے چھوٹا ۔ مانع لکنا سے عتق کی عدت کے بعد واپس سے نکاح کرے ۔ پھر وہ عتق دے تو پھر پہلے مرد سے نکاح

سوائے سدا کہ ہرگز درست نہیں۔ مگر اپنی
رجوع تفری و فعلی بہ دو گواہ رکھنے مستحب ہیں
اور گواہ نہ بھی ہوں تو بھی درست ہے۔ اگر بعد
وقت کے رجوع کو دعویٰ کرے اور عورت
تصدیق کرے تو رجعت صحیح ہے۔ اگر انکار
کرے تو عورت کا قول معتبر ہے مگر مرد گواہ
گزارے۔

ایلا کا بیان !

اگر مرد اپنی عورت کو کہے کہ خدا کی قسم
جئے۔ میں چار مہینے تیرے پاس نہیں آؤں گا۔
اگر وہ چار مہینے عورت کے پاس نہ گیا تو طلاق
ہو جائے گی۔ یہ صداقی بائن ہے۔ اس میں دوبارہ
تکاح کرنا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر عورت
سے رجعت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔ یعنی
دس زمکینوں کو کپڑے دے۔ اگر اس کی طاقت
نہ رکھتا ہو تو متواتر تین روزے رکھے۔ اگر استطاعت

لے اجا کے لغوی معنی قسم کے ہیں اور شرح کی اصطلاح میں یہ ہے کہ
خاندن قسم کھائے کہ میں اتنے مہینے عورت کے قریب جاؤں گا جتنے

کہا کہ نثار کی قسم ہے کہ میں تم سے ایک ہوں
 چھوٹے نہ کروں گا سوائے ایک دن کے۔ یہ
 ایسا نہیں ہے۔

خلع کا بیان

اگر عورت کچھ روپیہ دے کر یا اپنا مہر کا
 معاوضہ کر کے طلاق لیوے تو یہ خلع ہے۔ اور
 اگر اس کے بغیر طلاق دیوے تو یہ طلاق
 بائن ہوگی۔ اگر مرد کی طرف سے مخالفت کا
 باعث ہو تو اس حالت میں مال لینا مکروہ ہے
 بلا معاوضہ طلاق دیوے۔ اگر عورت خاوند
 کے کہنے میں نہ ہو۔ تو طلاق کے بدلے اس
 سے کچھ لینا مکروہ نہیں۔ مناسب ہے کہ مال
 مہر سے زیادہ نہ ہو۔ اگر خلع کسی الہی چیز
 شراب۔ قمار وغیرہ پر کر لے جو مہر کی
 بھینس نہیں تو جب اس نے طلاق دے دی تو
 وہ مال دینا عورت کے ذمے نہیں جو مہر نکاح
 میں نہیں ہو سکتا ہے۔

لے علیحدگی

ظہار کا بیان

جن عورتوں سے کبھی نکاح کرنا درست نہیں
 منہ من کے کسی عورت سے اپنی منکوحہ کو مشابہ
 بتلانا ظہار ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی عورت
 سے یہ کہہ دے کہ تو مثل میری ماں یا بہن یا
 بھانجی یا پھوپھی یا خالہ کے ہے یا اس کے
 کسی عضو کو اسکے استنہا سے تشبیہ دے۔ مثلاً
 یہ کہے کہ تیرا چہرہ مثل میری ماں کے چہرے کے
 ہے۔ تو ایسا کہنے سے عورت سے عصبیت کرنی
 حرام ہو جائیگی۔ اگر عصبیت کرے گا تو گنہگار
 ہو گا۔ اور اسکا کفارہ ساٹھ آدمیوں کو دو دو وقت
 کھانا کھلانا یا ساٹھ کو دو دو سیر دانے دینا واجب
 ہے۔ اگر کفارہ دینے کی توفیق نہ ہو تو ساٹھ روزے
 بپے در بپے رکھے اور اگر کوئی نافرمان ہو گا تو از سر نو
 پھر ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے۔ جب کفارہ ادا
 ہو چکے، تو اس وقت عصبیت کرنی حلال ہوگی
 اگر قبل از کفارہ عصبیت کرے تو استغفار کرے
 اور کفارہ بھی دے ۵

عورت کی عیادت

عورت منطلقہ (بیس کو طلاق ملی ہو) یا بیوہ جس کو زکاہ فاسد ہوا ہو یا مریضہ یا بیمار یا عیال سے محبت کرنا، کے انتظار کے نام عیادت ہے۔

سبب عیادت کا وہ زکاہ ہے جس میں خلوت عیال یا صحبت ہو چکی ہو۔ اس پر عیادت نہیں۔ اگر عیادت یا صحبت نہ کی ہو یعنی غیر دخول اور غیر مضامات پر خلافت کی عیادت نہیں۔ عیادت میں عورت کو زکاہ کونہ اور گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ مرد کو عورت کی عیادت کیسے نہ نکاح کرنا حرام ہے۔

عیادت تین قسم کی ہے (۱) ایک حیض کے ساتھ یعنی عیادت تین حیضات اور بیس عیادت کو بسبب کم سہنی یا بڑھاپے کے حیض نہ ہو دو تین مہینے بیٹھ (۲) سالہ وضع تک بیٹھ (۳) بیس کی خود مر جائے وہ چار مہینے دس دن تک بیٹھ۔ اگر حاملہ ہے، تو وضع تک کی ایک عیادت تین حیضات کی اس کے منتظر کی گئی ہے کہ ایک حیض میں کو صوفی رحم کی حد تک ہو کہ خالی از حمل ہے۔ دوسرا حیض واسطے عیادت نہ ہو

کے۔ تبصرہ واسطے اخبار فقہیہ میں : ہمارے کے عورت
 کے ہے۔ کیونکہ لڑکھار کی ریتا در حیض کی ہوتی
 ہے۔ اگر طلاق حیض میں ہو جائے تو وہ حیض شمار نہ
 ہو گا۔ علاوہ اسکے تین حیض کی کوئی مدت ہوتی چاہیے
 مگر کسی بیمار نے عورت کو بائن طلاق دے
 دی۔ اور اسی مرض میں مر گیا۔ اگر اس عورت
 کو حیض دیر سے آتا ہے۔ تو وفات اذیہ طلاق کی
 مدت دریافت کی جائے۔ مردوں میں سے جو
 عریض ہو۔ اس پر مدت ختم ہو گی۔ اگر چار
 مہینے دس دن کے اندر تین حیض ختم نہ ہو جائیں
 تو مدت وفات کی پوری کرے اور چار مہینے دس
 دن مدت میں ملے اور اگر اس مدت میں حیض
 تمام نہ ہوں اور کوئی حیض باقی رہے تو حیض کو
 پورا ختم کرے۔ اگر تصدیق رہی ہو تو مدت وفات
 کی ختم کرے :

مگر عورت جس کو حیض نہیں آتا۔ وہ تین
 مہینے بیٹھے۔ اگر تین مہینے کے اندر اسکو خون دکھائی
 دیا۔ تو مدت حیض سے شروع کرے۔ اور جب
 تک مدت تین حیض کی ختم نہ ہو۔ مدت ختم نہ

ہو گی۔ اگر ماہین تین مہینے کے خون نظر آئے۔ اس پر کچھ اعتبار نہیں۔ اس کی عدت تین مہینے پر ختم ہو گی۔ اگر اسکو بعد طلاق کے ایک حیض، دو حیض آئے۔ اور پھر بند ہو گئے۔ اور اس کی عمر بڑھتا ہے کی تھی تو وہ عدت تین ماہ کیساتھ ختم کر دے۔ اور سن یاں پچیس سال کی عمر کو کہتے ہیں اس عمر میں حیض کا خون بند ہو جاتا ہے۔ بعض نے ساڑھے سال اور بعض نے ستر سال مقرر کئے ہیں۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ اندازہ غیر معتبر ہے۔ سن معتبر نہ ہے۔ اس کی شکلی اور وضع کی عیدیں یعنی اس کی نرہ اور رنی کی مشابہ جس سن میں حیض سے ماہرہ ہو جاتی ہیں اس میں پہنچے تو آئیے ہے ۛ

جب عورت عدت میں ہو اور اس کا خاوند کبھی مشہ سے صحبت کر لے۔ تو بعد صحبت کے نئی عدت شمار کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو طلاق دیکر انکار کرے۔ اور اس کی شہادت طلاق پر گزر جائے اور قاضی تفریق کا حکم کر دے۔ تو اس کی عدت طلاق کے وقت سے شمار ہو گی ۛ

ۛ ناامید ہونے والی۔ جس بیوی کا حیض بند ہو گیا ہو ۛ

اگر مرد نے کسی وقت گزشتہ سے اقرار طلاق کا کیا ۔ اور عورت خاموش رہی یا انکار کیا ۔ تو اس وقت اقرار سے عدت محسوب کی جائے گی ۔ بدت کے وقت میں نفقہ اور مکان دینا مرد کے فرائض ہو گا ۔ اگر زنا یا فاسد ہو ۔ تو بدت وقت تفریق زوجین سے شروع ہو گی ۔ یا اس وقت سے جب خاوند ترکِ عصمت کا اظہار کرے ۔

حداد یعنی زنانہ کی وفات پر عورت کا سوگ کرنا

عورت عاقلہ بالغہ مسلمان منکوحہ بنکاح صحیح اور منقولہ کو اپنے خاوند کی وفات پر اظہارِ تأسف کرنا واجب ہے ۔ یعنی زینت نہ کرے ۔ ریشمی کپڑا نہ پہنے ۔ شاد رنگ ونداں نہ کرے اور خوشبو نہ لگائے ۔ تیل ۔ مہرہ ۔ مہندی اور کسٹے کا رنگ اور کیہری رنگ وغیرہ کا کپڑا پہننا سب ترک کر دے مگر بیماری کی وجہ سے جائز ہے ۔

فاسد زنا یا فاسد عورت پر حداد نہیں ۔ اور جس حالت میں اس کیساتھ نکاح کا ذکر کرنا حرام ہے ۔

نہ فسوس کا اظہار کرنا ۔

جو عورت شوہر سے تفریق کر لیتی ہے وہ رشتہ میں ہرگز نہیں
 کو بھی گھر سے نکلنے سے منع ہے۔ لیکن جو رات کے
 وقت گھر واپس آ جائے۔ وہ کہیں جاسکتی ہے
 اگر مکان گھر کے خلاف ہو یا مال تلف ہو جانے
 کا خطرہ ہو۔ یا کوئی مکان دینے کی طاقت نہ
 ہو، تو دوسرے مکان میں چلی جائے۔

جس عورت کا شوہر فاسق ہو وہ گھر میں
 رہے اور اگر شوہر نیکل جائے
 اگر مرد نے عورت کو سفر میں خلاق دی تو
 عفت اپنے گھر میں آکر گزارے۔

عورت کو مال و نعمت دینے کا بیان

سوت کو کھانا اور کپڑا دینا مرد پر واجب ہے۔
 اگر مرد توڑ ہے یا عورت خود توڑ کی بیٹی
 ہے تو کھانا کپڑا توڑوں کا دینا چاہئے۔ اگر
 دونوں محتاج ہیں تو محتاجوں کا دینا چاہئے۔
 اگر عورت خود کی اجازت کے بغیر کہیں جاسی
 جاوے۔ یا بلا سبب صحبت نہ کرنے دے یا بیٹی
 عفت کو کپڑا ست امیر دولت مند۔

کم عمر ہو۔ کہ خاوند اس سے صحبت نہ کر سکے۔

یا وہ عورت قرض کی وجہ سے فید ہو۔ یا خاوند کے سوا کسی اور کے ساتھ چل کر نہ گئی ہو یا بیمار ہو۔ یا کبھی خاوند کے گھر نہ رہا۔ تو کھانا کپڑا دینا مرد بہ واجب نہیں ہے۔

اگر عورت توکر ہو۔ تو عورت کی خدمت گیار کا کہتا کپڑا دینی دلی ہے۔ اگر خاوند عورت کو رونی کپڑا نہیں دے سکتا تو اس کو تنہا سے بھیج دے نہ کرے بلکہ عورت کو جکم کرے کہ مرد کے اوپر قرض نہ کرے۔ پتہ۔ اگر عورت ہر گئی یا خاوند مر گیا۔ تو کیا کپڑا جاتا رہا۔ اگر عورت نے کچھ مدت کے لئے مرد سے پیسہ کیا کپڑا ملے دیا اور خاوند مر گیا تو مرد کے والد اس سے واپس نہیں لے سکتے۔

مطلق کی بدلت زانی عورت کو کھانا کپڑا اور مکان دینا بدلت کے دونوں تک خاوند کے ذمے ہے۔ خاوند شادی کی بدلت والی عورت کو کھانا کپڑا خاوند کے گھر سے دینا واجب نہیں۔ اگر بائنہ مطلق کی بدلت میں عورت ٹکر ہو گئی۔ تو

عزت کے دنوں کا کھانا کپڑا خاوند کے ذمہ سے
جاتا رہیگا۔ اور اگر ایسی ہی عزت میں خاوند کے
بیٹے کو اپنے ساتھ زنا کو اختیار دیا تو کھانا اور
کپڑا عزت کے ایام کا جاتا نہیں رہتا۔ مختصر
اولاد کو کھانا اور کپڑا دنیا باپ پر واجب ہے۔

مناقب خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت خود
حق سبحانہ سب پر عیاں فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
مجاہدوں کو بیٹھنے والوں پر بڑا اجر عطا فرمایا ہے۔
سو یہ بات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بوجہ قس
موجود تھی :

اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جہاد سب
سے افضل تھا۔ کیونکہ وہ جہاد ابتدائے اسلام میں
تھا۔ جبکہ اسلام کمزور تھا۔ اور دوسروں کا جہاد
مدینہ منورہ اور باقی غزوات میں ہوا۔ جب کہ
اسلام قوی تھا۔ دوم جہاد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

لہ و فضلہ اللہ امبا صدیق علی انصارہ بن الخواص عظیم
لہ طاقت در۔ مضبوط :

کا بدعت الخلق الی الحق تھا۔ کہ اکثر افاضل عشرہ مبشرہ
ان کے ہاتھ پر ایمان لائے۔ اس قسم کا جہاد انبیاء
علیہم السلام کا کام ہے۔ اور جہاد باقی صحابہ کرام کا
بالتیف والقتال تھا۔ اور ظاہر ہے کہ جہاد بالتیف
سے جہاد بالدعوت افضل ہے کہ اول منظر رحمت کا
ہے اور ثانی منظر قہر و غضب کا اور بموجب اسکے
کہ اِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ (الحديث) رحمت غضب پر
سبقت رکھتی ہے۔ پس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب
پر سبقت ہے اور نیز وہ صاحب فضل ہیں۔ جیسا کہ
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بزرگی والے تم میں سے اور مال
والے اس بات پر قسم نہ کھاویں کہ قربت والوں و
مساکین و مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہ دیویں چاہئے کہ
معاذ کریں اور درگزر کریں۔ بھلا تم نہیں چاہتے ہو کہ
اللہ تعالیٰ تم کو بخشے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔
تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ آیت کہ یہ دلائل کرتی ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں

نے خلعت کو الٹ کر پہنا۔ اے افاضل جن افضل مبعوث بزرگ تک رسول پریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ دس اصحاب جن کو ایک ہی وقت جنت کی خوشخبری دی گئی،
ان میں پہلے نمبر پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے تھرا کیساتھ وہ کہ وکھیاں اُڑا کر اُڑا کر اُڑا کر

افضل ہیں۔ مقام مدح کا ہے اور مدح بالفضل بجز دینی
فضیلت کے ناجائز ہے۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص،
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مساوی ہوتا تو یہ صاحب
فضل مطلق کے نہ ہوتے اور یہ افضلیت باستثناء
رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہے اور سب
اہل علم کتب سیر و تواریخ و احادیث کے دیکھنے والے
خوب جانتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ خاص صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے اس کا انکار کرنا
انکار منواترات کا ہے۔ اور سب اُمت نے جماع کیا
ہے کہ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ اَبُو صَدِيقٍ اکبر رضی اللہ
عنہ ہے ۔

جب بیان ہو چکا کہ اس آیت کریمہ سے امیر رضی
اللہ مراد نہیں ہیں تو بالیقین ثابت ہوا کہ صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بجز خواہش ذات پاک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱ :- مَرْحُومٌ وَ الشَّعْلَةُ اَنْ لِيَدُكُمُ التَّوْبَةُ وَ
الْمَسَاكِينُ وَ اَمَّا بَرِّيْنِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ وَ لِيُغْنِيَا عَنْكُمُ اللّٰهُ
مِمَّا كُنْتُمْ يَحْزَنُونَ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفُرُ عَنِ النَّاسِ اَشِدَّاءُ بِلَا
تَعْدُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفُرُ عَنِ النَّاسِ اَشِدَّاءُ بِلَا تَعْدُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ
يَكْفُرُ عَنِ النَّاسِ اَشِدَّاءُ بِلَا تَعْدُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ يَكْفُرُ عَنِ النَّاسِ

رب الملی کے کچھ رغبت نہیں۔ ایسی نیت خالص (بزرگ)
 اللہ شامہ مدینی اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے ہ
 چہارم ائمہ الفضل علیہم السلام فرمایا۔ مگر میں کا
 تمیز کے واسطے آتا ہے پس حق سبحانہ و تعالیٰ نے
 ان کو سب مسلمانوں سے ممتاز فرمایا۔ اور کوئی شخص
 اس منصب میں ان کا شریک نہیں ہ

تیسری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
 مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 حرم سرا سے مسجد منورہ میں تشریف لے رہے تھے اور
 صحابی اکبر اور امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہما
 آپ کے پیچھے و پیار میں تھے۔ اور حضرت رضوان
 کریم نے اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں کے ہاتھ اپنے
 مبارک ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور فرماتے تھے
 ”ہم روز قیامت میں ایسے ہی اٹھائے جائیں گے“
 اور حضرت عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جو شخص
 مرنے کے کو زمین پر جتا دیکھنا چاہے۔ وہ عقیق
 اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے ہ

اے تم میں سے بزرگ سے بڑے والہ سے دائیں بائیں کے مردے
 سے مراد نہایت عاجز ہے۔ کمال انکسار ہ

نیز ترمذی میں ان سے مروی ہے - اَوَّلُ مَنْ
تَنَشَّقُ عَنْهُ الْاَرْضُ مُحَمَّدٌ ثُمَّ اَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ
رَضِيَ اللہُ عَنْہُ وَآلُہُ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللہُ عَنْہُمَا
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے - کہ
جب وفد عبدالقیس حضور میں آکر فخریہ کھام کرنے
لگے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو فصیح
جواب دیا - پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا - ”اے ابوبکر خدا تعالیٰ تم کو رضوان
اکبر دیوے“

کسی نے عرض کیا کہ ”رضوان اکبر“ کیا ہے !
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا - ”خدا تعالیٰ
قیامت میں اپنے بندوں پر سبھی عام طور پر فرما دے گا -
اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سب سے خاص طور پر ہوگی -
اور آیت کریمہ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ذَٰلِكُمْ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝ میں ہدایت حضرت علی
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہیں - پس اختیار کیا
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

کا ثانی اثنین لھم ما یثاؤن میں صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ ہے ۛ

اور مسند بزار میں ایک قصہ طویل کے بعد
حضرت علی اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
شیخ الناس ابو بکر رضی اللہ عنہ ۛ

اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان
کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اگر ابوبکر کا ایمان کس اہل زمین کے ایمان کے
ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر صدیق کا ایمان
بھاری ہو گا ۛ

ساحب کشف المحجوب اپنی کتاب میں خطبہ
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ردایت کرتے ہیں۔
کہ انہوں نے منبر پر فرمایا تھا۔ ”و بنیٰ میں کبھی
اپارت پر حریف و راغب نہیں ہوا۔ اور نہ
پہاں و آشکارا میں نے اس کو طلب کیا ہے
اور نہ مجھے اس میں آرام ہے“ ۛ

پس وہ تمام حقائق سے مرتبہ تکمیل میں

ۛ لوگوں سے زیادہ شجاع ۛ حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج
بخش رحمۃ اللہ علیہ ۛ لالچی کے رغبت کرنے والا۔ خواہشمند ۛ

تاکر ہو کر تابع ارادت دیندی ہیں تھے۔ اگر فقر
 دیلیں تو فقر میں برائی۔ اور اگر امیر و دیلیں
 تو اس میں حاضر۔ اپنا اختیار صلب کر کے
 تسلیم میں خوش۔ سو کئی اولیاء اللہ تجربہ و
 تمکین اور تشہید وغیرہ میں ان کے مقتدی ہیں
 اور وہ شریعت و طریقت کے امام ہیں۔

اور طبرانی وغیرہ عبادہ والی الدرداء سے لائے
 ہیں۔ اور روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (شورج لے) کسی
 پر طلوع و غروب نہیں کیا۔ کہ ابوبکرؓ سے
 اچھا ہو۔ گھر پیغمبر اچھے ہیں۔

یعنی دنیا میں عباد کے پیغمبروں کے ابوبکرؓ
 اللہ عزاء سے کوئی افضل نہیں۔ اس حدیث
 میں پختہ سے ترقی ہے۔ اور بخاری و مسلم میں
 عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ
 میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کہیں آدمی

لے مقصد میں کامیاب ہوتا۔ لے خدا کی مرضی کے ماتحت ہوتا
 لے اکینہ ہوتا۔ لے مہلک و ہلاک۔ لے اکینہ ہو چاہتا ہو
 کرنے والا۔ تابع دار۔

آپ کو پیارا ہے ؟ فرمایا : عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 میں نے عرض کیا - مردوں میں سے کون پیارا ہے
 فرمایا - اُس کا باپ - میں نے عرض کیا پھر کون ؟
 فرمایا - عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ - اور تمہاری ذیہ
 میں حضرت علی و بنس رضی اللہ عنہما سے مردی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا -
 کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بہشت کے سب
 مردوں کے سردار ہیں - سوائے پیغمبروں کے - اور
 ظہرانی عمار یا سر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے
 کہ جو شخص کسی کو ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما
 پر فضیلت دیوے - اُس نے جہنم صحابہ مہاجرین و
 انصار کو مخاطب کیا - اور صاحب سکینہ صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ سے کہ آیت ذَاؤْلَ السَّكِينَةِ میں اہل
 اسلام کا اتفاق ہے کہ صاحب سکینہ صدیق
 اکبر رضی اللہ عنہ ہے - اور عبداللہ بن حمید اپنی
 تفسیر میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لایا ہے کہ جب
 آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَهُ یُحِبُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّ
 نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
 اے جان پہچان کر تانا کہنے والا میں تعلق - ارم و

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ تعالیٰ ہم کو
 ہر خیر میں آپ کے ساتھ شامل کرتا رہا ہے۔ یہ
 یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے فرشتے
 تم پر مہربانی کرتے ہیں۔ اور شیخین بخاری و مسلم
 ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے
 ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا
 احسان کرنے والا مجھ پر مصاحبت و الفاق مال میں
 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ اگر میں بھڑاپے
 رب کے دوسرے کو خلیل بناتا۔ تو ابوبکر صدیق رضی
 اللہ عنہ کو بناتا۔ لیکن انھوں نے اسلام کی باقی ہے
 اور حافظ جلال الدین سیوطی اس حدیث کو متواترات
 میں محسوس کرتے ہیں اور ابوداؤد ابوسہیرہ رضی اللہ
 عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں کہ معراج میں جس آسمان پر میرا عبور ہوا
 وہاں یہی لکھا دیکھا جُشِدُ رَسُوْلُ اللہِ وَ ابُو بَکْرٍ خَلِيْلَتُهُ
 ہر چند اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن باہم مل
 کر بدرجہ صحت پہنچتی ہے۔ دارقطنی و خطیب و
 ابن عساکر سنن علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ
 وہ مال خرچ کرنے میں سب سے جانی دوست سے لیتی ہے گزرتا و

اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ اے
 علی میں نے یقین بار خدا تعالیٰ سے تیری امامت
 کا سوال کیا ۔ سو سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ
 عنہ کے دوسرا حکم نہیں ہوا ۛ

حضرت سلطان المشائخ مخدوم جہانیاں شیخ
 نجم الدین کبرے قدس سرہ سے راوی ہیں ۔ کہ
 حق تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو چند
 انبیاء کرام کے وصف سے یاد کیا ہے ۔ چنانچہ حضرت
 آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ
 فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۚ یعنی میں زمین میں خلیفہ بنانے
 والا ہوں اور صدیق اکبر کے حق میں بصیغہ جمع
 فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے جنہوں نے
 ایمان لا کر نیک کام کئے ہیں اُن سے وہ کُترَا
 ہے کہ ضرور زمین میں اُن کو خلیفہ بنادینگا ۔ اور
 حضرت ادریس علیہ السلام کے حق میں فرمایا ۔ کہ
 ہم نے اس کو بلند مکان میں چڑھایا ۔ یعنی ان
 کو اعلیٰ درجات عطا فرمائے ۔ اور صدیق اکبر رضی

لے ان کا بھید پاک ہوئے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنَیْنَ اَلْمُنٰوَا وَعَمِلَ الصّٰلِحٰتِ
 فَعَسٰی جَعَلَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ حٰثِیْنًا ۚ وَفَعَلْنَا مَا مَكٰنًا عٰیْنًا ۙ

اللہ عنہ کے حق میں فرمایا کہ تم میں سے نیک ،
 ایمانداروں کو اونچا چڑھاتا ہے ۔ اور حضرت ابراہیم
 علیہ السلام نے والدہ کی طرف مچھلنے والا
 اور کھپر فرمایا تا بعد ازیں کہ اس شخص کی جو میری
 طرف مچھکا ہوا ہے ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کے حق میں فرمایا ۔ کہ ہم نے اس کو قریب
 کر دیا ۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق
 میں فرمایا ۔ جب بندے تجھ سے میرا حال پوچھیں
 تو میں پاس ہوں ۔ اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ۔ کہ ضرور
 جلدی تجھ کو تیرا رب آنا دے گا ۔ کہ تو راضی
 ہو جائے گا ۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے
 حق میں فرمایا ۔ کہ ضرور جلدی راضی ہو جائیگا
 اور جناب باری تعالیٰ نے جیسا کہ اپنی ذات
 کبر خود فعلی فرمایا ۔ ویسا ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

لَا رُفُوعَ لِلَّهِ الَّذِينَ أَقْبَضُوا مِنْكُمْ رَقَدَ بَنَاتُ نَحْيَا ط
 مَ كَرَا ذَاكَ لَكُمُ أَدْرِي خَيْرِي فَإِنِّي قَرِيبٌ كَبُيْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرُدُّهُ
 هُوَ وَكَسَوْتُكَ بِرُغْمِي إِنَّ اللَّهَ لَرُؤُوفٌ فَخُذْ عَلَى النَّاسِ وَكَلا
 يَا تَبَّ أَوَلَمْ تَفْضَلْ مِنْكُمْ ط

کہ **قُورَ الْفَضْلِ** فرمایا۔ چہا کہ اس آیت سے
 ظاہر ہے کہ اللہ فضل کرنے والا ہے بندوں پر
 نہ قسم کھائیں تم میں سے بزرگی والے،
 حضرت علیؓ انہیں ان عربی فتوحات مکہ میں
 فرماتے ہیں کہ میں نورِ محمدیت سے جس شخص
 میں ایک شخصیات ہو وہ بہشت میں لے جاتی
 ہے۔ چنانچہ یہی امر حضرت جعفر علیہ و آلہ
 وسلم نے فرمایا۔ تو حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض
 کیا یا رسول اللہ! میں اللہ علیہ و آلہ وسلم! محمدؐ
 میں ان میں سے کوئی ہرگز نہیں ہوں تو حضرت
 علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ تم مجھ میں
 بلبر تین سو ہیں۔

اور صدیق اکبرؓ کی وفات کا قصہ اور رونق
 مبارک کے روزنامہ پر ہے جانا اور دروازہ کھلی
 جانا اور آواز آئی کہ "خوش آیا پیارا دوست
 رفیق صدیقی" مشہور و معروف ہے۔
 روایت ہے کہ جب حضرت علیؓ کریم اللہ وہ
 صدیق اکبرؓ رضی اللہ عنہ سے دفن کر کے باہر آئے

لَمَّا رَأَى النَّاسَ كَذَلِكَ قَامَ عَلَى رَأْسِ الْكَفَنِ وَنَادَى بِصَوْتٍ عَظِيمٍ

تو آپ کا چہرہ بزرگ زعفران متغیر تھا۔ تغیر کا باعث دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے صدیق زنا اتم میرے واسطے کیا لائے؟ انہوں نے عرض کیا۔ ”محمد محمد و احمد احمد“ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اندرون قبر سے دونوں ہاتھ دوازہ فرما کر صدیق اکبر کو لے لیا اور فرمایا دوست دوست کے پاس پہنچ گیا۔ خوش آیا خوش آیا دوست :

مناقب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

خلافت آپ کی دائر ایمان ہے۔ اس کا بیان عیاں ہے۔ حق شہداء و تعالیٰ قیامت میں ادا جس سے مصافحہ و معالکہ نہ ہائیں گے اور ہاتھ ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اور جنت میں ان کی روشنی ایسی ہو گی جیسا کہ مجلس میں چراغ لے زعفران یعنی بے سر کی طرح بدلا ہوا۔ زرد و سفید اجنبی الیٰ حبیب مرحباً مرحباً لہم ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانا کہے ملنا :

عمار یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت علیؓ اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حضرت عمرؓ
رضی اللہ عنہ کے فضائل جبرائیل علیہ السلام سے
پوچھے۔ وہ بولے کہ اگر میں حضرت نوح علیہ
السلام کے زمانے سے آج تک کے عرصہ میں
ان کے فضائل بیان کروں تو پورے نہ ہونگے۔
اور عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
حسنات میں سے ایک حسنہ ہے۔

اور حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم نے شیخین کو
دو فرشتوں اور دو نبیوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے
طبرانی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ حضرت علیؓ اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے فرمایا۔ آسمان پر دو فرشتے ہیں۔ ایک
شدت کے ساتھ امر کرتا ہے۔ دوسرا نرمی
کے ساتھ۔ اور دونوں مصیبت ہیں۔ ایک جبریل
دوسرا میکائیل۔ اور دو نبی ہیں۔ ایک نرمی کے
ساتھ امر کرتا ہے۔ اور دوسرا سختی کے ساتھ اور

اسے بیان شیخین سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر خطاب رضی
اللہ عنہما سراد ہیں اُنہیں پہنچنے والے۔

پہ وائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہرہ آفاق ہے :
 نہایت ہے کہ ایک قطبہ زمین میں کچھ گھاس
 وغیرہ پیدا نہ ہوتا تھا۔ پس حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے اپنا
 ڈرہ لے کر وہاں جا کر زمین کو فرمایا۔ کہ اگر
 تو گھاس نہ دے گی تو ڈرہ سے تیری تادیب
 کروں گا۔ بعد ازاں وہ زمین سرسبز رہنے
 لگی ۔

اور موافقیات آرائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 قرآن مجید کیساتھ بہت مشہور ہیں :

مُتَافِقِ امْرِئِ الْمُؤْمِنِينَ مَعَهُمْ شَرِيفٌ رَافِقُهُمْ

ان کی شان میں آیت کریمہ وارد ہے۔ جس کا

ترجمہ یہ ہے :-

» کیا فردِ شرف جو ساری رات سجدہ کرتا ہو
 یا کھڑے ہو کر عبادت کرتا ہے۔ آخرت میں
 ڈرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا ہے،

مشہور ہے کہ اَمَّا شَرِيفٌ فَتَقَاتِلُ الْفُجَّارَ لِيَكُونَ سَاجِدًا
 قَائِمًا تَحْتَ رِجْلِ الْآخِرَةِ لَا يَرْجُو مَحْصَنَةً رَبِّهِ ط

قیامت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے
 حساب نہ ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ عید
 کے روز ازواج مطہرات ائمہات المؤمنین کے یہاں
 اسباب دنیوی سے کچھ نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم باہر منسلے کی طرف تشریف لے
 گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب یہ
 حال معلوم کیا تو دس بار شتر آٹا اور چاول اور
 ردغن زہد اور قند کے ہر ایک دولت خانے
 میں بھجوا دیئے۔ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
 وسلم گھر تشریف لائے۔ تو دریافت فرمایا کہ یہ
 اجناس کہاں سے آئے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ عثمان
 رضی اللہ عنہ نے بھیجے۔ تب حضرت صلے اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عثمان غنی سے حساب نہ
 ہو گا۔ اور ایک قبۃ نور کا حضرت عثمان رضی
 اللہ عنہ کی خاطر آویگا اور اللہ تعالیٰ فرمائیکے۔ محمد کو
 تجھ سے کچھ حساب نہیں۔ اگر چاہو۔ تو تنہا بہشت
 میں چاہو تو تمہارا یاروں کے د

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک بیویاں کے عید گاہ سے غنہ وغیرہ
 لے گنبد یا گنبد والا مکان د

پہلے صراط کی روشنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی
 ہو گئی۔ سب اُمت اسی روشنی میں عبور کریں گی۔
 حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے
 جاہلیت میں اپنے آپ پر خمر کو حرام کہہ رکھا تھا۔
 اور زنا و شہرتہ سے مبرا تھے۔ اور حضرت عثمان
 رضی اللہ عنہ صاحب ہجرتین ہیں۔ ایک ہجرت
 حبشہ کی۔ دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی اور آپ
 صاحب سخاوتین ہیں۔ ایک سخاوت فی الجاہلیت
 دوسری سخاوت فی الاسلام۔ اور حافظ قرآن۔
 ذُو النُّورَین صائم الدَّہر قائم اللیل ہیں۔ ہر جمعہ
 کو ایک غلام آزاد کرتے اور اُصْدَقُ فی الْحَیَا ہیں
 حیا سے یہ مراد ہے کہ دل و طبع تابع نور ایمان،
 کے ہوئے۔ جب ان سے بچھیز عسرت کی بخوبی
 ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ سب اصحاب سے میرے
 ساتھ اخلاق میں زیادہ مشابہ ہے۔ اور ملائکہ
 حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ولیا حیا کرتے

سے شرب کے چیری سے پاک کے زمانہ اسلام سے پہلے تھے ہمیشہ روزہ
 رکھنے والے تھے رات کو قیام کرنے والے۔ عابد کے نہایت حیا والے۔

تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جیسا کرتے تھے :
 اور ترمذی و حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ تمہیں خلافت کا تھا۔ ہر چند خوارج نے چاہا کہ وہ خلافت کو خلع کریں مگر بحکم آنحضرت علی رضی اللہ عنہ و آلہ وسلم خلع نہ کیا۔ اور اسی میں شہید ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ تحقیق اس کو مار ڈالا اور حالانکہ وہ سب سے میل جول رکھنے والا تھا رشتہ داروں سے بڑا ملنے جھلنے والا۔ اور خدا کا پرہیزگار۔ آپ چالیس روز سے زیادہ محصور رہے اور ایسا کلمہ نہ فرمایا، جس سے مخالفت کی محبت ہو :

مناقب امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو فضائل

مہ خوارج ایک گمراہ فرقہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے اسے آتارتا۔ چھوڑ دینا مل گھیرا گیا۔ نظر بند لکے دلیل یعنی جس سے مخالفت ثابت ہو :

ان کی شان میں وارد ہوئے ہیں۔ وہ کسی دوسرے
 کی شان میں وارد نہیں ہوئے۔ حضرت صلے
 اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کیا
 تو نہیں راضی کہ تو محمد سے ایسا ہو، جیسا
 ہارون موسیٰ علیہما السلام سے۔ مگر اتنی بات
 ہے کہ ہارون بنی تھا۔ میرے بعد کوئی بنی
 نہیں۔ اس حدیث میں وہ نسبت فرمائی ہے جو
 باہم حضرت موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کی تھی
 بیشک حضرت امیر کی قرابت اخوت کی قرابت ہے
 مگر اس حدیث میں ایک باریک خیال ہے۔ کہ جب
 موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں بنی اسرائیل میں
 بت پرستی کا فرقہ پڑ گیا تھا۔ تو ستر ہزار آدمی
 توبہ میں مقتول ہوئے تھے۔ ویسا ہی حضرت امیر
 رضی اللہ عنہ کے عہد میں قتال و جدال سفین
 و نہردان میں واقع ہوا۔ یعنی ستر ہزار آدمی مقتول
 ہوئے۔ اور بہت محدثوں نے روایت کیا ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کا

لہ بھائی ہوتا ہے غیر حاجری سے میل کی۔ مخالفت سے لڑائی بھڑائی ہنگ
 شد سفین و نہردان در شہر ہیں جہاں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مابین جنگ ہوئی۔

میں مددگار اس کا علی مددگار :

اور اکثر روایتوں میں یہ وارد ہے کہ خازن دوستی رکھ اُن کے ساتھ جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوستی رکھے۔ اور ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے ہے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں :

اور ترمذی نے ابوسعیدؓ سے روایت کی ہے کہ دشمنی رکھ اس کے ساتھ جس کے ساتھ وہ دشمنی رکھے۔ ہم منافقوں کو حنفیت علی رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچانتے تھے :

اور ترمذی و حاکم لائے اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا (الحديث) یہ حدیث شریف ہے۔ موضوع نہیں۔

شہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اسکا دروازہ ہے۔ پوری حدیث یوں ہے اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ ابوبکر اساسا سہا و عمر حیطانہا و عثمان سقفہا و علی بایہا۔ میں سم کا شہر ہوں ابوبکرؓ اسکی بنیاد ہیں عمرؓ اسکی دیواریں ہیں اور عثمانؓ اسکی چھت ہیں اور علیؓ اسکا دروازہ ہیں۔ بعض راویوں نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے اور بعض نے حسن میں ہے جب کہ ملحق کہ ہیں، یہ حدیث پوری پڑھنی چاہیے تاکہ ردافض و تقویٰ نہ رہے۔

بجایا کہ بن بیزی نے خیال کیا ہے کہ حاکم اس
کو صحیح کہتا ہے ۛ

اور طبرانی و ابن ابی حاتم ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آیت
یَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا نازل ہوئی ہے تو علی رضی اللہ
عنه اس آیت میں امیر و شریف ہی رہے ہیں
اور حق تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو
ہمیشہ خیمہ کے ساتھ یاد فرایا ہے اور ابن عساکر
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لایا ہے کہ جس
قدر آیات حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں
جتنی کسی دوسرے کے حق میں نازل نہیں ہوئیں
کہ ان کے حق میں تیس آیات نازل ہوئی ہیں۔
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالقینین
اسی واسطے ہے کہ بہشت کی طرفین میں تصرف
شادانہ کریں گے ۛ

جب آنحضرت ﷺ اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ
وسلم رنج میں ہوتے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ
۱۔ یعنی نام ذوالقینین۔ دو قینوں والا یا مشرق و مغرب کا بلوٹا
۲۔ قبضہ۔ اقتدار ۛ

کے کسی دوسرے کو کلام کی جرات نہ ہوتی تھی ۔
مناقب جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت رسول خیر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
 نے فرمایا کہ میں تم کو اپنے صحابہ کے حق میں
 خدا تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں تم خدا سے ڈرو۔
 اور میرے بعد ان کو سپہام طعن کا نشانہ نہ بنانا۔
 پس جو کوئی ان کو دوست رکھے گا۔ سو میری
 دوستی کا سبب ہے اور جو ان سے بغض رکھے
 گا۔ مجھ سے بغض رکھے گا۔ اور جو ان کو ایذا
 دے گا اُس نے مجھے ایذا دی تو وہ اُسکو
 جھٹ پکڑے۔ جملہ اصحاب بہ برکت صحبت و
 نظر مبارک نبوی کے اس درجہ کو فائز ہوئے،
 ہیں کہ ان کے بعد کوئی ولایت والا اس قدر نبوت
 کی برکت کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ جملہ صحابہ کرام
 کو نبوت میں نسبت نفس مطمئنہ کے ساتھ رُوح
 نبوی کی ہے۔ ان کی پرورش ہر آن و ہر لمحہ
 کے حوسلہ کے طعنہ کا تیر سے دشمنی۔ بزرگ تکلیف دینا ہے نفس
 مطمئنہ۔ جس نفس نے اطمینان حاصل کر لیا ہو۔ راضی ہر فائے الہی ۔

منتظور نظر مبارک تھی۔ اسی واسطے ارشاد ہوا۔ کہ جس نے ان کو ایذا دی۔ اُس نے مجھے ایذا دی۔ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مقدسہ کو باری تعالیٰ سے شہی نسبت ہے۔ جیسی روح کو ساتھ حیات کے۔ سو ایذا حسرت کی بجائے ایذا ذات باری ہے۔

فصل اہل بریت نبویؐ

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ میں تم میں دو خزانے چھوڑتا ہوں۔ اگر تم نے ان کو خوب پکڑ رکھا تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ ایک قرآن شریف۔ دوسرا میری عزت اور اہل بریت کی۔

حق سبحانہ و تعالیٰ فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اُن کی اولاد ایمان کیساتھ اُن کے تابع ہوئی ہیں۔ ہم اُن کی اولاد کو اُن سے ملا دیں گے۔ اور اُن کے اعمال سے

لے بڑگیاں گے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انداج مظہرات، اُن کی اولاد و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

کچھ کم نہ کریں گے :

اہل بیت کی شان و قرب کا خیال پورا پورا
نہیں ہو سکتا کہ جب اولاد کا ملاپ والدین سے
ہوگا تو اب کوئی ان کی منزلت و مرتبت (جبرائیل
تعالیٰ کے نزدیک ہے) کا خیال کس طرح کر
سکتا ہے :

اور بحکم اَللّٰہِ سِرِّ کَافِیۃً اَمْرًا نہوت کے
خزانے یہی حضرات ہیں۔ پس اہل بیت مُرشد و
ہادی کامل اُمتِ مرحومہ کے ہیں۔ نورِ نبوی اسی
مرچشمہ سے قیامت تک جاری رہے گا :

اور امام مہدی آخر الزمان خود نشانِ عالی شان
اس بات کا مصدق ہے۔ اور کتاب اللہ میں
سب احکام شرعیہ موجود ہیں :

طبرانی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہے کہ جو شخص ہم اہل بیت سے کُفّ
رکھے، وہ منافق ہے۔ اور جو کوئی ہم سے

لے بیٹھا اپنے باپ کا بھید ہے یعنی بیٹے میں باپ کی خوبیاں موجود
ہوتی ہیں لہٰذا سنہ دکھانے والا۔ نیکی سکھانے والا۔ تصدیق کرنے
والا لہٰذا قرآن مجید :

بُغض و حسد رکھ گیا۔ قیامت کے روز حوض
کوثر سے آتشیں کدڑوں کے ساتھ ہٹایا جائے
گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صورت علمی آں
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے
ہیں اور اہل بیت صورت علمی تکمیل انسان
کی بقوت علمی و عملی ہوتی ہے۔ اگر ایک کا
نقصان ہو تو کمال ناممکن ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ
میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
سے سنا کہ فرمایا اِنَّ مَعَهُ سِرَّ جِ اَهْلِ الْجَنَّةِ
فِي الْجَنَّةِ یعنی بہشت میں روشنی حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی ہوگی۔

پس ہر مومن کو محبت مجملہ حضرات کی بہ
باعث حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے اپنے دل میں رکھنی فرض ہے۔ اور
بِوَجِبِ التَّقَرُّبِ لِمَنْ هُوَ اَحَبُّ رَحْمَنِ

یعنی بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنت میں اہل جنت کے پیارے ہیں اسی آدمی کو
جس شخص سے محبت ہو وہ (آخرت) میں اسی کیساتھ ہو گا۔

محبت اس کے دل میں ہو گی ۔ ان کے ساتھ
ہی اس کا حشر و نشر ہو گا ۔

مِثَاقِ ابیہون بآلِہٖنَّ سَیِّدِیْنِ شَہِیدِیْنِ
ایامِ حَسْبِیْنِ وَحَسْبِیْ التَّوْحِیْدُ

حضراتِ حسین قرنی عینین رسول اکرم صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم اور سیائتین از بارغ دنیا
ہیں ۔ ان کی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ سَیِّدُ الشَّعْبَابِ
أَمْسَلُ الْجَنَّةِ جَنَّتِ دَاسِلُ نِجْوَالِوْنَ کے سردار ہیں
اور فرمایا کہ اے خداداد! میں ان کو دوست
رکھتا ہوں ۔ تو بھی ان کو دوست رکھ ۔ اور
جو ان کو دوست رکھے ، تو اس کو بھی
دوست رکھ ۔

دنوں میں کر پڑو بخیرِ حبیبِ مبارک حضرت
رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تھے ۔

اے قیامت کے روز اٹھنا اے رسولِ کیم کی دونوں آنکھوں کی
کھڑک سے ناز و لعنی دزدی و دہانت و فرزند ۔

امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت ہانیٰ از صدر اور
امام حسین رضی اللہ عنہ، زبیر از صدر مبارک
دونوں پیشوا کے اہل توحید و تہجد و تفرید
کے ہیں ۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چند بار
کل اسباب ظاہری و باطنی اللہ کُٹا دیا۔ اور
کئی بار نصف نصف کُٹا دیا۔ جب آپ حج
کو جاتے تو آپ کے ساتھ کھانے کے کھانے چلتے
مگر آپ پیادہ پا ہی ہوتے ۔
ذکر ہے کہ ایک دفعہ کئی اعرابی آکر آپ
کو کلمات و حشیانہ کہنے لگا۔ آپ ہنسنے رہے۔
اور آپ نے غلام کو فرمایا۔ اگر یہ بھوکا ہے
تو اس کو کھانا دو۔ اور اگر یہ پیاسا ہے تو
دودھ لا دو۔ غلام نے سب کچھ دیا۔ مگر وہ
اپنے کلمات و حشیانہ سے باز نہ آیا۔ آخر الامر
آپ نے غلام کو فرمایا۔ کہ مکان میں درہم
کے جس قدر توڑے ہیں اس کو لا دو۔ غلام
نے درہم کے چند توڑے اس کو دے دیے۔ اور

میں نے بھوکے اہل توحید۔ ایک خدا کے پوجنے والے کے لئے اللہ کے واسطے

حضرت امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **بِالْفِعْلِ**
 ہمارے پاس اتنا ہی مال موجود تھا۔ پھر تم آنا
 تم کو جتنی حاجت ہو گی دیا جائیگا۔ اُس نے
 یہ حوالہ دیکھ کر کہا : **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**
وَأَشْهَدُ أَنَّكَ أَمِيرُ طَيْبَتِ رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ اعْلَمْ
حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۞

عارفین کاملین کہتے ہیں کہ آپ بحر توحید میں
 ایسے مستغرق تھے کہ مدح (تعریف) و ذم (تہمت)
 آپ کو مساوی تھی۔ سب کچھ خدا کی طرف سے
 جانتے تھے۔ بجز ذات باری تعالیٰ کے کسی چیز
 پر آپ کی نگاہ نہ پڑتی تھی ۞

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا نے
 جبرائیل علیہ السلام علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
 کے دین ستین کو ایسا قائم کیا کہ معہ اہل و

عہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد
 صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ تم پرینور
 ال رسول ہو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سائنس ہے جہاں اپنی رسالت رکھے اسے دُوبلے پوئے
 سے بڑائی ہے بزرگ سے منصب و دین ۞

استقلال جان و مال کو اُس پر قربان کر دیا۔ لیکن
خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی مرضی کے خلاف ایک حکم بھی قبول نہ
فرمایا ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ
پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کو کہ اس کی
نعمت دوستوں کے لئے نعمت کے پردے میں
دبھ رہی ہے۔ اور اُس کا سبب دشمنوں
کے لئے نعمت کے پردے میں گنجان ہے۔
سو یہ اسرار انہی حضرات پر منکشف ہوئے
ہیں ۔

عوام کا ادراک تو اتنا ہی ہے کہ بلا
کے مصائب سن کر از خود رفتہ ہو جاتے ہیں
لیکن ان حضرات کو آلام کے پردے میں ،
آرام نظر آتا ہے۔ جب کوئی تکلیف ہوتی تھی

ان کے لئے زیادہ سے زیادہ جمع ہر معنی بھید کے کھٹک جاتے
تھے۔ ظاہر ہے کہ ادراک صحیح و باطنی کے نصیب میں سے از خود
رفتہ ہونا۔ آپ سے باہر ہو جاتا۔ برداشت نہ کر سکتا ہے آلام جمع
الم کی دھڑک۔ تکلیف ۔

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے کہ دو مسخوثی ثوب

ذکر امام زین العابدین علیہ السلام

ولادت شریف بروز جمعہ گیارہ جمادی الآخر
 اور ایک روایت میں ماہ شعبان ۳۵۱ھ ہجری ہے
 نام مبارک - کثیث ابو محمد لقب زین العابدین
 و ذی دین واقعہ شہادت حضرت علی رضی
 اللہ عنہ میں دو سال کے تھے - اور واقعہ کرب
 میں تیس سال کے +

بعد از شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ محمد
 حنفیہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے در باب امامت
 تناسخ کیا تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا کہ حجر اسود کے پاس جا کر دریافت کریں
 کہ امامت کس کی ہے ؟ چنانچہ ہر دو حضرات نے حجر اسود

لے اللہ کے خاص بندے ہر تکلیف کو خدا ہی طرف سے سمجھتے ہیں اس لئے وہ ہر
 تکلیف کو رضائے الہی کے ماتحت بھرنی برداشت کرتے ہیں لہٰذا حجر اسود کعبہ میں
 ایک سیاہ پتھر ہے جس کو حاجی نواف کے وقت بوسہ دیتے ہیں یا اس کی طرف
 اشارہ کر دیا جاتا ہے - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف اشارہ کر کے
 (عقبہ شریفہ)

سے دریافت کیا ۔ تو حجر اسود مسجد نبویؐ میں آ کر
امامت بعد حسین کے حسین کے بیٹے علی کی
ہے یعنی امام زین العابدین کی ۔
وفات شریف انوارِ نبویؐ ماہ محرم ۹۵ھ
بعد ولید ابن عیہد المذکب ۔ مزار شریف بہ پندرہ
امام حسن رضی اللہ عنہ در مدینہ منورہ ۔
عمر شریف ۷۰ سال ۔ امامت ۲۴ سال ۔
ذکر امام باقرؑ زین العابدینؑ فاروق
بزرگ امام حسنؑ زین العابدینؑ

ولادت یوم ہجری ۔ تیسری ماہ صفر ۔ اور ایک
روایت سے غرہ ماہ صفر ۸۵ھ در مدینہ منورہ ۔
نام محمد ۔ کنیت ابو جعفر ۔ لقب باقر و شاکر
و کت شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین
سال کے تھے اور وفات زین العابدین کے

دقیقہ حاشیہ صفحہ ۶۲ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے
تم کو بوسہ دیتا ہوں ورنہ تم پر لعنہ نازل نہیں ہوتی اسکا
(حاشیہ صفحہ ۶۲) حرکت سے پیدائش ۔

اٹھتیس سال کے تھے۔ خوارق آپ کے بسیار
در بیدار ہیں ۵

ذکر امام جعفر صادق بن امام باقر و امام فردوس
بمقام محمد قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

نام جعفر ابو عبد اللہ و ابو القاسم۔ کنیت صادق
و صابر و فاضل و طاہر لقب۔ ولادت یوم شنبہ
یا یکشنبہ سترھویں ربیع الاول ۱۱۰ھ۔ بوقت وفات
زین العابدین رضی اللہ عنہ سجدہ خود پندرہ سال
کے تھے۔ اور بوقت وفات والد ماجد خود امام
باقر چونتیس سال کے اور ایک روایت سے اکتیس
سال کے تھے۔ آپ کا مقولہ تھا کہ ہمارا علم
آئندہ دگشتہ و انہام ربانی و سمارح اصوات ملائکہ
ہے ۵

فصل الخطاب میں ہے کہ آپ نے ایک بڑھیا کی
گلے زندہ کر دی۔ اور نابینا کو بینا کیا اور اس بھیر
نے حسب ارشاد آپ کے اسی بیٹائی کو پسند کیا۔ کہ
قیامت میں حساب نگاہ حرام سے مامون ہے ۵

۱۔ خدات کرامت کے نشروں کی آواز یا شذات در پینے والا سہ محفوظ

وفات دوشنبہ پندرہویں رجب ۸۲۸ ہجری
 بعہد منصور دوانقی عباسی و بقول اکثر منصور
 نے آپ کو زہر دیا :
 عمر اڑسٹھ یا پینسٹھ سال اور مدت اہمت
 چونتیس سال :

ذکر امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ

وحمیدہ ائمہ و اولاد

ولادت یوم یکشنبہ ساتویں صفر ۸۲۸ ہجری،
 منزل بواد مابین مکہ و مدینہ - اسم مبارک موسیٰ
 کنیت ابوالحسن و ابو ابراہیم و ابو علی - لقب کاظم
 و صابر و صالح و امین :

آپ بوقت رحلت امام جعفر صادق رضی اللہ
 سنہ ۱۴۱ سال کے تھے :

حبیب الیسر میں ہے کہ ایک روز کسی نووارد
 نے آپ سے جانوروں کی بولی میں کلام کی - آپ
 نے اسی آواز میں جواب دیا - جب وہ چلا
 گیا - تو اُسے روکا - رفتہ رفتہ اُس کو امام

صابر - صبر کرنے والے سے نیک سے امانت دار :

کا دشمن بنا دیا تھا۔ چنانچہ اُس نے آپ کو
 زہر دے دیا۔ یعنی باغ میں لے جا کر انکور
 زہر دار کھلائے۔ زہر کھاتے ہی فرزند
 محمد تقی کو بغداد سے طوس میں لے جا کر
 سب امانتیں امام مہدی کی جہاں ہدفوں سے
 تھیں۔ بتا دیں۔ کہ بعد از بلوغ نکالنا۔
 اور وفات کے قریب دفن کر دینا۔ اور اپنی
 مرقہ شریف کی نسبت فرمایا۔ کہ فلاں مقام
 میں زمین کھودنے سے ایک سنگ نکلے گا۔
 جس پر کچھ لکھا ہو گا۔ مجھ کو وہاں دفن،
 کرنا۔

وفات آخر ماہ صفر ۲۳۳ ہجری بہ مشہد
 مقدس نہ عہد ناموں رشید ۴

ذکر امام ابو جعفر ثانی محمد بن علی رضی اللہ عنہ
 وریحانہ ام ولد

ولادت شب جمعہ ۱۵ یا ۱۷ رمضان المبارک

سے دفن کیا ہوا سند سونے کی جگہ۔ قبر سے اُم ولد اس لونڈی کو کہتے
 ہیں جس کی اولاد کو آقا اپنی طرف منسوب کرے ۵

۱۹۵ھ - نام محمد - کنیت ابو جعفر موافق امام باقر
 اسی لئے اُن کو ابو جعفر ثانی کہتے ہیں - لقب
 تقی و جواد و قانع - بوقت وفات والد ماجد خود
 امام علی بن موسیٰ رضا سات سال کے
 تھے - اور اُسی وقت مسند امامت پر متمکن ہوئے

ان کے کمالات و خوارق صغریٰ میں ہی
 شہرہ آفاق ہوئے - تو ماموں رشید نے شیفہ
 ہو کر اپنی دختر اُم فضل کا نکاح آپ سے
 کر دیا - اور آپ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو
 روانہ کیا - اور سالانہ ہزار دینار اُن کو
 پہنچاتا تھا

آپ ایک روز کوفہ میں گئے - تو آپ نے
 صحن مسجد میں وضو فرمایا - وضو کا پانی ایک
 درخت کو پہنچا - تو وہ تازہ ہو کر بارش آدر
 ہوا - مویز بے دانہ تھا - لوگ تبرک لینے
 تھے - آپ کے خوارق بہت ہیں - کہ صرف
 نگاہ سے زنجیر آہنی لوٹ جاتے تھے - وفات بہ یوم

۱۹۵ھ پر ہزار سال کا عالم سے بچیں کہ خوش ہو کر شہ پھل لایا کہ لوسہ کی زنجیر

سہ شنبہ ۶ ذی الحجہ ۲۰۲ھ بعہد معتصم باللہ۔
 عمر ۲۵ سال کی تھی۔ امامت ۱۷ سال۔ بقول
 بعض معتصم نے آپ کو زہر دیا۔ مزار قریب
 مرقد بید خود امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
 بغداد شریف میں ہے۔

ذکر امام علی تقی بن محمد تقی رضی اللہ عنہ

شہامہ اُم ولد تقی لے ام فضل زینب

ولادت در مدینہ ۱۵ ذی الحجہ ۲۰۲ھ ہجری۔
 بقولے در وسط ماہ رجب ۲۰۲ھ ہجری۔ نام و
 کنیت آپ کی موثق علی مرتضیٰ و علی رضا کے
 ہے۔ لہذا ان کو ابو الحسن ثالث کہتے تھے۔
 لقب تقی و ہادی و عسکری و ناصح و متوکل
 و قہار و مرتضیٰ

بوقت وفات والد ماجد چھ سال کے تھے۔
 اور اسی وقت مسند امامت پر جلوس فرمایا۔ چونکہ
 صغر سنی میں بہت کرامات و خوارق آپ سے
 ظہور میں آئے۔ تو کل اہل مدینہ منورہ آپ کے مطہر

لے ہدایت دینے والے تھے خدا پر بھروسہ کرنے والا ہے تابع دار ہے

و مُنْتَاد ہو گئے ۔ خلیفہ متوکل عباسی کو اہل قلع
 ہوئی ۔ تو ان کو عراق میں بلوایا ۔ اور شہر
 سرمن رائے میں جو اب سامره مشہور ہے ۔ آپ
 کو اقامت کا حکم دیا ۔ جس جگہ آپ کا قیام ہوا
 وہ مکان متوحش و پُرکین تھا ۔ صالح بن سعید
 ایک مُرید نے عرض کیا ۔ یا ابن رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ و آلہ وسلم لوگ آپ کے بدخواہ ہیں
 انہوں نے محترف جگہ میں آپ کا قیام کرا دیا ہے
 حضرت نے دست مبارک سے اشارہ کیا ۔ تو
 دہاں باغات خوش و خوشبوئے دلکش اُس کو نظر
 آئے ۔ وہ مُرید متحیر ہوا ۔ آپ نے فرمایا ۔ ہم
 جہاں ہوں گے ۔ یہ باغات ہمارے ساتھ ہیں ۔
 ظاہراً مکان کی خوشی سے ناخوش نہیں ہوتے
 خلیفہ متوکل کے پاس ہندی شعبدہ باز آیا ۔ متوکل
 نے اس سے کہا کہ اگر تو عجائبات دکھا کر امام
 نقی کو خجلت زدہ کر دے ۔ تو میں تم کو ہزار
 دینار دے گا ۔ جب امام محمد نقی متوکل کی مجلس
 لے تالیح مارے پھرنے کی جگہ تھے ڈراؤنا ہے مینا ہے حقیر کتا ہے دلپسند
 نہریں ہے حیران ہے شرمسار ۛ

میں تشریف لائے۔ تو شعبہ باز نے حسبِ اہمیت
 شعبہ بازی شروع کی۔ حتیٰ کہ اہل مجلس خندہ زن
 ہوئے۔ شعبہ باز نے شیر کی ایک تصویر دی بنائی
 تھی۔ حضرت نے اس تصویر کو فرمایا کہ تو اس
 شعبہ باز کو پکڑ۔ اس تصویر نے مجسم ہو کر
 شعبہ باز کو ہلاک کر دیا۔

وفات یوم دوشنبہ۔ آخر جمادی آخری۔ و
 بقولے دوم رجب ۲۵۲۷ ہجری بعد مستقر
 باللہ۔ مزار سامرہ میں ہے۔

ذکر امام ابو محمد حسن بن علی و سوسن ام ولد

ولادت یوم دوشنبہ دہم ربیع الاول۔ یا
 ربیع الآخر ۲۳۲ ہجری و بقولے ۳۳۲ ہجری و
 مدینہ منورہ۔

نام حسن کنیت ابو محمد موافق اسم و کنیت حسن
 بن علی رضی اللہ عنہ، لقب ذکی و سکری خالص
 و سراج فی والد ماجد کی وفات کے وقت تینیس
 سال کے تھے کہ جب مسند امامت پر جلوہ افروز

۱۰ جمادی کے مطابق ۳۷ ہجری تہنہ لکھ مار دیا۔

ہوئے ۔

آپ کی خدمت میں کوئی مفلس آیا اور افلاس کی شکایت کرنے لگا ۔ حضرت نے زمین کو کوٹے سے صاف کر دیا ۔ تو وہاں سے پانسو دینار نکلے ۔ یعنی آپ خزائن غیب کے امین تھے ۔

وفات یوم جمعہ ۸ ربیع الاول یا ربیع الآخر ۲۶۰ ہجری بعہد معتد خلیفہ عباسی ۔ اور اسی نے آپ کو زہر دیا تھا ۔ مزار قریب مرقد والد ماجد خود امام علی نقی سامرہ میں ہے ۔

ذکر امام ابو قاسم محمد بن حسن بن علی اللہ عنہ و زین ام ولد

ولادت شب جمعہ ۱۵ ماہ شعبان ۲۵۵ ہجری و بروایت ۲۳ رمضان ۲۵۵ ہجری سامرہ میں ۔ لقب مہدی و حجت و قائم و المنتظر و صاحب زبان و خاتم اثناء عشر ۔

بوقت وفات والد ماجد خود پانچ سال کے تھے ۔ اور مثل یحییٰ بن زکریا و عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کے صغیر سنی میں بدیہ علیا اہممت

لے غریب سے غریبی سے خزانے لکھ امانت دار ۔

پر فائز ہوئے تھے :

علیمہ خواہر حضرت علی نقی رضی اللہ عنہما امام
حسن عسکری فرماتی ہیں کہ جب آپ تولد ہوئے
تو میں نے قُلْ هُوَ اللَّهُ اور اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ اَوْ اٰیۃُ الْکُرْسیٰ
پڑھی۔ شکم سے آواز آئی کہ لڑکا بھی موی پڑھتا
تھا۔ بعدہ گھر روشن ہو گیا اور حضرت زین
پر آتے ہی سر بسجود ہوئے۔ جب امام حسن عسکری
رضی اللہ عنہ نے ان کو گود میں لیا تو صاحبزادہ
نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور چند آیات
قرآنی پڑھیں۔ شواہد النبوة میں ہے کہ آپ جب
متولد ہوئے تو دو زانو ہر کہ اور سبابہ اطراف آسمان
کر کے تھینک لی۔ اور فرمایا۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
اور حضرت علیمہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے کہ بعد ازاں دیکھا کہ مرنجان منبر ہمارے
گردا گرد آ گئے ہیں۔ میں نے امام حسن عسکری
سے پوچھا کہ یہ مرنج کیسے ہیں۔ آپ نے
فرمایا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے ملائکہ
رحمت کے ہیں۔ پس جب آپ امام کے فرمانے
پر ان کی والدہ کے پاس گئے۔ تو دیکھا۔ کہ

آپؐ نائفؑ بُریدہ اور ختنہ کردہ ہیں اور آپؐ کے دائیں بازو پر لکھا ہے جَاءَ الْحَقُّ وَنَهَى الْحَقُّ
الْبَاطِلُ ط إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقًا ط

اُمّتِ مرحومہ محمدیہ کا اتفاق ہے کہ مہدی کا ظہور ہو گا۔ اور بواسطہ اجتہاد و اہتمام امام عالی مقام کے کل عالم عدل و داد سے معمور ہو گا مگر اس میں اختلاف ہے کہ امام موعود امام محمد بن عسکری رضی اللہ عنہ ہے۔ یا کوئی اور حضرت ہیں از اولادِ سیدۃ النساءِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ یہی ہے۔ کہ وہ امام آخری زمانہ میں متولد ہو گا۔ اور امام محمد بن عسکری مہدی موعود نہیں۔ جیسا کہ شیخ رکن الدولہ اسمعنائی قدس اپنی کتاب غرہ میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عسکری رحمۃ اللہ علیہ جب انظروں سے غائب ہو گئے۔ تو اہل دارِ ابراہیم رہے۔ بعدہ ترقی فرما کر بمرتبہ قطب اعلیٰ پہنچے۔ بعدہ وفات پائی اور مدینہ منورہ میں مدفون ہوئے۔

بعد پیدائش آپؐ کی نائفؑ کاٹنے کی ضرورت نہ پڑی بلکہ عورتوں کی سردار

امامیہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود محمد بن
حسن عسکری رضی اللہ عنہ کا لقب ہے۔ وہ
اب تک سردارِ سامرہ میں مخفی ہیں۔ جب ارادہ
ایزدی ہو گا۔ تب ظہور فرما دیں گے۔

حق دہی ہے کہ امام موعود اور ہیں۔ نام
و کنیت ان کی اور۔ نام والدین شریفین کا
موافق نام و کنیت وغیرہ حضرت رسول مقبول،
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہو گا۔ اور ابدال
و اصحاب کف اُن کے ہمراہ ہوں گے۔ اور
نور کا ستون اُن کے پیش ہو گا۔ اور ہر دو
کتاب اسامی سعدا اور اشقیاء کی اُن کیساتھ
ہوں گی۔ اسامی احباب و انڈا کے تفصیل جانیں
گے۔ اور بارہ خلیفہ اہل بیت نبوی اُن کے بعد
دنیا میں ہوں گے اور خاندان مدفون بیت اللہ کو
نکال کر تصرف میں لائیں گے۔ تفصیل اس کی
فصل الخطاب و فتوحات کیمہ میں ہے۔

۱۔ امامیہ وہ فرقہ ہے جو اپنے آپ کو بارہ امام کی طرف منسوب کرتا ہے۔
نیک سے بد لوگ کے دوست سے دشمن سے دفن شدہ۔ زمین میں دفن کیا
گیا ہے تصرف میں لانا۔ قبضہ کرنا۔ اپنے خرچ میں لانا۔

مناقب حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین سید محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ

یہ حضرت رُسل و انبیائے کرام علیہم السلام
کے ہمیشہ مُسلّم و معاون رُجّہ ہیں۔ جس
طرح حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا نام مبارک دافع بلیات انبیاء و ائم
سابقہ کا تھا۔ ویسا ہی بحکم الکواکب مستر
لَا پبیہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ، عالم
کے فریاد رس اور دستگیر برناؤ پیر ہیں اور جس
طرح اصل نور رسالت و جملہ کمالات و احوار
جہوتی و ملکوتی و ناسوتی کا نور حضرت رسول
الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ ویسا
ہی اصل نور غوثیت و قطبیت و دیگر کمالات
ولایت کا نور کا رُخ مبارک جناب غوث
الثقلین رضی اللہ عنہ، کا ہے۔ اور یہی باعث
تھا کہ شبِ معراج میں جب کل مہرور کائنات

لے مدگار لے پہلی امتیں لے مدگار لے جہان اور جہان
لے مہرور جمع صورت کی :

صلى الله عليه و آله وسلم کی نظر مبارک سے
میں انداز ہوئے۔ اور براق و رف رف یکلفت
پچھے رہ گئے۔ تو روح مبارک حضرت غوث
الاعظم کا جملہ اولیاء اللہ کے دوش پر آگیا۔
اور جو اسرار آپ سے ظہور میں آئے۔ اولیاء
اللہ اُن سے آگاہ نہیں :۝

کتاب "انسان کامل" میں در باب خلافت
مذکور ہے۔ کہ خلافت صاحبان اُمتِ محمدیہ کی
حضرت سلیمان علیہ السلام کی خلافت جیسی ہے اور
تصرف کل عالم میں ہے۔ اور اُن کو وہ مراتب
عالیہ عطا ہوئے ہیں کہ دوسرے کسی دلی کو
عطا نہیں ہوئے۔ اور یہ قول حضرت غوث
الاعظم رضی اللہ عنہ کا شاہد لائے ہیں کہ اسے
گروہ اولیا ہم کو وہ وہ عنایتیں ہوئی ہیں جو
تم کو نہیں ہوئیں :۝

قدوة المحققین شیخ محی الدین فتوحات مکیہ کی
جلد سوم میں فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ کا سا تصرف فی العالم کسی کا نہیں

۱۔ تفسیر مراتب عالیہ۔ اعلیٰ مرتبہ جہان میں تفسیر :۝

تھا۔ اور یہ فردِ وحید کو درجہ فرید بجز توحید کے ہیں
 ان کی محبوبیت ایسی جلوہ گر تھی کہ انس و جن
 آپ کے دربار کے سامنے سر جھکاتے تھے ۔
 شیخ ابو القاسم لخمی بہجت الاسرار میں آپ سے
 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 کہ جب کسی کو کوئی مصیبت و حاجت ہو ۔
 شدت میں درپیش آئے ۔ تو میرا نام پکارے ،
 انشاء اللہ وہ سب مصائب و شداہد رفع
 دفع ہو جائیں گے ۔

مشکوٰۃ شریف میں فقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 اور ملک الموت کا لکھا ہے ۔ چونکہ درجہ شہداء
 کا درجہ صدیقین سے کمتر ہے ۔ اور شہداء کی
 حیات نقص قرآنی سے منصوص ہے ۔ تو اس
 سے صاف واضح ہے کہ صدیقین کی حیات بہ
 نسبت شہداء کے بدرجہ اولیٰ ہے ۔ اور
 انبیائے کرام کی سب سے اول ۔ سو حضرت
 غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے تصرف جیسا

لے دے کیا۔ بیشل موتی لے توحید کا سمندر سمنی لے مصیبتیں لے
 سختیاں لے موت کا فرشتہ لے پچھلے شہید ۔ مجاہد ۔

حیات میں اور قبل از ظہور بعالم شہادت فرماتے
تھے۔ ویسا ہی تصرف عالم البرزخ میں فرماتے
تھے۔ جیسا کہ نفحات الانس میں منقول ہے۔
کہ ان کا تصرف فی القبر ویسا ہی ہے جیسا
کہ فی الحیات تھا :

فتوح الغیب میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ
دل کو علم الغیب و قدرت و تکوین اشیا باذن
اللہ عطا ہوتی ہے۔ شارح لکھتے ہیں۔ کہ یہ
اشارہ اپنی ذات مبارک کی طرف ہے۔ در
پردہ اپنا حال بیان فرما رہے ہیں۔ غرضیکہ ابتدائے
کُن فیکون کا آپ کو عطا ہوا ہے۔ جیسا کہ اسی
کتاب میں فرماتے ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ تو میری عبادت کر۔ ایسا ہو جائیگا۔
کہ جب تو کسی چیز کو کہے گا۔ کُن۔ سو وہ
ہو جائے گی ۔

لے چیز دل کا ہو جانا۔ بن جانا کُن امر کا نسیبہ ہے یعنی ہو جا :

تمت بالخیر !

قرآن مجید کمال شریف

مُنْتَجَمٌ وَمَعْرَا

یازدہ سورہ شریف و دعائے گنج العرش

وللائ الخیرات

اسلامی فطرت و عبادت

مذہبی۔ ادبی۔ علمی اور اخلاقی کتابیں

افسانے ناول وغیرہ

عورتوں اور بچوں کے لیے مفید لٹریچر
فہرست کتب مفت طلب کیجیے

ملنے کا پتہ

ملک سراج الدین ایڈیٹر
پیشہ زانینڈیکس میلرز
کشمیری بازار لاہور

سلسلہ تعلیم الاسلام معروف بہ سلسلہ فتاویٰ

یہ سلسلہ تعلیم الاسلام حضرت مولانا علامہ قادری صاحب بیٹری مرحوم کی تالیف ہے یہ سلسلہ دینیات نہایت آسان اور سلیس زبان میں لکھا گیا ہے کہ چھوٹے بچے کو آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔ اس سلسلے کی مکمل فہرست درج ذیل ہے :

اسلام کی پہلی کتاب۔ اس میں آداب، اخلاق، منہ و نصائح اور فضائل قرآن مجید ہیں

اسلام کی دوسری کتاب۔ اس میں نماز روزہ کے فضائل مفصل درج ہیں۔

اسلام کی تیسری کتاب۔ اس میں مسائل حج و زکوٰۃ بیح و شری و غیرہ درج ہیں۔

اسلام کی چوتھی کتاب۔ اس میں نکاح، طلاق اور مہر کے مسئلے درج ہیں۔

اسلام کی پانچویں کتاب۔ مسائل رضاع و ذکر فتوحات عرب و ظہم کا بیان۔

اسلام کی چھٹی کتاب۔ قرآن شریف کی سورتوں کے خواص اور اود و وظائف۔

اسلام کی ساتویں کتاب۔ اسلام کے عقاید اور احکام وغیرہ۔

اسلام کی آٹھویں کتاب۔ مقلد اور غیر مقلد کے عقاید اور مسائل و بیہرہ فقیہی۔

اسلام کی نویں کتاب۔ نکاح، بہیر و طلاق وغیرہ کے مسائل۔

اسلام کی دسویں کتاب۔ رسول کریمؐ کا آن و احد مقامات متعلقہ خصوصاً حوالہ مولود شریف میں رونق افروز ہونا وغیرہ

اسلام کی گیارھویں کتاب۔ مسئلہ عصمت انبیاء۔ ثبوت معراج جسمانی رسول اکرمؐ۔ نزول عیسیٰؑ و ظہور امام مہدیؑ کا بیان ہے۔

ملنے کا پتہ :- ملک سراج الدین ایہ بیمنز تاجران کہ گشت میری بازار لاہور

عالم شریف
تقریبی

مجموعہ وفتا
نکست

مجموعہ
ادعیات

ابجدی تصنیف
قرآن مجید مترجم
مؤلف
امیر شاہ رفیع الدین
مولانا شرف الدین

آسان قدرت
قرآن مجید
مفسر

عظیم الشان
قرآن مجید مترجم اردو
مؤلف
شیخ امجد علی محمد
مولانا شرف الدین

سراج البیان
مؤلف
کمال

روشن چراغ
مؤلف
اردو ترجمہ القرآن

موضح القرآن

مجموعہ تصنیف
مؤلف
عسکری

مسائل فقہ
عربی

نکست
بخاری سہ ماہی
عربی

تفسیر دوری
کمال
تفسیر المعانی
مؤلف

فتاویٰ عبدالحی
کمال قریبی اردو
مؤلف

شرح وقایہ
مؤلف

شرح وقایہ
اولین سہ ماہی
مؤلف

شرح عقائد
عربی

غنیۃ المصابین
اردو

مفسر الدقائق
دور

شرح حدیث
مؤلف

تفسیر القرآن
مؤلف

تفسیر القرآن
مؤلف

دیوان حافظ
مؤلف

مجموعہ تصنیف
مؤلف

مجموعہ تصنیف
مؤلف

مجموعہ تصنیف
مؤلف



اسلامی کتب خانہ



مکتبہ اسلامیہ لاہور

پہ اُمید پور و گار عالم

اسلام کی پانچوں کتاب

مفت

مولانا مولوی غلام قسار صاحب

پبلشرز

شیخ غلام حسین اینڈ سنز

کشمیری بازار لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اسلام کی پانچویں کتاب

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا
وَنَسَبَاتِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ

رضاع یعنی شیر خوار کی کاسم

جب کوئی بچہ کسی عورت کا دو تین قطرے دودھ کے پیئے
یا کم از کم ایک یا دو قطرے اس کے پیٹ میں چلے جائیں وہ
وہ پستان کو چوس کر پیوے یا دودھ نکال کر بچہ کے حلق میں
ڈالا جاوے۔ شرط یہ ہے کہ بچہ اڑھائی برس کے اندر ہو اور
صاحبین کے نزدیک دو برس کا۔ اگر اس مدت کے بعد ہو تو
اس سے رضاع ثابت نہیں ہوتا :

جس عورت کا دودھ پیوے وہ اس کی ماں بن جاتی ہے
جتنے محرمات اس کی والدہ حقیقی کے سبب ہیں۔ اتنے ہی اس
کے سبب حرام ہیں۔ یعنی اس عورت کے رشتہ دار

صلی اللہ تعالیٰ کے نام سے جو کھنڈے وہ بویاں ہے۔ اے سب کھنڈے
اللہ تعالیٰ بواسطے ہے جو پھر دیکھ رہا ہوں کہ ہے۔ درود و سلام ہمارے سر
اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت سب پر ہے حق کو
اور سید محمد عبد العزیز خلیفہ سیدنا محمد بن عبد العزیز خلیفہ سیدنا

ذوالرحم مہرم اور پردہ حرام ہیں۔ اگر دودھ پینے والی لڑکی ہو تو
 عورت مرضعتہ کے مردانہ ذرا نا حرام محرمات پر بھی یہ حرام ہوگئی۔
 اور خاوند اس مرضعتہ کا اٹھنے یا لڑکے کا باپ ہو جاوے گا جس کسی اور
 لڑکی یا لڑکے نے اس عورت کا دودھ پیا ہو۔ وہ بھی اس لڑکی
 لڑکے کا حقیقی بھائی بن جاوے گا۔ مراد یہ ہے کہ دودھ پلانے والی
 کے لڑکے پر وہ لڑکی حرام ہوگئی۔
 اس لڑکی اور لڑکے کے بھائی رضاعی یا نہی ہیں اس مرضعتہ کا
 دودھ نہیں پیا وہ دوسری اولاد شیرخواروں سے کچھ نسبت
 برادری کی نہیں رکھتی۔ جب عورت کا دودھ پانی سے ملا کر
 پیا جاوے تو دیکھا جائے کہ اگر دودھ غالب ہے تو اس سے
 رضاع ثابت ہو جاوے گی۔ اور اگر پانی غالب ہے تو پھر رضاع
 ثابت نہیں ہوگی۔ اگر دودھ طعام کے ہمراہ شامل کر کے لڑکے
 کو کھلا یا جاوے۔ تو بھی تحریم ثابت نہیں ہوتی۔ اگر دودھ والی
 کے ساتھ شامل کر کے پلائیں تو اس سے حرمت رضاع ثابت
 ہوتی ہے۔

اگر مردہ عورت کا دودھ نکال کر لڑکے کے حلق میں ڈالا جاوے
 تو بھی حرمت رضاع ثابت ہوتی ہے۔ جب بکری کے دودھ کے ساتھ
 ملا کر پلائیں۔ اگر عورت کا دودھ زیادہ ہے۔ تو حرمت ثابت ہوگی۔
 ورنہ نہیں۔

۱۔ مرضعتہ۔ دودھ پلانے والی۔ ۲۔ حقیقی بھائی۔ ۳۔ دودھ کا بھائی۔ ۴۔ رضاع۔ ۵۔ مہرم۔
 نفیق۔ ۶۔ دار و خور و مکان۔ ۷۔ عمو۔ ۸۔ مولا۔ ۹۔ مہرم۔

اگر دو عورتوں کا دودھ ملا کر لڑکے کو پلایا جاوے گا تو اس کا منہ
 اور ابو یوسف کے نزدیک حرمت۔ ضابطہ اس عورت کی ہے جس کے
 دودھ غالب ہے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر
 دو کی حریت ثابت ہوتی ہے۔

شہر اندومیا فارین کی فتح کا بیان

روایت ہے کہ شہر مکہ میں بطرس اور یوحنا دو بھائی تھے۔ پہلے
 اس شہر کے مشرق کی جانب رہتا تھا۔ اور یوحنا مغرب کی طرف پہنچ
 گیا ایک لڑکی تھی جس کا نام انورہ تھا۔ اور پہلے وہاں ایک
 بیٹی تھی جس کا نام صفورہ تھا۔ یوحنا نے اپنے غم کو ابد
 کیا اور طاعون سے صاحب دار کے پاس پہنچ کر اس کی دوا
 کر کے اس سے شادی کی۔ ان کے بعد اس کے باپ کے شہر سے اپنے
 پاس بلایا۔ یہ عورت بڑی منکر و حسد پرور تھی جب وہ شہر میں
 داخل ہوئی تو دیکھا کہ اس شہر میں بے شمار بکثرت اور نمین
 پتھر ہیں اور باشندے بھی بے ایمان تھے۔ کیوں کہ دیوار
 شہر بڑی بہت مضبوط و بلند تھی اور اس سے تمام پانچ طرف سے
 تھے۔ درگاہ ایسی

۱۵۰۰ سال پہلے حضرت امام شمس الدین نے یہ مکان درجہ یوسف کے شہر کے
 میں جویشہ نے یہ مکان بنایا۔ امام شمس الدین نے یہ مکان بنایا۔
 جموں سے ۹۰ سال پہلے بنایا۔ جن میں سے ایک میں ایک مندر
 تھا۔ تہہ پر بڑی بڑی کھانسی و مناسبت۔ امام شمس الدین نے یہ مکان

وایہ سے تختیہ ہیں کہنے لگی۔ میں نے اس شہر سے بہتر اور کوئی شہر
 مضبوط اور بلند تر نہیں دیکھا کہ تو نہیں دیکھتی کہ وسط شہر
 میں نہریں جاری ہیں اور بہرب دیوار شہر شاہ تہ ہر طرف سے
 پائیداری ہے۔ پھر اس نے وہ یہ سے پوچھا کہ باقی اس شہر کا کون تھا
 وایہ نے کہا کہ مالک، تمام ہندوؤں کا پوتان سے ہندوؤں کا شاہ
 طیماتوس بیٹا ارساؤس بن میطاط بن میکل وکن بن الا صفر بن العیس
 بن اسحاق کا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اول بیت حکمت
 اپنے شہر رومہ لگا کر سے ہیں بنایا تھا جس سے اس کے بہت
 مطالب حاصل ہوئے تھے اور عجائب امور روسے زمین کے
 اس پر منکشف ہوئے تھے۔ اس نے اس فن کو اپنی طبیعت
 سے ایجاد کیا اور اس حکمت کو صرف ہندوؤں کے ہاتھوں سے
 زمین پر جاری کیا تھا۔ اس کی منفعت سے سود مند ہوا
 طیماتوس کے بیٹے اسیطینوں نامی نے اپنے باپ سے
 درخواست کی کہ اگر آپ اپنے اہانت دیں تو میں اپنے
 نام پر ایک شہر آباد کر دوں چنانچہ باپ نے حسب درخواست
 اپنے ملک کے کاریگروں کو جمع کیا اور ان کو اس کے میرو
 کر دیا۔ اسیطینوں نے اپنے جوڑے شہر کی دیوار شہر شاہ
 چھوٹی اور چار برس تک اپنے اہتمام سے شہر تعمیر
 کروانا رہا۔ لیکن یہی یہ شہر نصف کے قریب تیار

اور تیار کے زمین سے منکشف۔ یہ ایک منفعت نفع زدہ ہے جو
 جوڑے سے تیار

ہوا تھا کہ اہل کاشغر ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ان
 کے بیٹے قسطنطین نے اس عمارت کو اختتام پر پہنچایا
 چنانچہ اب یہ شہر اصطنبول اور قسطنطنین کے ناموں سے
 مشہور ہے۔ یعنی اصطنبول باب کے نام سے اور قسطنطنیہ
 بیٹے کے نام پر اور ایسا اتفاق ہوا تھا کہ اس کا باب طبروز
 بادشاہ جب ملک فتح کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تو یہاں سے
 چشمہ مارا اور وجہ کو دیکھ کر اس سرزمین کو بہت پسند آیا
 اور اپنے ارکان دولت و ارباب سلطنت کو طلب کیا
 کہ وہ سب بہتہ شخص باہم ملک مشہور تھے یعنی ملک
 کہلاتے تھے۔ چنانچہ ان سے مشورہ کیا میں یہاں ایک ایسا
 شہر بنانا چاہتا ہوں کہ روستے زمین پر مثل اس کا مضبوط
 اور بلند تر نہ ہو۔ لیکن اس طرح بحث نہ ہر ایک تم میں
 سے اپنی اپنی ذرات سے ایک ایک شہر اور ایک ایک
 برج تیار کرے کہ مجموعاً ایک شہر عجیب و عظیم آباد ہو جائے
 ان سب نے قبول کیا اور یہ کہہ کر اسے بادشاہ ہم سب آپ
 کی حکم بجا لاتے ہیں اور رخصت ہوئے اور اپنی اپنی حدود
 شہر کا خط لکھ کر جو ان شروع کیا اور اطراف و بلاد واقعات
 مکانک سے مہر اور کار پیروں کو بلوا کر ہر ایک مکانک نے بطور
 خاص اپنا اپنا شہر برج حمام و کنسہ قیاد کر دیا۔ جب بنیاد ان

لے میں۔ موجد ملے ساز۔ شہر ملے ملک کے کنارت۔

شہزادوں کی تمام ہوجی بادشاہ مر گیا تو اس شہر کا نام آمد رکھا گیا
 کہ جب مدت بتائے شہر ختم کو پہنچی تو مدت عمر بادشاہ کی بھی تمام
 ہوئی۔ پھر وہ سب لوگ اور ملک زادے ہمیشہ وہاں کے
 وارث رہے۔ یہاں تک کہ پطرس اور یوحنا کے وارث پہنچی۔
 یہ سن کر مریم کو واہ کئے بیان سے تعجب ہوا۔ اور اس رات کو
 منحنی رکھا۔

پطرس کے ہاں ایک بیٹا رون نام تھا۔ جہاں چہ اس نے
 اپنے بیٹے کے واسطے اپنے بھائی یوحنا سے اس کی بیٹی منگوا
 کی اس شرط پر خواستگاری کی کہ اگر تو اپنی بیٹی کا عقد میرے
 بیٹے سے کر دے تو میں اپنی بیٹی کا عقد تیرے بیٹے سے کر دوں گا
 یوحنا نے نامعلوم کہا۔ اس واسطے ان کے درمیان بڑا فتنہ و
 شر برپا ہو گیا۔ اور اس شہر کے اوسط قہر میں دیوار سد بھی
 مچوئی تھی جس میں دروازے تھے، سب دروازے بند کر کے
 اور ہر ایک اپنی سرحد میں مشغول بکار خود ہوا۔

مریم نے جب یہ حال دیکھا تو صلح و اصلاح کے لئے ان کے
 پاس آئی اور کہا کہ یہ بات تمہارے لئے جائز نہیں۔ کیونکہ تم
 دونوں بھائی ہو۔ اگر ایسے تنازعے پر پارکتو گے تو دوسرے
 ملکوں کے بادشاہ ہر طمع مانگہ تم پر چڑھائی کر دیں گے۔ غرض کہ
 مریم نے دونوں کی صلح کرا دی اور غلام ضیافت بہرہ و ان عیش
 تیار کر کے پطرس اور اس کے بیٹے لاون اور بیٹی اصفورہ کی بڑی و بھر

سے پوشیدہ رکھ دیا

وہاں سے دعوت کی۔ حتیٰ کہ ان سب نے طعام ضیافت تناول کیا
 بعد ازاں ان کے لئے شراب زہر آلود منگوائی۔ جب ان کو شرب
 پلائی گئی تو وہ سب مر گئے۔ اسی طرح اس نے پوچھنا اپنے شوہر
 اور اس کے بیٹے کو بھی وہی شراب زہر آلود پلا کر مار ڈالا۔ پھر خود
 ملک و ملکہ اس ملک و شہر کی ہو کر ایک ایسا بے رحم بنایا کہ
 روم میں نہیں نہ بنایا گیا۔ اس کے اندر ہر صحن میں پھینکے اور ملک
 برسات کے پتھر نصب کرائے۔ دیواروں کی لاچوردی کا رے مرصع
 رنگار کیا اور پردے دیباچہ زرتاج فلکوائے در ہر شہر تہذیب
 مشاہیر طلب لئے۔ اور اہل بلد سے جو کچھ ان پر حیف و نفق تھا
 دور کر کے ایسی عدالت گستری کی کہ تمام اہل شہر راضی ہو کر اس
 کے حسن سیرت کی شکر گزاری کرنے لگے اور ان لوگوں کو اس کے
 خدمات پر مامور اور مزید انعام و اکرام سے مشہور کیا۔ اور شہر میں
 کئی داد رسی اور داد گری کا سن کر ہر طرف ہر جگہ سے خیر و
 آفر جمع ہوئی۔ غرضیکہ ملک مریم کی سلطنت میں بلاد آمد میں
 بریں گز سے نئے کہ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب
 آئے ان سب نے آکر مدینہ آمد کو کبیر کیا۔

روایت ہے کہ عیاض بن غنم نے سعید بن زید کو باب الزم
 پر اور معاذ کو باب الجبل پر اور خبار کو باب اماء پر تعینات
 کیا۔ جب مکہ میں رہنے یہ دیکھا اور معلوم کیا کہ اس بہرہ دار کی چٹھائی

لکھا گیا ہے ہدوت خانہ ہے مشہور برمی ہے انوس در تفراری ہے
 روم و دروازہ ہے پہاڑی دروازہ ہے پانی والا دروازہ ہے حصار ہے

برستند ہیں۔ تو وہ خود سوار ہو کر اپنے گیسے ہیں آئی اور اپنے
 ارباب و دولت کو جٹ کر کے ان سے کہنے لگی کہ تم سب اس بات
 کو خوب یقین کر لو کہ یہ عرب تمہارے شہر میں آچکے۔ بلکہ تمہارے
 گزرتے ہیں دشمن ہو گئے ہیں۔ ان کے دلوں میں اس شہر کے لینے کی
 تمنع ہے اور تم خوب جانتے ہو کہ یہ شہر دیار بکر کا قتل گاہ ہے جب اس کو
 انہوں نے گھوٹ لیا۔ تو تمام دیار بکر میرے پاس کے قبضہ سے چین پس
 گئے۔ اس صورت میں دین مسیحی بالکل مضمحل و ست ہو جائے گا۔ پھر
 ان شہروں میں مسیحی ذرا سے کا باقی نہ رہے گا۔ یہ عرب جانتی ہوں
 کہ جو ملک دین نصرانیہ میں مشاغل و ناامور ہیں۔ وہ سب منتظر
 ہیں۔ کہ ہماری جانب سے کیا تدارک ہوتا ہے۔ اور تم سب یہ بات بھی
 خوب جانتے ہو کہ یہ شہر تمہارا ایسا عمدہ اور مضبوط ہے کہ عرب ایک
 سو برس مقابلت و محاصرہ کریں گے تو اس پر تدارک نہ ہو سکیں گے اور
 قابو نہ ہو دیں گے۔ نہ رہے کہ اپنے ہم شان و مان و متاع کیلئے قتال
 کرو۔ اور شہر پتہ پر چڑھ کر ان غریبوں کا مقابلہ کرو۔ بعد ازاں کہ
 مذکور نے قیسین و جہان و کبار بزرگان نصاریٰ کو طلب کر کے ان
 کو حاکم دیا کہ اہل شہر اور لشکر سے حلف و تہداس لے لیں کہ سب
 با اتفاق ایک دل ہو دیں۔ روپوشی نہ کریں اور اوروں میں نہ پیس
 کر رہیں۔ چنانچہ ان باتوں پر حلف و عہد لیا گیا۔ آخر وہ لوگ دیوار شہر

سے تہہ و بنہ ہو گئے۔ وہ سب عبادت گاہوں و گرجاؤں کے دیوار
 سے بریں آ کر اٹھ بیٹھے۔ وہ سب گھیر لیا۔ گھر گھر دیواروں
 دیواری سے عام پوری شد۔ اہل لوگ سب قتل ہو گئے۔

پناہ پر چڑھ گئے اور اسباب آلات حرب تمام درست کئے اور صیب و
 عذیر برپا کر کے اُنک اُنک گروہ کو برجوں کی حفاظت کے لئے مہتمولی کیا۔
 روایت ہے کہ جب عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ لوگ
 دیویشہ پناہ پر آمادہ جنگ و قتال ہو گئے ہیں تو آپ نے اپنے منبر
 کے سر دروں کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ مجھ شہر جو دیو و بکرہ سہنے ہیں حق
 حق تعالیٰ کی مدد سے میں کو فتح کر لیا تو ہم سارے دیو بکرہ کسے ہوں گے
 گئے تم لوگوں کی کیا راستے ہے جنگ کس طریق پر کیا جاوے جن انداز سے
 نے اس قلم بند کی بڑی مضبوطی کی ہے۔ تب خالد رضی اللہ عنہ نے جواب
 دیا۔ اسے امیر ہم مانک بلاد ہوئے ہیں۔ تو شخص بہ عنایت خدا را بقوت
 و کثرت خود اور نہ بسبب اسباب و سامان کے بلکہ حق تعالیٰ نے ہر سے
 لئے آسان کر دیا۔ اور امید رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ بہ برکت اپنے رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کو بھی فتح کر دے گا۔ کیونکہ اس نے اپنے صیب
 سے وعدہ فتح اسد م کیا ہے اگر یہ قوم اپنے شہر کے ہر چار طرف سے
 قتال کے چیل گئی ہے۔ تو ہم کو اُمید ہے کہ یہ امر ہمارے لئے زیادہ تر
 سہل ہے۔ اگر وہ اجتماع پر اقامت کریں گے تو تم صبر و استقامت
 رکھو کہ انہی م صبر کا نصیر ہے۔ جیسا کہ صورت اس صورت کو ایک بار
 لکھو جو خوف اور رجا پر مشتمل ہو یعنی اس کو ہم ہلاکت سے ڈراؤ اور
 مژدہ دو۔ اُمید کر مدت سے کیا تجو ب ہے کہ حق تعالیٰ اس کے دل
 کو اپنا ان کے لئے ندیم کرے۔ یا وہ اپنا ملک بظریق صبح جو سے پھر در
 سے چنانچہ عیاض رضی اللہ عنہ نے قلم و دوات اور غنہ منگو لڑاں
 عورت کو یہ خط لکھی۔

مضمون خوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَصَلَوَاتُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ مِنْ غِيَاضِ ابْنِ غَنَمٍ مِمَّنْ
جِيوشِ الْمُسْلِمِينَ يَا زَنْ بَيْعَةٍ وَخِيَارِ بَكْرٍ إِلَى مَرْثِيهِ الْكَارِيَةِ
أَمَّا بَعْدُ..... الخ یعنی شروع اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا اور
مہربان ہے اور ورو لا محدود ہمارے آقا حضرت علی اللہ علیہ وسلم اور
ان کی آل پر۔ یہ خط عیاض بن غنم کی طرف سے ہے کہ وہ مسلمانوں کے
ان لشکروں کا امیر ہے جو حدود بیجا اور بکر میں وارد ہیں۔ مریم داریہ
کی طرف لکھا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو نصرت
و امدادی ہے۔ اور تمام اقوام کفار پر ہم کو فیروز مندی بخشی ہے ہم
ممالک کفر پر قابض و قور ہوئے ہیں۔ ہم جس شہر پر نازل ہوئے۔
جو لشکر ہمارے مقابلہ میں آیا۔ اس کو ہم نے شدت دی۔ کیوں کہ خدا
تعالیٰ مخصوص واسطے حق تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین کے ہے
اور قلعہ تیرا قلعہ تدمر سے بہت بند اور بڑا محکم نہیں ہے۔ کہ یہ قلعہ
مینعہ بنایا ہوا سلیمان علیہ السلام بن داؤد کا ہے۔ اس پر اہل
اسلام نازل ہوئے تو اس کو فتح کر لیا۔ اسی طرح قلعہ بعلبک و حلب
و ان کی کہ جو دارالملک تہرین بادشاہ کا ہے۔ مستط ہو گئے۔ ہمارے
واسطے جو مشن پیش آئی حق تعالیٰ نے ہم پر آسان کر دی اور
اسی امر کا حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہم سے وعدہ کیا ہے۔

لے قلعہ بعلبک و حلب۔ مازر کہنے والا ہے

وَتَكُنْ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی نصرت مومن کی ہم پر واجب اور
 لازم ہے۔ پس جس وقت ہمارا یہ نامہ تجھ کو ملے بیدارنگ ہر سے مروا
 کرے کہ اس صورت میں تو سدا مت رہے گی، ہماری مخالفت سے
 پرہیز کر۔ ورنہ ندامت، ٹٹائے گی جس وقت ہم نے، رادہ کیا، فوراً
 تیرے پاس وہ پہنچیں گے ہم وہ نہیں کہ تیرے دین پر یا تیرے کسی
 اہل بدگئے دین پر زبردستی کریں کیوں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔
 لَا يَكُنْ فِي الدِّينِ جبراً، اور دین میں جبر کرنا جائز نہیں۔ اگر تو بہت
 خوداری خود ہم سے بے اعتدالی کرے گی۔ تو نتیجہ اس کا عذریہ حرم
 ہو جائے گا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے شَرِّ عِلْمٍ مَنْ كُنَّفُ
 نَاصِرًا، اقل شک و آہ یعنی قریب ہے کہ تم جانو گے کہ کون عجز تر ہے
 اس بات پر، کہ کوئی اس کا شکر و یاد نہیں ہے ورنہ کون ہے کہ
 کثرت انصار سامان کا راز میں اور سزا میں ہے۔ اور پر بند کون و
 خائن خدا تعالیٰ نے کہے ہیں۔

عبداللہ اور لطف بر مہر کر کے مجھ پہنچیں میں سے صرف ایک ہی
 شخص سے حوالے کر کے اس کو ختم دیا کہ قریب اس قتل سے جان بچاؤں
 کے لوگوں کو خط و سہارے بانٹنا، جواب توقف کر چپاں چپوہ ہمیں
 زہیدہ پہنچا اور ت و اپنی زبان میں لیکر رکھ دیا اور اشارہ
 کیا تب ان لوگوں نے اوپر سے لٹکا دی۔ اس شخص نے نامہ اس
 زہیدہ میں بندھ دیا۔ انہوں نے کیچڑ بھرا اور نامہ پہنچے منتشر کر
 رہا لوگوں نے وہ نامہ منہ مریم کے پاس پہنچا دیا۔ اور پڑھا کہ جب
 مریم نے اس کا مضمون سمجھا تو اپنے اعیان دوست کو جمع کر کے شورش

کیا۔ اور کہہ جو کچھ میرا شرعاً ہے تم کو مکہ ہے اس بات میں تم
 کیا کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا اسے مکہ جو اسے آپ کی ہو۔ وہی
 بہتر ہے جو حکم آپ کریں وہ بجا رہے۔ نبی مہم نے کہا۔ اسے فوراً تم
 جانتے ہو کہ ناگزیر ہے۔ نہ عار۔ نہ محاربت۔ ان عربوں کو اسے تسلیم کریں گے تو
 اہل روم ہم سے نیک و عادل کہیں گے۔ تم نے اپنا شہر اور قلعہ کو
 حوالہ کر دیا کہ تمہارا یہ نہ نہ سال بھر کا ہوا۔ نہ ایک ماہ کا نہ دس
 دن کا چٹا خچہ۔ نہ شہر بھر دو مہرے شہر میں سے نکلے گا۔ جب تم
 کو جنت ہو تو تمہارے واسطے اندرون حصہ کی ذرا عفت و رہائی
 موجود ہے۔ تم چیزیں جن کی تمہیں کو احتیاج ہے۔ وہ سب قلعہ
 میں ہوتی ہیں۔ اور میرے پاس بھی تو کرب ویر کدے کے کتے ہیں۔
 اور وعدے کے ہیں کہ وہ اپنا ایشیہ سارے میرے املاوے کے
 لشکر بھیجیں گے۔ یہ سن کر اہل مشورہ نے عرض کی کہ اسے مکہ پر اسے
 آپ کی بہترین رائے ہے۔ چاہیے کہ آپ اس قوم کو ایک نامہ لکھتے
 مضمون کا بھیجے کہ وہ ہم سے قطع طمع کریں۔ چٹا خچہ نامہ لکھ لیا
 جس میں یہ رشتہ تھا۔

جواب خلا

تمہارا نامہ پہنچا۔ مطلب معلوم ہوا۔ تم نے جو اپنے حق میں ذکر نصرت
 خدا کا کیا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ مسیح نے تم کو نہایت دی ہے اور تم وہاں
 اور مطلق۔ حیات نہیں چھوڑا۔ بالفعول تم سے درگزر کیا۔ بعد اس کے تم سے
 مواخذہ کر لیا۔ گویا تم نے نہ دست موک اور سوک زادوں پر قبضہ و تسلط
 کیا ہے۔ میں تم پر ان لوگوں کو بھیجتی ہوں کہ جو نہایت سخت بازو ہیں اور

باتوں پر چڑھنا تھا علی کرم اللہ وجہہ لے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس پر سوال
 بہتر جانتے ہیں۔ یہی باتم جانتے ہو۔ تو علی رضی اللہ عنہ لے ہمارا کہہ باتوں
 کہتے ہیں: مَعْرِضًا مَعَدًّا يَأْتِي الدِّينَ مَعْلًا إِنَّ الدِّينَ قَدْ أَغْوَتْهُ وَأَسْخَوْا
 وَاسْتَفْسَدُوا نَفْسَ الْوَرَعِ مَا مِنْ يَوْمٍ تَمُوتُ عَنْهُ إِلَّا كُنَّا أَوْ عَلَيْنَا يَأْتِي الدِّينَ
 شَرْطًا مَدْرَفٍ يَوْمَ يَفِي عَنْهُ لَا تَكُنْ ظَهْرًا مَدْرَفًا مِنْ يَوْمٍ تَمُوتُ عَنْهُ إِلَّا كُنَّا
 جَهَنَّمَ لَا قَدْ ضَبَعْنَا دَارَ الْبَقِيَّةِ وَاسْتَرْطَطْنَا دَارَ الْآخِرَةِ۔ یعنی سے دنیا اور دوسری
 نہ کر رہے ہیں۔ اور چھوڑ کر تامل کم کرو کیوں کہ دنیا ہم کو غور کرتی ہے۔ اور سر میں
 میں کو انہی ہے۔ اور ہم کو اپنے امور میں مشغول کرتی ہے۔ اس لیے ہم دیکھ رہے ہیں۔
 پھر دنیا میں جو کچھ دیکھنا ہے دیکھیں گے۔ کوئی دن ہم سے نہیں رہتا
 اگر یہ کہ ہماری بھلائی کا ہوتا ہے۔ یا ہماری بڑائی کا۔ اسے دنیا کے پھر ایسے امور
 کو جمع رکھتو۔ اسے دنیا و غلظ۔ اپنے کاموں میں مستعدا مادہ ہو۔ اور جو روزگار کرتا
 ہے۔ وہ ہماری پیٹھ بازگاہ سے بوجھل کرتا ہے۔ اور کوئی زمانہ ہم پر نہیں گذرتا۔ اگر
 یہ کہ ہماری غفلت و ناپاوانی ہیں بسر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ہم دار البقۃ کو
 صریح کرتے ہیں۔ اور دین خدا کو اپنا وطن جانتے ہیں۔ یہ باتیں سن کر احباب
 رضی اللہ عنہ لے کہا سے فرزند عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ باتیں
 نصرتی جانتے ہیں علی رضی اللہ عنہ لے کہا ان باتوں کو سوائے نبی اور
 محدثین رضی اللہ عنہ لے کہ وہی نہیں جانتا۔ روایت کی تاریخ سیحان
 لے موصی ابن ماری سے اور اس سے پیشہ ہد سے کہ اس کے بعد
 نے اس پر یہ روایت پڑھی تھی۔ مقسام حضرات میں جو مصنفات

۱۲۔ آخرت۔ ۱۳۔ مراد دنیا ہے ۱۴۔ مضافات۔ غسوب

خاندان سے جیسے:

عیاض بن غنیم رضی اللہ عنہ نے شہر آمد پر چار ماہ قیام کیا جب
 ازاں حکم بن ہشام بن ابی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام جنود و لشکر
 سے باہر نکل کر عیاض سے اجازت طلب کی کہ میاں فارقیں پر
 حملہ کرے اور وڈ مارے۔ چنانچہ عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 اس کو اجازت دی تو اس نے مہاجرین و انصار میں سو صوابہ و
 اپنے ہمراہ لیا۔ اور وہ لوگ نماز ظہر کے بعد روانہ ہوئے۔ وہ
 کے پار تر کر چلے تو ان کے واسطے طے الارض ہوا۔ یعنی زمین تھکی
 جاتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ تھوڑی ہی راست گزری تھوڑی ہی
 دور چلے گئے کہ میان زمین میں پہنچ گئے۔ اور اس کو گھیر لیا۔ اس بہت
 کی حد تک پہنچے جو معروف بہ برج شاہ تھا۔ اس وقت حکم بن ہشام
 نے کہا میں خراج تعالیٰ سے آرزو رکھتا ہوں کہ کاش یہ شہر میرے
 ہوتے۔ یا تعالیٰ فتح ہو جائے۔

یہی کام بیان ہے کہ ابھی ان کا یہ کلام ختم نہیں ہوا تھا
 یعنی حکم بن ہشام کی بات ابھی پوری ادا نہیں ہوئی تھی کہ دفعت
 آید برج۔۔۔ حالے کا ایک دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور ناگہ یہ
 سب اندر گھر گئے۔ اس وقت اہل شہر وسط شہر سے بڑے کینے
 تناسخ و معروف بہ برج تھا۔ راستہ صاف کرتے تھے۔ اس واسطے
 کہ اس شب کو انصار مٹی کے یہاں عید تھی اور اس کے علاوہ جب وہ

۱۷ شہر کا نام ہے۔

لوگ نماز کے لئے متوجہ ہوئے تو دیکھا باب بیعہ پر اپنی اسلحہ
 نازل میں۔ تب وہ شور و غوغا کرنے لگے۔ اور لوگوں نے
 ان کا شور و غوغا سنا۔ یہاں تک کہ صاحبِ بلد جس کا نام
 صاعوہ بن تھا یہ غل شکر آیا اور دیکھ کر یہ لاقم لوگ کون
 ہو؟ حکمِ رقی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم ہیں۔ حجابِ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اس نے کہا تم اپنے شکر سے کب
 رہتے ہو۔ وہ بہت غارتگر۔ اس نے کہا کہ ہمارے شہر کا
 پہلا قبور سے اسلحے کس نے کھنڈیاں دی ہیں جس کے
 ہاتھ میں جھنڈا ہے۔ اس نے کہا تم نے ہمارے
 بزرگ نہیں کیا تو تم نے کہا ہم کہہ کر خوف سے مخلوق
 نہ نہ رہے۔ اس نے کہا کہ تم نے اسلحہ بند کر دیا۔ فرمان
 کم ای کے سر۔ کیوں کہ حق تعالیٰ نے اپنی کتاب میں
 فرمایا ہے فلا تَحْمِلُوا ذُنُوبَكُمْ فَرِيًّا تَدْعُوا لَكُمْ نَصْرًا مِنْ رَبِّكُمْ
 اے ایمان والو تم کا فردل سے نہ کرو۔ بلکہ تم مدد من مولس نہ
 ہی سے کرو۔ تے رہو۔ تب صاعوہ بن نے کہا کہ وہ تمہارا
 دین حادث و جدید ہے اور ہمارا دین قدیم و مدید ہے
 اور قدیم کو محدث پر فضیلت ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ
 قول حق ہے تو تفصیل ابلیس کی آدم علیہ السلام پر لازم
 آتی ہے۔ اس لئے کہ ابلیس قدیم تر ہے۔ آدم سے

لے شہر کا مالک لے نوپیدا دنیا لے مڑاتا لے لے

کہا۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ طاعت آدم علیہ السلام یعنی
 مادہ آدم علیہ السلام کا لبھورت مشکوٰۃ تھا۔ پس ان پر
 حق تعالیٰ نے فرمایا ہے افعن شرخ الماء صدرة الاسلام فهو
 شلے ذیہ میں رہے حق تعالیٰ میں کہ قلب اسلام کے دست
 کشادہ کرتا ہے۔ وہ اپنے بندہ کے لئے نور کرامت سے
 منور ہے۔ چنانچہ اس مشکوٰۃ میں بوقت جاوہ گستا یعنی ہنہ م
 لفتح روح کے نور اس کتاب کا روشن ہوا اور مرتبہ انوار
 پر امتداد اور عروج کیا۔ جب ابلیس نے دیکھا کہ وہ
 ہوں کہ اپنے پیراہن نبودیت و بندگی کو وفادار توحید
 سفید جانتا تھا۔ وہ اس کو شرک سے سیاہ نظر آیا۔ پس
 صرف اسلی و قدری اس کی صفت وقت و بصیرت میں کی
 نمودار ہوئی۔ بقولہ تعالیٰ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ابلیس اپنی
 خلقت میں زمرہ کافرین سے تھا۔ یعنی درحقیقت وہ مسابک
 طریق شرک اور زہر سایہ اجل نامعاقبت اندیش تھا قطع
 منازل عبادت العجب دریا کرتا تھا۔ واقع میں وہ مشاہد
 نال و جلال سے عالم نابینائی میں تھا پس جس وقت نور ان
 مشکوٰۃ ہدایت سے منور ہوا تو اس نے اپنا منہ آگ بکھریا
 یعنی اس نور سے طلب ناز کی اور اس سے اخذ آتش کی اس
 کا مفاد یہ مفہوم ہوا وَ اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنٰی تحقیق تجھے میری

۱۰ چراغ دان۔ حدیث شریف کی ایک کتاب کا نام ہے جس میں مشکوٰۃ صریح
 دل سے روح پھونکنا ہے تم قلوب بندگی

رحمت اور میری رحمت سے تیرے لئے نفع دہی ہے اور اصل
 آدم علیہ السلام کی یہ ہے کہ جب اس نے جو خطب میں بھی
 آئینہ ہائیکہ بشریت سے بازوئے ہمت و قصہ کے پروان
 کر کے حیطہ انسانیّت سے تجاوز کیا۔ یہاں تک کہ نابہ محسن و
 آتش آدم سے قریب ہوا تو اور آہیہ نے اس سے مائی
 مفارقت کی اور بازو اس کی مصفایت و بزرگ کی کا
 ٹوٹ گیا۔ اور ہائر اس کی بلند پروازی اور ترقی کا
 سست ہو گیا۔ تو دام میں و غصی آدم رتبہ کے گر پڑا
 یعنی آدم نے اپنے پروردگار کا گناہ کیا پھر جب وہ بھی
 رادی محبت میں سرگرداں ہوا اور ابرائے محنت و اندوہ نے
 پے درپے اس پر مجرم کیا اور حق راہیٹ کا تازیانہ
 تھا۔ اھیطا یعنی آدم علیہ السلام اور اسے حوام دونوں
 بار رحمت سے اتر کے دنیا میں جاؤ۔ پھر جب آدم
 علیہ السلام مھرائے کرباں میں آئے تو یکا یک آبت لبتا
 دیے والی ان کی برگزیدگی کی ان سے آکر پٹ گئی یعنی آئی
 کہ پھر پروردگار نے ان کو اپنا برگزیدہ کیا کتاب علیہ یعنی حق
 تعالیٰ اس پر مستوجب ہوا اور توبہ و اثابت ان کی قبول کی غرضیکہ
 اس عورس نے ان سے احباب کو حکم دیا کہ بیعہ میں داخل ہوں اس
 وقت کہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تمہارے بیعہ میں
 جا کر کیا کریں۔ اس نے کہا کہ اس کے اندر جا کے تم اپنے

لہ بشرت۔ آدمیت سے محنت کی آگ سے لھینت سے خوشخبری ۱۲

پروردگار کا ذکر کرو یعنی غارِ پُرسوئے علم نے کہا کہ ہم لوگ آپ
 نہیں ہیں کہ واسطے ذکر اپنے پروردگار کے بلائے جائیں تو
 پھر اس سے تاخیر کریں۔ آخر وہی بات اپنے گھر سے باندھ
 دیئے اور بیعہ میں داخل ہوئے اور اسنادِ غور سے اس کا
 صحابہ کو بیعہ کے اندر لے جائے گا یہ قنا کہ اگرائش بیہ کی
 نمائش کرادے اس واسطے کہ اس کے اندر تلخ و زرد
 کی بڑی تیاری کی تھی اور ثبوتِ بیت المقدس کی بحالی تھی اور
 صخرہ اور سلسلہ بیت المقدس کا بطور تہک کے رکھنا تھا
 محرابِ داؤد اور گوارہ عیسیٰ کا بنایا تھا۔ تقویرِ مسیح و مریم
 علیہما السلام کی لکھی تھی۔ پھر جس وقت اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم بیعہ میں داخل ہوئے اس میں یہ تماشا دیکھا تو حکم بن
 شام نے یہ آیت پڑھی۔ **وَإِذَا قَالَ اللَّهُ فَعَلْنَا ابْنِ مَرْيَمَ ذُنُوبًا**
أَتَيْنَاهُ الْخُذُوعَ وَآخِزًا إِلَيْهِمْ أَتَيْنَاهُمْ دُونَ ذَلِكَ
وَقَالَ اللَّهُ فَعَلْنَا ابْنِ مَرْيَمَ ذُنُوبًا تم نے کہہ دیا
 ہے کہ تم بگ مجھ کو اور میری والدہ کو سوائے خدا کے واحد کے
 دوسرے اور دو خدا ہو۔ چنانچہ اس آیت کو پاؤں بندھتے
 اور کہا واللہ یہ سب کوئی چیز نہیں بلکہ ہمارا قول سوائے
 اس کے نہیں ہے۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ**
أَشْفَعُكُمْ أَنْ تَخْلُقُوا عِبَادَهُ دَرَسُولُهُ

طمانندہ نتیجہ فراخجیروں کیچوڑا ہے نہیں کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے اور نہیں کوئی
 شریک اس کا اور شہادت و بیانیوں میں بیشک محمد رسول اللہ ہے اس کے اور رسول اس کے

روایت ہے کہ ان کی اس عدا سے بیعہ زلزلہ میں آیا
 اور اس قوم کو گھبرا دیا۔ قندیلیں ایک دوسری سے ٹکرا
 گئیں اس کا مجبور ایک شیخ کہ وہ سب دینوں کا آدمہ
 شریعتوں کا عالم عبدالمسیح نام تھا۔ جب اس نے یہ تمام
 خرابیاں بیعہ اور قندیلیوں کی دیکھیں تو اس کے چہرے
 پر عبرت اور ساری قوم پر جو اس کے اندر مٹی ہدایت
 غالب ہوئی تو ان سب نے اپنے مالک سے کہا کہ تو نے
 ہماری ہدایت کا ارادہ کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ تو نے
 عرب والوں کو اندرون بیعہ کے ہم پر داخل کیا ہے۔
 آیا تو نہیں دیکھتا کہ ان لوگوں کا یہاں آنا گویا مسیح کا ہی
 غضب ہم پر ہوا ہے۔ تب اس رئیس نصاریٰ نے کہا کہ قسم
 ہے مسیح کی جو سمجھتے ہو۔ ایسا نہیں۔ بلکہ کام ان کا توحید خدا
 اور ذکر نبی کا ہے چنانچہ معجزہ ان کے نبی کا تم پر ظاہر ہوا
 اور تم نے اس کو دیکھ لیا۔ واسے تم پر بھانک خود بخود ان
 کے لئے کھل گیا۔ اور وہ ہم پر آ پڑے۔ پھر جبکہ وہ داخل
 بیعہ ہوئے تو گھروں کر بیعہ جلسہ میں نہ آئے۔ اور وہ قندیلیں
 نہ نکرادیں۔ جو کچھ میں نے باتیں کیں پہلے میں شک میں تھا
 اب میں مشرودہ دیتا ہوں اس شخص کو جو ان کے دین پر ہو۔ یہ شخص
 خادم بیت المقدس کا تھا۔ جس روز بیت المقدس حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ یہ خادم بیت المقدس
 میں موجود تھا۔ اور اس نے ان بزرگاستہ کو جو اندرون دس

کے تھے۔ یہ آواز سنی کہ یہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ، وہ شخص
 ہے کہ طول و عرض میں فتح کر لیگا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 وہ ہیں کہ جن کی بشارت مسیح ابن مریم نے دی ہے۔ اسی
 زمانے میں ایک شخص نے اس خادم سے سوال کیا کہ
 میں نے مسلمانوں کو دیکھا وہ صخرہ بیت المقدس کی بزرگی
 تعظیم کرتے ہیں۔ اور اس پر جو عیسیٰ علیہ السلام کا قدم
 بنا ہے۔ اس سے دیتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ
 قدم چومتے ہیں۔ تب خادم نے کہا۔ اسے فرزند ہم کہتے ہیں
 کہ وہ قدم مسیح کا ہے۔ حالانکہ وہ قدم انہیں کے
 محمد بن عبد اللہ کا ہے جبکہ اس نے واسطے معراج کے طرف
 آسمان کی عروج کیا تھا۔ تب لوگوں نے پوچھا کیا ایسا ہوا کہ
 وہ عروج اس کو پہنچا ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں سچ ہے مگر
 اس کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور وہاں اس نے سب
 نبیوں کو نماز پڑھائی پھر وہاں سے اس نے طرف آسمان
 کے سیر فرمائی۔

ذکر معراج شریف اور بشارت مسیح علیہ السلام

کیفیت اس سیر کی حکم نے اس طرح فرمائی۔ کہ جب آپ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دینی سے انفس مردم

میں نکالا اور تلاوت اس آیت کی ندا دیتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ
 اُدریٰ بعید یعنی سزاوار تہلیل وہ خدا ہے جو اپنے
 بندے کو سیر و مشاہدہ اپنی آیات کا کرتا ہے
 چنانچہ جبرائیل علیہ السلام اس مرکب کو لے کر دروازے
 پر اس شہسوار عرصہ رسالت کے کھڑے ہوئے اور بلند رفیع
 حجاب اسرار کے حضرت کو دیکھا کہ وہ اپنی عبادات میں
 پورے شے معبود مائل ہیں۔ اور اشتیاق نے بخون و تار کو
 دیا ہے اور آرزو مندی سے دربار میں۔ پس سجاوٹ
 انور مذاق سے اُن پر نور افشاں ہوئے۔ اور وقائے
 وعدہ سے مشرور۔ سناں ہوئے۔ اور کہا یَا یٰھَا الْمَدِیْنَةُ
 یعنی اے چادر پیچیدہ اے گلیم پوش اپنے قدم بہت پر
 بٹھا ہو۔ مرکب بہت کو چست کر اور سیار ہو کر طرف
 آسمان کی صعود کر اور سراج قریب اور اوج ترقی پر
 غرور کر۔ بہ سُن کر سید عالم جلالتی سے اُمت کثرت سے
 اور مرکب تختی سلام پر سوار ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بارے
 انبرچہ کا لیا۔ اور خانہ کعبہ سے لے چھ۔ اسوقت ذکر خدا جیس
 تھا۔ یا خدا اُبس و شوق اس کا رہیر تھا جبرائیل خلیل تھے۔ جب در
 قدس میں داخل ہوئے اور زیر مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں بھی اُن
 انبیاء علیہم السلام بہ لباس انوار حاضر ہوئے۔

۱۔ وہ اٹھاناٹہ و دھن پہنچے ہوئے تہ پڑائی تہ بندہ سید محمد بن زکریا بن زکریا بن زکریا
 کر کے ساری کتب کو لے کر غفران پہ سلام کے کہ وہ ایک جبرائیل علیہ السلام تھے تھوڑے دیر کو وہاں پہنچے۔

و تحیت پیش آئے اور روبرو جلوہ کرا ہوئے لمعلوۃ و درود
 ثنا خوانی کرنے لگے۔ اور ہر ایک نے وصف اپنی اپنی منزلت
 اور ذکر اپنی فضیلت کا شروع کیا۔ چنانچہ پہلے حضرت آدمؑ
 نے بیان کیا کہ حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے اپنے دست
 قدرت سے خلق کیا اور روح امر اپنا دمبارہ کیا بلکہ
 تو میرے لئے سجدہ کا حکم کیا اور دایہ کرامت میں مجھے ساکن
 کیا۔ حضرت ادریسؑ نے کہا حمد کرتا ہوں۔ میں اس خدا کی
 جس نے میرے تین مکان بہتر سے مرتفع کیا۔ مقام نورانی میں
 مجھے جگہ دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا میں شکر گزار
 ہوں۔ اس پروردگار کے جس نے مجھے قوم نوحین سے نجات
 بخشی اور مومنوں کا باپ مقرر کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے کہا کہ میں حمد کرتا ہوں اس پروردگار کا جس نے مجھ کو اپنا
 خلیل فرمایا اور نجد پر ناز کو خائب و گوارا کیا۔ یعنی آتش بگولہ نہ
 کر دیا۔ اور میری زوجہ جو باجہ تھی اس کی اصلاح کی حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ سپاس بے قیاس ہے۔ اس
 خالق کا جس نے مجھے آیات بیانات یعنی نشانیوں و روشن خطا
 کیں۔ اور میرے واسطے لوحوں میں ہر چیز کا وعظ اور
 پتہ دکھایا۔ اور ہر شے کو بہ تفصیل بیان کیا۔ اور فرعون میرے
 دشمن کو ہلاک کیا۔ اور میری قوم کو اس کے ماتحت سے بچایا اور

دعایا عارضہ صلوٰۃ و تحیت و غیر ذلک میں وہی کلمات کہ مسنونہ کھدائی شدہ کے حاشیہ و حواشی
 میں ہیں پوچھ لیا گیا ہے لہذا اہل اسلام سے یہ خوب بات کہیں نہ ہو یہی وجہ ہے کہ میں نے اس
 بیٹے علیہ السلام کو روح جمیاد

میرے لئے دریا کو شگنائتہ کیا۔ اور مجھ سے حضور تکلم بکلام کیا اور فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد نے میں شکر کرنا ہوں۔ اس خداوند کا جس نے تمام انس و جان کو میرا مطیع کیا۔ اور طوبہ و جزا دیر سے سن کر کیا۔ دسی کسی کے واسطے شاہیاں نہ ہوتی اور حضرت جبریل نے فرمایا کہ ستائش ہے۔ اس خداوند کی جس نے مجھے گمراہی اظہار سے پیدا نہیں کیا۔ اور اس نے میرے زندہ کو زندہ کیا۔ یعنی مجھ سے مردہ کو زندہ کر دیا۔ اور میرے واسطے کوڑی مادر زاد اور ستمند بدن کو اچھا کیا۔ یعنی عوارض و امراض کو میرے ماتم سے اچھا اور درست کر دیا۔ پھر جس وقت ان انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی کرامتوں کا ذکر کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ تمہارے خدا کے عروج و جن کا کہ اس نے مجھ کو پست و لباب و ذل سے پیدا کیا۔ اور میری اور میری قدر و منزلت کو زمین اور آسمان میں بلند کر دیا۔ اور میرے نام کو اپنی راق عرش پر لکھا۔ اور میرے نام کو اپنے نام سے مقبول کیا۔ اور میرے ذکر کو معالہ و مقام قدس

مستجاب ہو گا۔ پس ہندوستان کے ہندوؤں کا بھی فی ہر وقت سے پیش تر بڑا بڑا یا بات نہایت مدت تھا میری اس کو اور بات کہتے ہیں۔ اور یہی کہہ پڑے۔ دشمنی کیب قہ وہی امر مجرب کہلاتا ہے اور لوگوں سے جو کلام یا بات نہایت مدت ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ اور جو بات مومن سے ہو۔ اس کو معونت کہتے ہیں اور جو کہ فریاد و سہی سے اس کے دعویٰ کے مطابق ہو اسے اثر راج کہتے ہیں جو اس کے

میں نے کیا اور میرے سینے کو کشادہ کیا اور میرے امر کو مجھ پر
 بہت گنت کیا اور میری قدر افزائی کی اور بہت گناہ گزشتہ و
 آئندہ کی آمرزش فرمائی اور کفار کے سر پر مجھ کو ٹوپہ کیا اور
 میرے ساتھ ریشم اور دہبہ کے ملبوس شریف اور دین صنیف
 کا مجھے رسول کیا اور مجھے منصور و منظر کیا اور میری امت
 کو بہترین امت کیا اور میری افواج تمام عرب و عجم پر فزح
 کی اور تمام روسے زمین میرے واسطے مسجد قرار دی اور
 خاک میرے واسطے پاک اور ظہر کرنے والی رودی اور مجھ کو
 نہ قیامت میری امت کا شفیع بنایا اور میری شریعت سے
 تمام شرائع کو منسوخ کر ڈالا اور ساری امت سابقہ کو میری
 شریعت میں داخل کیا اور کعبہ کو میرا قبلہ قرار دیا۔

میرے بعد مجھ کو میری امت کی صلوٰۃ کا ثواب دیا یعنی میں ان
 کی صلوٰۃ کو سنا کروں گا کہ روز قیامت میں ان کی شہادت ادا کروں گا
 اور حق تعالیٰ نے مجھ کو شاہد کل کا قرار دیا۔

میرنی امت کو شاہد اور منکرین و منافقین کے کیا ہے میرے
 نام کو بے شمار پرکھا ہے اور حق پس و جہا نے فرمایا ہے۔
 اَمَّا رَسَلَاتُ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا یعنی ہم نے تجھ کو تمام خلق

پر شاہد کیا اور

یعنی کہ سورہ قیوم۔ ضرب اور سورہ یٰسین قیوم ہر جہت جو بالکل بے درست ہے۔
 شاہد و منکر ہوتے ہیں وہاں معلوم ہو جو اس حدیث میں لکھا ہے کہ میں اس سے جہاں
 کو شہد دیتا ہوں وہاں میری شہادت مقبول ہوگی۔ ہذا اب صفر و ذی قعدہ میں شاہد ہوں

مژدہ دینے والے اور ڈرائے والا بھیجا ہے۔
 رویت ہے کہ جس وقت اسد غوریں حامی میار نو فیں سے کہ
 بن ہشام رضی اللہ عنہ سے یہ سارا کلام سنا تو کہنے لگے وہ راستہ
 دین میں کچھ شک نہیں ہے۔

لے شبہ تم حق پر ہو۔ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے
 پر بیت المقدس میں اسلام لایا تھا۔ اور بعد ازاں میں میں
 میں آیا تھا۔ اس کا جوہر لی تھا جب وہ مر گیا تو پھر میں سے
 میں والی ولایت بنا اور پھر میں نے اپنے دین اقل کی طرف رجوع
 کی۔ اور اب میں نے توبہ کی اور تمہارے دین میں یہ توبہ
 ہو سکتا ہے کہ حق تعالیٰ مجھے قبول کرے گا۔ اور باوجودیکہ میں
 نے الکتاب گناہوں کا کیا تب حکم نے جواب دیا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک روز آپ اصحابوں سے فرماتے
 ہیں کہ آدمی کس چیز سے خوش ہوتا ہے۔ وہ گواں نے عرض کی اپنے
 اہل سے یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بخا موس ہے
 اور اصحاب چپ رہے پھر فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے کہ نہیں۔ آدم زادہ اس بات سے شادمان نہیں ہوتا۔ بہت
 جس وقت وہ کسی زہدر میں ہو۔ اور اس کے پاس اس کا شتر
 سوار ہی کا بھی ہو اور اس پر زادہ اور پانی اور اس کے
 آرام اور نفع کی چیزیں ہوں پھر جس وقت اس کا رقی

ایسے رام پر گذر ہوا اس وقت اس پر شدت نمازت آفتاب
 کی بہت ہو وہ کہیں سایہ میں جا کر اپنے ماتے اتر پڑے
 اور اپنے بازو کا تکیہ رکھا کئے سورہ سہرا اور اس کے بعد وہ
 بیدار ہو جاتے اور دیکھتے کہ نافتہ اس کا جوتا رہا لیکن م
 ہو گیا اور اس پر اس کو کہنا پڑا اور سفر خرخرے تھا اور
 اس کے ناپائے کی چیزیں تھیں۔ آخر اس کی غلاب اور
 تہاش میں کھرا اور چپ و راست نہ دیکھتا پورا مگر
 دستپاں نہ ہوا

سب وہ اسی مقدم پر جہاں سے اونٹ نہ ہوا تھا پھر
 پھر اور اپنی موت کا اس کو یقین ہو گیا۔ اس کے بعد پھر
 وہ اب وہ سو رہا۔ تو بعد ازاں جب وہ پھر بیدار ہوا۔
 ناکہ اس نے اپنا نافتہ مہر اس کے دیپ ہی پایا۔ اور اس
 کی مہار تمام لی۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ اس شخص کو اپنا تراوا اور رتہ پسے سے جسے
 خوشی ہو تو اس سے نہ یاد رہے اس لئے ہندہ مومن کے
 توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے

جب اس عورت نے یہ کرم حکم میں شام رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کا سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو
 گئے۔ در پھر ان سب صحابہ کو اپنے دربارہ ہیں نے
 گیارہ اور ان سے سننے لگا۔ واللہ حق ثابت ہوا اور صدق

نہ سر ہو گیا۔ نہ عرض کہ وہ اسلام لایا اور اسلام اس کا بہت خوب
 اور پسندیدہ ہو گیا پھر اس نے اپنی جماعت کو طلب کیا اور
 اپنے اسلام سے اس کو بخبر دی اور کہا کہ جو کچھ میں اپنی ذات نام
 سے پسند کرتا ہوں۔ وہی تم پر سے لے لیتے ہیں یہ تمہاری بہت دین
 ان لوگوں کا برتر ہے۔ اس پر کوئی دین غالب نہیں رہے گا جو
 تم میں سے اسلام کا دوسرا ہو گا۔ وہ دنیا و آخرت دونوں کا بہت نام
 پاوے گا۔ اور یہ لوگ جب شہر آمد میں داخل ہوئے تو کچھ شک
 نہیں کہ تمام دیار پر انہیں گاہے۔ اس صورت میں جو کوئی
 کی مخالفت اور نا فرمانی کرے گا۔ بالضرور اس کا شہر و ملک
 اور اس کے اہل و عیال کو ہندسی کر لیں گے۔ اور بدن میں لیں گے۔
 پھر اگر تم بھی اسلام راؤ تو تم اپنی جان و مال و بدستے زمین رہو گے
 تب ان سب نے جواب دیا اے صاحب و مالک ہمارے ہم
 کو تین دن کی مدت دیجئے تاکہ ہم فکر و مشورہ کریں ہمارے حق
 میں کیا مناسب و مصلحت ہے۔ چنانچہ اسد عورس نے ان کو
 رخصت کیا۔ اور وہ سب اس کے پاس سے واپس آئے پھر جب
 رات ہوئی تو سب جمع ہوئے اور آپس میں انہوں نے حلف و
 عہد کیا کہ ہم دین عرب کا قبول نہیں کریں گے۔ اور اگرچہ وہ ہم
 سب کو مار ڈالیں۔ پس چاہیے کہ جنگ پر مہر اور استقامت کرو پھر
 تین دن گذر گئے۔ تو اسد عورس نے ان کو مطالب کیا۔ تو ان میں سے
 تھوڑے سے لوگ آئے اور باقی نہ آئے اور خبرداروں نے اسد عورس
 کو ان کے عزم ارادے پر خبر دی۔

کہ ہاں پچھلے قسم سے ارادہ

خواب شہر مسلح ہو کر اس سے لڑنے کو آئے تب اسلحہ و اسلحہ ہوا اپنی
 جماعت کو تیرہ سے کہان سے مرنے کے لئے لگا اور اسحاب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ جنگ شدید
 واقع ہوئی جب رات ہوئی تو پھر باغیوں میں سے صحابہ سے
 کسی کو لینے میرے پاس بہت جلد روانہ کرو۔ کہ وہ لوگوں کے
 واسطے کتاب و مدد لیتے آئے۔ ان صحابہ میں سے ایک کو روانہ کیا۔
 وہ شہر سے بھی دشواری و در نہ کیا تھا کہ صدائے گم اسپان شکر مقرر
 ہوا۔ پھر سب ان سے ملے تو وہ سب شکر اسلام کے بڑے سوار
 تھے۔ در ان میں پرستہ بن عدی رضی اللہ عنہ تھے۔ ان سواروں
 کے آئے کا یہ باعث تھا کہ عیاض بن غنم نے اپنے خواب میں
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے
 قمیض میاں و قمین اور ماجرا اہل شہر کا ارشاد کیا۔ اور ہمارے
 روانگی لشکر کے حکم نہ آیا کہ جب عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ
 خواب سے بیدار ہوئے تو عتبہ بن عدی نوپان سوسور کے ساتھ
 روانہ کیا۔ اور حکم خدا سے عز و جل طے الارض ہوا یعنی زمین الی
 سمت اسی کہ لوگ اسی رات میاں و قمین میں پہنچ گئے۔ تب وہ صحابی
 جو بطلب ان کے جانا تھا۔ ان سب سواروں کو خفیہ و روانہ سے
 کی طرف لایا۔ وہاں پر کچھ لوگ جو برائے حفاظت مقرر تھے۔
 اس صحابی نے ان کو آواز دی :

انہوں نے دروڑہ کھول دیا اور سب سوار اندر داخل ہو گئے

میں جہان سے زمین و سمندر یہ یک رمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دیا

ہے کہ دروڑہ کو نہ ملے تو اس وقت میں طے کر لیتے ہیں۔ ان کے لئے زمین سبھی مافیہ ہے۔

اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی خبر تم کو کس نے دی۔ تب صاحب شہر
 اسلامپورس نے کہا کہ تمہاری خبر مجھے کورسوں خد مہلی اللہ علیہ وسلم
 نے دی ہے کہ جب اہل شہر کے قتل سے میرا دل تنگ ہوا۔ وہ
 میں سویا۔ تو میں نے حضرت کے وجود باجور کو خواہ بہ ہیں دیوں
 وہ تمہارے آنے کی خوش خبری مجھ سے فرماتے تھے غرض کہ جب
 یہ سب پہنچ گئے اور قتل شہر کے واسطے آوہ ہوئے تو
 مسلمانوں نے اہل شہر کو پیار اور ہانا کہ اس دشمن خدا کی قتل
 قلم پر سزا کی آواز پھیل گئی کہ تم کو اصحاب کتاب نے پیر ہوا
 اور تم کو تلواروں کے آگے دھمکا رہا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ
 گھروں کو بھاگے اور اپنے مرگھوٹوں میں پناہ لیتے۔ دروازے
 خوب بند کر دئے۔ اس لئے ان کو نہیں ہو گیا کہ نزول میں نہ ہو
 ہو گئے جس کی تاب و کھن انہیں نہ تھی یہاں تک کہ انہیں
 در فریاد پیار نے لگے۔ اور انہاں مانگنے لگے تب اس وقت میں
 کے بڑے بڑے کئی ہزار سے پاس آجاوئے گودہ ان پادریج۔ آخر سب
 پر فریاد ہوئے۔ تب اصحاب رسول خدا سے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ
 تحقیق تم کو اس دمی تمہارے مال و جان پر مارا کہ تم اپنے
 حوالہ کرو۔ پس انہوں نے اپنے سارے ہتھیار جو جان کے پاس
 تھے۔ حوالہ کر دیئے۔ پھر جب کہ اس قوم نے صدق قول
 صحابہ سنا دیکھا۔ تو وہ اسلام لائے مگر کچھ لوگ انہیں سے

محرورم رہے اور بعد ازاں اس بیچہ کبیر کا نام مع مسجور پڑایا اور وہاں صحابہ نے تین روز مقدم کیا اور اس قوم میں حکم دیا کہ شام رضی اللہ عنہ کو چھوڑا اور ان کے ساتھ اور دس سال صحابی منقرضے تاکہ وہاں کے لوگوں کو شریعت دین کی تعلیم دیں۔ اور عتبر بن عدی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے سرخیل بن غنم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے تمام ہجرا بیان کیا۔ یہ سن کر حیا بن رضی اللہ عنہ نے ان کے

شہر آمد کی فتح کا بیان

جب کہ اہل آمد نے دروازہ شہر کا نہ کھولا اور نہ ہی مقابلہ کیا تو اس بات سے حیا بن غنم رضی اللہ عنہ اور ہمد امحاب تنگ ہوئے۔ روایت ہے کہ انہی پہ پانچ ماہ تک شہر آمد کو گھیرے رہے۔ چنانچہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چپانڈ کورہ ہوا کہ آپ ملے۔ پھر مورخے ہر روز سوار ہوتے تھے اور اپنا لشکر شہر آمد کے گرد بکھیرا کرتے۔ اور جب رات ہوتی تھی تو اپنے مقام پر پیرا کرتے۔ اور صبح کا خدام ہر شب کو ایک روٹی جو کی لپکا کر دیتے۔ پھر صبح تک تھاکہ بعد صبح و نماز مغرب اسی روٹی کو دیا کرتے تھے۔ پھر صبح اتفاق ہوا کہ تین دن راست برابر گزرے۔ پھر

ملا جس سے افطار کرتے۔ تب خالد نے ہمام اپنے غلام سے
 کہا۔ اسے فرزند! کیا تیرے پاس کچھ نہیں ہے۔ کہ تو مجھ کو
 افطار کرا دے۔ یہ تیسری رات ہے۔ کہ تو نے میرے لئے
 کچھ نہیں پکایا۔ اس نے کہا۔ اسے میرے آقا واللہ میں۔
 بدستور ہر شب روٹی پکا کر آپ کے حجرہ میں رکھ دیا کرتا
 ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ بلکہ مجھے تو یہی یقین
 تھا کہ آپ نوش کرتے ہیں۔ چنانچہ جب چوتھی رات آئی
 تو ہمام نے موافق عادت روٹیاں پکائیں اور حجرے میں
 رکھ دیں۔ اور وہ آپ چھپ کر بیٹھا۔ تاکہ دیکھے کہ کون
 وہ روٹیاں نکال کرے جاتا ہے۔ ناگاہ ہمام نے دیکھا کہ ایک
 کتا شہر کی جانب سے آیا۔ حجرے کے اندر گھسا اور وہ روٹیاں
 نکال کر لے چلا تب ہمام اس کے پیچھے لگا۔ کہ کہاں جاتا ہے۔
 یہاں تک کہ وہ کتا اس تالاب سے کہ جس پر خالد رضی اللہ
 عنہ مامور تھے۔ پہنچ کر طرف دیوار شہر منیاہ کے گیا۔ ہمام اس
 کو چھوڑ کر پھر آیا۔ جب خالد رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے
 اور افطار طلب کیا۔ اس وقت ہمام نے سارا ماجرا بیان کیا۔
 خالد رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اسے ہمام تو نے مجھے وہ مقام کہ
 جہاں کتا روٹی لے گیا ہے دکھا دے۔ تب ہمام خالد رضی اللہ
 عنہ کے آگے ہولیا۔ اور اس مقام پر لے گیا یہاں وہ کتا کہ
 روٹی اڑا کر لے گیا تھا۔ جب خالد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو

کہہ الحمد اکبر۔ تحقیق حق تعالیٰ نے ہم کو فتح و نصرت بخشی
 اور پھر وہاں سے پھر آئے۔ اور اپنے اصحاب کو بلا کر
 یہ قصبہ ان سے بیان کیا۔ اور کہا کہ اس تالاب میں
 ایک منغذ ہے۔ میں اس میں سے اندرون شہر کے داخل
 ہوں گا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے سو آدمی اپنی
 جانوں کو خدا کے لئے فدا کریں۔ اور تم شہر چلتے ہو۔ کہ
 دنیا مقام صدق ہے۔ اس لئے جو اس کو صدق سے بسر
 کرے۔ اور دنیا امید کا وہ ہے۔ جو کچھ چاہے اس سے حاصل
 کر لے۔ اور دنیا ہمارے نزدیک وحی خدا ہے۔ اور مصطلح یعنی
 جائے نماز مانا کر کی ہے۔ اور مسجد یعنی مسجد کا ہے احباب
 ہوسنداروں خدا کی۔ پس اس دنیا کو غیبتی سمجھو۔ حق تعالیٰ
 تم پر اور تم پر رحم کرے گا۔ چنانچہ ہمارے اور
 تمہارے لئے یہ بات ہے کہ جو کوئی اس دنیا کے فانی سے
 زاد آخرت چاہتا ہوں۔ تو چاہیے کہ وہ تجارت سود مند
 کو اختیار کرے۔ ورنہ دولت کے قریب نہ پڑے۔ یہاں
 تک تھک پیر میں مہمکن اور بے پرواہ ہو جائے گا۔ آگاہ
 ہو کہ میں نے اپنی جان کو خدا کی راہ کے لئے بھجایا۔ اور اس
 نے مول لے لیا۔ بعد ازاں خالد رضی اللہ عنہ نے آیت
 پڑھی۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنْ بَنِي اٰدَمَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ دَوَابّاً
 بِاَنْ لَّيْسَ لَهُمْ الْجَنَّةُ۔ یعنی حق تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانوں

لے سورج سے راستی سے اعمال کی کمی ۱۲

کو مول لے لیا ہے۔ اور اُن کے بالوں کو قبول کیا ہے۔ جو میں
 بہانہ کے اُن کے لئے جنت ہے پس جو کوئی اپنے سینے بیٹھا
 ہے۔ اور وہ چاہے کہ دایرہ اور دلداری کرے۔ اور جس
 چیز سے وہ ڈرایا جائے۔ اُس سے ہرگز نہ گھبراوے۔ کیونکہ
 ہمارے تمہارے درمیان میں وعدہ گاہ عرصہ قیامت سے
 موقف ہے نصرت و ندامت ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ اپنے
 اسلاف کرام سے اور دین کی پیروی کرو۔ اور خدا کی برکت اور
 اُس کی اعانت پر تمکیہ کر کے ہی مستعد ہو جاؤ۔

بعد ازاں خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں
 سے سو جوانوں کو انتخاب کیا۔ اور اُن کو حکم دیا کہ اپنے
 اپنے ہتھیار لگاویں اور پھر وہ سوار ہو کر عیاض بن
 غنم کے پاس گئے اور اپنے عزم پر اُن کو آگاہ کیا۔ کہ منقہ
 چشمہ سے میں شہر کے اندر داخل ہونے والا ہوں۔ اور
 تم اپنے ساز و سامان سے تیار ہو کر گوشے برواز ہو۔
 صدائے تکبیر و شہبیس پر انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا
 الحمد للہ میں تیار ہوں۔ تم ہمارے حق تعالیٰ تمہاری اعانت
 و نصرت کرے اور چاہے کہ عون برمت خدا پر توکل کر کے روانہ
 ہو۔ چنانچہ خالد کو عیاض رضی اللہ عنہ نے دعا کی تو

اے کھڑا ہونے کی جگہ سے اولین بزرگ آدمی۔ پہلے بزرگ خدا اعانت
 پر مبنی امداد کے تیاری یا تیار ہونا میں جانے کو خدا خدا کی دعا
 لے رہا ہوں۔

اپنے اصحاب کے پاس، پھر ان کو مستعد اور تیار پایا تو
تب ان کے آگے ہوئے۔ جتنے کہ آدھی رات کو چشمہ کے
دروازہ پر گئے۔ پس حق تعالیٰ نے انہیں حلاوت و دید
بانوں و یوزر شہر پر نئید غالب و مستولی کر دی کیوں کہ اللہ
تعالیٰ نے جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے انجام کو
پہنچاتا ہے۔ اور اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔

روایت ہے کہ سب سے پہلے اس چشمہ کی راہ
میں خالد داخل شہر ہوئے۔ ان کے پیچھے عمر رضی اللہ عنہ
بن الاحوص اور حذیفہ بن ثابت رضی اللہ عنہ و
عمران بن بشر گئے۔ اور اسی طرح وہ سب ایک
منفذ و سوراخ میں سے جو چشمے کے اندر تھا داخل
ہو گئے۔ مگر جو ان میں جمیم اور فربہ تھے وہ گھسنے سے
عاجز رہے۔ اور اپنے حواریوں کے شہادت پر تاسف کرتے
ہوئے واپس آئے۔ چنانچہ اسی آدمی اس منفذ سے داخل
شہر ہوئے۔ اور ان کے جانے کی کسی کو خبر نہ ہوئی۔ لیکن
ان کے جانے کے بعد ان لوگوں کے ایک آدمی ان سے جو
باعت جسامت کے دخول منفذ سے قاصر رہا۔ اس نے اسی
سوراخ کے فراخ کرنے کی تدبیر کی اور اس کو کھود کر کٹ وہ
کیا۔ آخر وہ باقی آدمی بھی داخل ہو گئے۔ اور اپنے پیروں
کو مل گئے اور درمیان شہر میں پہنچ گئے۔ تو ان کے پاؤں کی

سے نگین ملے غالب ملے محمد بن علی الفوس ۱۲۰

آہٹ سے سوئے ہوئے جاگ اٹھے۔ اور بیٹھے ہوئے اٹھ
 کھڑے ہوئے۔ تب خالد رضی اللہ عنہ نے قصہ اُن لوگوں
 کا کیا۔ جو دیوارِ پناہ شہر پر دیدبان تھے۔ اُن کو پتھروں و
 مار سے نیچے اترنے نہ دیا۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے
 اصحاب میں سے دس آدمیوں کو باب شہر پر بھیجا۔ کہ وہ
 قفل توڑ کر دروازہ کھول دیں۔ اور اِدھر غیاث بن غنم
 رضی اللہ عنہ سوار ہو کر لوگوں کو بیدار و ہوشیار و
 آمادہ کار زار کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ جس وقت خالد
 رضی اللہ عنہ مع اپنے لشکر کے باب شہر پر جا پہنچے۔ اُس
 کو کھلا ہوا پایا۔ اور اندرون شہر و محسن پڑے اہل شہر
 دیوار و برج شہرِ نبوی کی طرف بھاگے تاکہ اُس پر پناہ لیں
 رات بہت تاریک تھی۔ اندھیرے نے ان کو ڈھنپ لیا
 تھا۔ چنانچہ کوئی ایسا نہیں تھا جو اپنی خواب گاہ سے اٹھ
 ہو۔ مگر کہ تلوار اُس کے سر کو تن سے اتار لیتی تھی۔ ورنہ
 کوئی اپنے فرزند ان و دل بند سے پھڑا۔ شمشیر نے اُس کا جگر
 چاک اور بند بند جدا کیا۔ اور خالد بالاتفاق اپنے اصحاب
 کے برابر بھاگ کر تکبیر کہتے ہیں۔ اور اہل آمد کے لئے عالم اسباب
 قطع ہو گیا تھا۔ اُن کو عذاب نے گھیرا تھا اسی طرح
 جنگ رہی و لاش پر لاش گرتی رہی اور مسلمین کے دلوں
 کو کشادگی و شفق ہوئی تھی۔ اور مشائخ اُن کے منقطع ہو
 گئے۔ اور پھر شجاعان و لیر عرب مرہائے کفار

نکراتے تھے اور تنواریں پڑتی تھیں۔ اور نابکاروں کے
 دل دہلتے تھے۔ اور نامردوں کے بدن مٹراتے تھے۔
 آنکھوں سے اشک بہتے تھے۔ فریاد کرنے والے کا شور
 کوئی نہ سنتا تھا۔ اور کوئی کسی کی شفا رشتیں نہیں کرتا تھا
 کوئی منع کرنے والا نہ تھا۔ جو کسی کو باز رکھتا اور کسی سے
 دفع بلا نہیں کرتا تھا۔ اور کسی کا دل ان پر ترس نہیں
 کھاتا تھا۔ یہاں تک کہ رات گزری صبح ہونے لگی۔ اور
 خالد رضی اللہ عنہ، باواز بلند بس بس شور کرتے تھے۔ یہاں
 تک کہ صبح ہو گئی۔ اور ضیاء نمودار ہوئے لگی۔ اس وقت
 اہل شہر نے اپنی خرابیوں اور خوار یوں کو دیکھ کر طرف
 دارالامارۃ شاہی کے رجوع کی۔ اور مکہ مریم کو ڈھونڈنے
 لگے تو اس کو نہ پایا۔ اور نہ کچھ اس کا پتہ ملا۔ اور مسبب اس
 کے غائب ہو جانے کا یہ ہوا کہ جس وقت اس نے داخلہ صحابہ
 کا اندرون شہر کے سنا تو اس کو یقین ہو گیا کہ ان کے ہاتھ
 سے خلاصی نہ ہوگی۔ تب اس نے اپنے تئیں اور اپنے رفیقوں
 کو مخفی کیا اس طور پر کہ جس قدر زر و جواہر لے سکی۔ لے لیا۔
 اور اس کے دارالامارت میں ایک لقب لکھتی۔ اس سے نکل
 کر دامن کوہ میں اتر گئی اور بلاد روم کی راہ لے لی اور
 جب ان تمام اہل شہر یعنی سب لوگ جو کہ اس زمانے میں
 بلد یعنی اس شہر میں جو رہتے تھے :

لے ہوئے۔ دینی شہ سوراخ :

نے کو یقین نہ کیا کہ ان کی مدد بھگ گئی تو انہی وقت و کامت
 اپنے لئے سب سے وقت صحابہ نے تنواروں کو روک لیا اور اپنے
 ہاتھوں کو پہنچ لیا۔ اور ان سب کو میدان شہر میں رو برو
 عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کے جمع و مجتمع کیا تب عیاض بن
 غنم رضی اللہ عنہ نے ان سے خطاب کیا اور بعد حمد خدا کے عز و جل
 و نعمت سید الرسل کے یہ بیان کیا کہ تحقیق حق تعالیٰ نے ہم کو
 تم پر فتح و نصرت دی اور قافز یاب و کامیاب کیا۔ اگر حق سچ نہ
 تھا تو ہمارے نبی کو نبی الرحمة مبعوث نہ کرتا۔ اور مومنوں کے
 دلوں میں رنج نہ کرتا تو بالضرور ہمارے تنوار تم میں سے کسی
 کو بھی نہ چوڑاتی۔ لیکن ہمارے پروردگار نے اپنی پاک کتاب
 میں ہم کو ضبط غصۃ اور عفو کرنے کا حکم کیا ہے۔ *وَرَدَّ غَضَبِنَا
 أَلْفِظًا وَلَعَنَ نَبِيَّ عَنِ النَّبِيِّ وَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَ يَدَيْنِ جَوَابِ*
ضَبْطِ شَمِّ كَرْتِ ہاں اور لوگوں سے بعد از درگزر کرتے ہیں
 حق تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بعد
 ازاں عیاض رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں یہ تجویز کیا کہ
 جو کوئی ان سے اسلام لیا اس کا اسلام قبول کیا اور جو
 اسلام نہ لیا اس پر جزیرہ یعنی محسول سالانہ اسی سال مقرر
 کیا۔ فتح شہر آمد ہیں ورمیان اس جماعت کے زید بن حاکم
 وغیرہ سب کے سب جو بیان میں آئے ہیں وہ یہودی بھی تھے

تھا اور وہ یہودیوں و نصاریٰوں کا بڑا عالم تھا۔ اور وہ بنا بر
 اپنے گمان کے اور دود و عیبہ السلام میں سے تھا۔ اور اسی واسطے
 بنی اسرائیل اس کی نشان دہی بڑی نتیجہ و تکریم کرتے تھے اور
 اس کے لئے بدینے و نیکے نذرانے کرتے تھے۔ جب عیسیٰ رضی
 اللہ عنہ نے شہر آرم پر فتح پائی اور اہل شہر کو میدان میں جمع
 کیا۔ اور موقوف کنار اس قوم کے ان کے شیخ نے کلام پیا۔ اس
 وقت وہ عالم یہودی جس کا نام صید بن جہتا تھا۔ درمیان اپنی
 قوم کے آئندہ کھڑا ہوا۔

درمیان اپنی قوم کے اہل اسلام بھی اس کے رتبہ سے آہ
 تھے کہ وہ پیشو کے بنی اسرائیل اور اولاد داؤد علیہ السلام ہے۔
 پس وہ کہنے لگا کہ تم اصحاب بنی الرحمۃ ہو۔ تحقیق حق تعالیٰ نے
 رحمت کو پیدا کیا۔ اور اس کو تمہارے دلوں میں جگہ دی اور حق
 بخانہ تعالیٰ نے تمام امتوں پر تم کو افضل کیا۔ اور صحاف
 براہیم و موسیٰ علیہ السلام میں اس طرح بیان کیا۔ کہ آخر
 زمانہ میں ایک بنی امی محبوب^۱ ثروت کروں گا۔ اور اس کی امت
 کو ساری امتوں پر فضیلت و برتری دوں گا۔ اور رحمت
 کو ان کے دلوں میں شکون کروں گا۔ ورنہ ان کے سبب سے
 میں اپنے فرشتوں جی اپنے مددگار پر فخر اور مباہات^۲ سے
 فخر میں اس وقت آوں گا۔ اور روز حشر آنا و ضیاء

۱۔ محبوب ثروت کروں گا۔ ۲۔ مباہات - فخر

انوار بہا سے ان کو غر مجاہدین اٹھاؤں گا۔ یعنی پر تو برکات و منو
 سے ان کے چہرے درخشاں دست و پائے ہوں گے اور
 جب واؤ و علیہ السلام مبتلائے گناہ ہوئے اور وحشیان صحر
 کی طرف باہر نکلتے اور مناجات کرنے لگے کہ الہی بحق اس
 نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کو آخرت میں مبعوث کرے
 گا۔ میرے گناہوں کو بخش دے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے
 ان کی دعا قبول فرمائی یہ سن کر عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ
 نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ عفو کو دوست رکھتا ہے۔ ہم نے تم
 سے عفو کیا۔ تب اہل شہر نے جواب دیا کہ چوں کہ تم نے ہم
 سے عفو کیا۔ تو اب ہم تمہارے دین کی طرف رجوع کرتے ہیں
 آخر ان میں سے اکثر اسلام لائے۔ اور بعضے جو ان میں سے
 اسلام نہیں لائے تو ان پر سال آئندہ سے جزیرہ باندھا
 اس طرح پر کہ ہر ایک بالغ سے چار مثقال طلا یعنی فی
 بالغ چار چار وینار سالانہ مقرر کیا اور ان کے ہمتیار لے لئے
 اور ان اموال میں سے کچھ مال بھی ان کے حوالے کر دیا۔
 اور باقی لے لیا اور بمعینہ کو مسجد بنایا جو بالفعل معروف
 بہ جامع ہے۔ پھر وہاں بارہ دن تک قیام کیا۔ اور
 صعصعۃ العبدری کو وہاں کا والی و حاکم کیا اور یاسو عرب
 اسی کے بنی عام سے اس کے ہی تعینات کئے۔

فتح اسکندریہ کا بیان

پھر اک نے جب خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اسلام قبول کیا۔ تو ان سے اپنا حال ابتدا سے انتہا تک سنایا کہ کیونکر ایمان لایا ساتھ اللہ کے اور تصدیق کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ پس خالد رضی اللہ عنہ اور اس کے مسنون اسلام سے خوش ہوئے۔ اور خالد نے کہا کہ تو ارسطائیس بادشاہ سے کس واسطے آیا ہے۔ تو اس نے خالد سے کل حال بادشاہ ارسطائیس کا بیان کر دیا۔ اور یہ خط بھیجا تھا۔ اس نے سردار برقا کے پاس بطلب ملک کے تمہارے خوف سے بھیجا اس کے واسطے ملک کیاؤ اس نے اپنے بھائی مصطفیٰ اس کو بہ جمعیت چار ہزار سوار کے بطور کمک کے اور میں نے سبقت کی اس پر دریا میں بادشاہ ارسطائیس کی طرف تاکہ خبر دوں میں اس کو اس حال سے اور بھیجا مجھ کو ارسطائیس نے تمہارے پاس بطور پہنچ کے رستم سے صلح کرنا چاہتا ہے۔ اور لڑنے کی خواہش نہیں رکھتا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ صلح کر لو۔ تم اس امر پر کہ وہ کسی قدر تم کو دے گا۔ اور تمہاری قوم عرب سے جس کو اس نے گرفتار کیا ہے۔ ساحل بحر سے شام سے وہ تمہارے سپرد کرے گا۔

سہ شروع۔ آخر سے پیش دستی سے بحر سمند کا شمارہ ۱۲

تو اس کے بعد پھر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے کہا کہ
 ساتھی تمہارے کو رہائی دے اللہ تعالیٰ نے ان کو قید سے اور یک جا
 کر دیا۔ ہم لو اور ان کو اور غالب کیا ہم کو قبط ہمارا یہاں بادشاہ
 پر پس مار ڈالا ہم نے سات سو سوار کو اور تیرہ سو مردوں کو قید کر
 لیا۔ پھر اس کے بعد خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان قیدیوں کو
 لیٹرک کے سامنے لانے کا حکم دیا اور وہ قیدی لائے گئے۔
 خالد نے ان کو اسلام لانے کی ہدایت کی۔ اکثروں نے ان میں سے
 انکار کیا۔ اور تب جس شخص نے اسلام قبول کر لیا۔ خالد رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور اس سے نیک برتاؤ
 کیا۔ اور جس نے اسلام سے انکار کر دیا۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ
 اس کی گردن زدنی کا حکم دے دیا۔

رادی بیان کرتا ہے۔ کہ لیٹرک خالد رضی اللہ عنہ اور دیگر
 مسلمانوں کو سلام کر کے ارسطالیس بادشاہ کی طرف بھرا۔ اور کہا کہ
 جان تو اسے بادشاہ کہ وہ قوم نہیں کہ ہیں مملوک ہو سکتی ہے۔
 برگزیدگی ان کی۔ اور وہ ہوشیار اور بہت احتیاط کرنے والے
 ہیں۔ پھر آگاہ کیا اس کو حال اس کے ساتھیوں اور بھروسہ
 ان مسلمان قیدیوں سے جن کو بھیجا تھا۔ اس نے بہ جانب ویرج
 کے۔ پس جب بادشاہ نے یہ حال لیٹرک سے سنا۔ اس کے ہاتھیں
 جوشے مٹی۔ وہ گر پڑی اور اس کو اپنے ملک کے زوال کا پورے
 یقین ہو گیا۔ تو اس نے اپنے تمام ارباب دولت سے کہا کہ تم
 ہوشیار ہو جاؤ۔ تم اپنی جانوں پر واسطے پیش آئے۔ اور اس کے

بعد چھپرے ان عرب کے گویا ملک کیہ و س حاکم ہوتا آگیا ہے ۔
 اور تنہا اسے پاس پس لڑو تم ساتھ مضبوط دوس کے اور اسرار
 پاک اور نظیف کے اور تم کو سچ مدد دیں گے ۔
 رومی کہتا ہے کہ وہ رات بادشاہ نے بہ نیت رطانی کے
 کافی اور اصحاب و سواں خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رطانی
 کہ قصہ کیا ۔

ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ بادشاہ ارسطائیس نے
 باقی سات ٹھیکین حالت میں کافی ۔ پس جب وہ دریائے خواب
 میں غرق ہوا ۔ اور آنکھیں اس کی بند ہوئیں ۔ تو اس نے
 خواب میں دیکھا کہ اس کے سامنے ایک شخص سرخ و سفید اور
 خوب صورت سینے کا چوڑا آیا ۔ اور اس کے ہمراہ ایک شخص اور
 بے رخی برقی خوبی اور پاکیزگی کا بہت نور و ان ٹھیکین صورت
 ٹیک پیدایش ۔ اور نورانی صاحب ہیبت و بزرگی تھا ۔ اس
 مرد سرخ و سفید نے دوبارہ ارسطائیس سے کہا کہ اسے
 بادشاہ میں سچ بیٹا مریم کا ہوں ۔

اس حدیث میں ہے کہ اس کے معنی میں کہ مسیح کون ہوا ۔ اور آپ
 جس بخیر پر اپن دست مبارک لینی ہاتھ پھیرتے تھے وہ افغانی تندرست رہتا تھا
 یا سپاس کرنے والا آپ جہت زمین و آسمان کے و اپنے لوگوں کو
 نہیں بریا اور آپ کے ساتھ تعالیٰ سواں پروردگار جو قیامت کے قریب آسمان سے
 اترے ہوئے ہیں تو جس سے ہر زمین کے اور ملکات کہیں سے اور آدمیہ میں اور آپ ہی جان
 کہیں کہیں سے اور ان تمام کرمات اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ میں دفن ہیں گھر ہی نہ رہے
 یہ اہل سنت و امامت کا ۔ اور اللہ علیہ السلام

اور یہ جو میرے پہلو میں ہیں وہی بنی عربی ہیں۔ جن کی
بشارت دی تھی۔ میں نے قبل اُن کے مبعوث ہونے کے محمد
عربی سردار پیغمبروں کے اور خاتم الانبیاء ہیں۔ پس جو کہ اُن
پر ایمان لا دے گا۔ ہدایت پا دے گا۔ اور جو انکار بھی اُن
کی نبوت کا کرے گا۔ اُن کی نبوت کا وہ گمراہ ہوگا۔ اور
بھگتا پھرے گا۔ اور ہم اُن اصحاب کی امداد کئے دیتے
آئے ہیں۔ اور مقام ہمارا اُس قبہ میں ہے۔ جو بُرج پر
ہے۔

روایت ہے کہ وہ قبہ ایک بلند بُرج پر قریب دروازہ
اخضر کے تھا۔ پس اگر تو میری اسرت سے ہے۔ تو ایمان لا
اُن کا۔ اور اُن کی نبوت کا۔ راوی ہے کہ جب اسکندر یہ
کو بنایا تو نام اُس کا اپنے نام پر رکھا تھا۔ جب تعمیر کیا
اُس بُرج کو اور اُس پر رکھا تھا وہ قبہ تو اُس میں خضرؑ
رہتے تھے۔ اور اسکندر یہ نے دروازے کو بنایا تھا۔ اور نام
اُس کا باب الاخضر رکھا۔ جب کہ تھا۔ اور وہ تو اصل بُرج ہیں
اور حضرت خضرؑ رہتے تھے۔ وہاں

۱۔ بندہ سزاوارک ایک پیغمبر نہ ہو کہ نام ہے۔ و جب وہ کسی خشک جگہ پر پاؤں رکھے تو
تو وہ سبز ہو جاتی اس لئے اُن کو خضرؑ کہتے ہیں۔ ورنہ ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور وہ خوب
عتیدہ ہیں سنت و لجمت زندہ ہیں۔ سرور دین و الہام صاحب کشف نے اُن کی نبوت کو ذکر
بعض مجاہدین اور فرقہ کیدیہ مزیدیہ اُس سے منکر ہیں۔ کہ حضرت صہبہؓ یہ فرماتے جو حدیث میں ہے
سورس کے بعد مر جویگا۔ اس سے اعلیٰ حیات میں بہت نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ نبوت دے نہیں سکتے۔

اور یہ دروازہ قیامت تک مشہور رہے گا۔ جب حضرت
عیسے علیہ السلام نے خواب میں بادشاہ سے یہ حال کہا
وہ دونوں شخص ایک ہی ساتھ چلے گئے تو اپنے خواب سے
بیدار ہوا حال کہ وہ خواب سے خوف زدہ تھا۔ جب
صبح ہوئی بادشاہ اپنے امراء اور وزراء اور اہل دولت
کی طرف متوجہ ہوا اور ہر کچھ خوب ہیں دیکھا تھا۔ ان
سے بیان کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اسے بادشاہ یہ خواب
شوریدہ اور پریشان ہیں اور نہیں ہو سکتے ہیں۔ صبح
ان لوگوں سے جو چلیں ساتھ بنی عربی کے قافل کہ وہ
بنی صبح کے ہیں بادشاہ نے ان کی باتیں سن لیں اور
آبادہ جنگ ہوا۔ اس کے آثار سے بجائے گئے اور ان
کی کڑواؤں نے شور کیا۔ اور اس کے نشان بلند کئے
گئے۔ اور اس کا لشکر آراستہ ہو کر دو
صفوں میں سوار ہوا۔

مسلمانوں نے جب لشکر قبضہ کو دیکھا کہ سوار
ہوا ہے۔ اور صف بندی کی ہے تو انہوں نے بھی
ڑائی کے سانان کو سمجھا اور سور ہو کر صفوں میں
آراستہ ہوئے۔ در حالہ رضی اللہ عنہ ان کو آراستہ
کرتے اور ان کو نصیحت کرتے اور برا بیخیز کرتے تھے ان کو
جہد پر اور ان کی صفیں قریب دروازہ اخضر اور دریا
کے تھیں اور رستائیں بادشاہ اپنی صلیب کے نیچے کھڑا

اور وہ تجھے کو دیکھتا تھا۔ تو جبہ پر نور فہر اور روشن
 نظر آتا تھا۔ پس اس کی اپنی خواب کا خیال آیا جو
 وہ رات کو دیکھ چکا تھا۔ اس نے کہا۔ قسم ہے
 اللہ کی جو میں نے اپنے خواب میں دیکھا ہے۔ مگر
 وہ سچ ہے۔ اس میں شک نہیں ہے۔

محمد بن اسحاق راوی نے بسلسلہ راویوں کے انھوں
 نے کہ میں خالد بن ولید کے لشکر میں بروز اڑانی اسکندریہ
 کے موجود تھا پس جب ہم ٹھہرے اڑانی کی سرحد میں
 اور ہمارے موٹے صغیر دو نواں لشکروں کی اور ہم نے عمر
 کیا تھا جس کے کا کہ اسی وقت نکلا۔ ہمارے طرف
 کو لشکر قبیلے سے ایک بطریق بڑی ڈیل کا جس
 کے بدن پر ایک زرد سنہری کام کی تھی جس
 میں طرح طرح کے جواہر جڑے تھے۔ اور وہ اپنے عربی
 گھوڑے پر سوار تھا اور مہتیاروں میں پورا تھا۔ پس جب وہ
 دونوں صفوں کے درمیان ٹھہرا تو اس نے ساتھ زمان
 فصیح عربی کے پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب کے
 میر باد تم ہمارے طرف سے کیوں کہ ہم تم
 سے رانا نہیں چاہتے۔ پس تم ہمارے نکلا
 سے میر اور سعید اور اکثر مقامات زلف کے
 مالک ہو گئے۔ اور ہمارے پاس
 اب تمہارا ملک ماقبہ ہے اور ہم جس کے

نہ کر چکے تھے اس چیز سے ہونے کی وہ تم سب سے
 اور بتیغیت کریں گے تمہاری باقی ملک میں ہیں مصلحت
 کر دے تم ہم سے تو مصلحت کریں گے ہم تم سے یہ کہ
 رجوع کرے گی بہتری اس کی ہم پر اور تم پر۔ اور عدل
 کر دے تم ہمارے ساتھ اور نہ ہم تم پر چاہیں۔ ہیں
 اگر زکا کر دے تم میں اور سے تو پسین آویں گے ہم تم
 سے نجدوں پاک اور دلوں منبہ سے اور پھر دیں
 گے ہم تم کو تمہاری پشتوں کی طرف بہاں ملک شکست
 آگے والے ہوئے۔ تم اور بیچ دہنوں اپنی دولت کے
 بھاگنے والے ہوئے۔ اس واسطے کہ نہیں دشمنی کی
 کسی نے اس دین کے لوگوں سے مگر یہ کہ ذلیل ہوا
 وہ اور شکست اٹھائی اس نے کیونکہ ہم ایسی قوم
 ہیں ہیں کے واسطے کیسے اور صومع اور قس اور
 رہبان اور انجیلی اور مذبح اور سنہان ہیں۔ اور
 تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ گفتگو کر کے دار بادشاہ رسل
 پسر موقوف شد۔ انہی وہ اپنے کلام سے ناراض نہیں
 ہو تھا کہ شرمیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا تبارک
 تبارک اللہ علیہ وسلم اس کی طرف بھٹکے اور جواب دیا کہ
 سختی ہو تم پر تمہارا بڑائی کا کیا تو نے ساتھ ایسی

لے پڑی تھی کرتے۔ مگر وہ ناسخ کر دیا۔

چیز کے جو پھر سے گی تجھ کو ہلاکی کی حرمت اور مذاب ہیں
 ڈالے گی تجھ کو بڑے کھریں۔ سکتی ہو تجھ پر کیا بڑی
 کرتا ہے تو ہم پر ساتھ کفر و نافرمانی اور
 شہادت سببان اور شرک ساتھ رحمان کے۔ اور
 تم لوگ صواب پر پیئر گوری اور ایمان اور راستہ اور
 اور خوشنودی خدا اور قبلہ و قرآن اور حج اور احرام اور
 نماز اور روزہ ہیں۔ دین ہمارا بہتر اور بزرگ دینوں
 کا ہے۔ اور بھی ہزار سے معبود ہوتے۔ ساتھ معجزات
 کے۔ اور آیات اور برہان کے ایسے تھے۔ وہ
 جن پر قرآن نازل ہوا ہے نے تبعیت کی وہ بخشش کو
 پہنچا اور جو ان کی نیت اور دلیل سے پھر وہ ساتھ
 غضب کے پھر ایسے پاداش دینے والے تھے کہ
 وہ اور نہیں ہے مرکان اس کے واسطے اور نہ دہر و
 ان کے جس کے واسطے۔ اسی وہی اس نے اپنی
 ذات پر اپنی جو سیت کی۔ درازیت اپنی صفات
 کی حدیت اپنی ذات کی اور ہمہ تنگی اپنے ملک
 کی اور ہر اس کا ظاہر ہے اور تدبیر اس کی اعتبار
 سے اور ختم اس کا مفسد و فاسد ہے۔ غرض اس کا بلند ہے صفت
 اس کی نادر ہے وہ کسی کا باپ ہے۔ اور وہ کسی
 کا بیٹا ہے۔ اور نہ اس کی ذات کے واسطے مد مقرر ہے
 اور نہ اس کی بقا کے واسطے کوئی وقت شمار کیا گیا ہے۔

فروتنی کرتے ہیں۔ مگر وہ نہیں جھوکتے ہیں اس کی بزرگی
 کے آگے اور ڈرتے ہیں۔ توئی لوگ بتا باہ اس کی قوت
 کے۔ نہیں بھرا جا سکتا ہے۔ کمال اس کا اور نہیں نیست
 ہوتی ہے بحث ش اور عطا اس کی اور نہیں معدوم ہوتی
 ہے۔ بزرگی اس کی سختی ہو تم پر کیونکہ خوش اور اچھا
 معلوم ہو تم لوگوں کو کفر ساتھ اس کی محبوبیت کے اور
 شرک ساتھ اس کی۔ جو بیت کے اور یہ کہ مقرر کرو تم
 واسطے اللہ کے بتے کو اس کی واحدانیت میں پھر بھی
 انہوں نے یہ آیت لے لی تھی اَللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ اَحَدٌ
 یٰٰذِیْکَرُوْنِ پھر کہا شریک بن نہ رہی اللہ عزت سے کہ
 اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ جس وقت قسم دے دیں
 وہ اس پر اس امر کی طرف کہ یہ وہ پڑھ کر دلپست
 اللہ ان کے واسطے اس دلوں پر شاہ کی طرف اپنی
 وہ دیوانہ بین پر گر ٹیٹھی اور گھر اور نہایتیں شہر کی
 دکھائی دیں یہ

راوی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے احسا
 کا پتھر کے پیر اس نے اپنا گھوڑا ان کے طرف پھیرا
 اور اس سال کے دیکھنے سے قبیلوں کے دن ڈر گئے
 اور اس محل سے جو انہوں نے دیکھا حیران و
 شدید رہ گئے در اپنے شیعوں کی جانب پھر سے

لے پھر وہ دن رات ایک دن سے پہلے

اور انہوں نے رائی کا ارادہ نہ کیا۔ اور اسی طرح پر
مسلمان بھی اپنے خیموں کی طرف پھس گئے۔ جب وہ دن
گذر گیا اور رات ہوئی۔ بادشاہ خزانہ اور جو چیز اس کو
عزیز تھی اور لونڈیاں سوا اپنے اہل و عیال کشتیوں
میں سوار ہو کر اسی رات بارادہ جزیرہ قریش کے
روانہ ہوا۔

جب صبح ہوئی۔ شہریں بادشاہ کے بھاگ جانے
کا شور برپا ہوا اور قطیوں کے بعض رئیس بعضوں
کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ بادشاہ
نے پیٹھ پھیری اور یہاں سے چلا گیا اور آج ہمارے
لئے کوئی ایسا نہیں جو ہم سے مداخلت کرے۔ اور
تحقیق مسلمان قوم ہم سے باز رہی ہے اور اگر وہ
ہماری طرف داخل ہونا چاہتے۔ تو داخل ہو جاتے
لیکن وہ ایسی قوم ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت اور
مہربانی کو ان کے دلوں میں ٹھیرا ہے۔ پس
اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو ان کے پاس۔ تاکہ ہم
اپنے لئے ان سے عہد اور ذمہ داری لیں اور ہم
ان سے اپنے شہر کے واسطے صلح کر لیں اپنے رط کے
بالوں کو بچاویں۔ اس چیز پر جس پر ہمارے اور
ان کے درمیان اتفاق واقع ہو۔
راہِ حق کھلا ہے۔ کہ اسے اکابر اس امر پر متفق ہوئی

اور وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف بھٹ کر مرزا خالد بن
 مسعود کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور بعد از اجازت اس
 شخص سے خالد کو سلام کیا جو عربی زبان جانتا تھا خالد
 نے سلام کو جواب دیا اور ان کے آگے کا سبب پوچھا
 اور کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ پس اکابروں میں سے
 وہ لوگ آگے بڑھے جو عربی زبان جانتے تھے اور کہا
 انہوں نے کہ اسے مردار تم کو لے کر آئے ہیں
 پر تم سب کیا بہ سبب سچائی اور صفائی تمہارے دلوں
 اور نیتوں کے۔ اس واسطے کہ تم ایسی قوم آؤ کہ اللہ
 تعالیٰ نے رحمت کو تمہارے دلوں میں کھرا لیا ہے۔ اور
 ہم تم سے اس امر کو چاہتے ہیں کہ معاملہ کرو تم ہم
 سے شفقت کے ساتھ اور ہماری طرف ہربانی کی آنکھ
 سے دیکھو اور ہم میں عدالت کے ساتھ حکم کرو۔ ان
 لوگوں کے طریقہ پر جو پیشتر تمہارے تھے۔ ہمارے ساتھ
 قوم روم سے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم وہ قوم ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ نے رحمت کو اور غلبہ دیا ہم
 کو ساتھ ان نبیوں ہمارے دین کے اور مدد دی ہم
 کو دشمنوں پر۔ اور ہم تمہارے ساتھ وہ معاملہ کریں گے
 جیسے کہ جاری ہوئی ہیں عادیں ہماری ساتھ تمام
 لوگوں کے جن کے شہر ہم نے فتح کئے اور گریز

ہم تمہارے شہر میں بزورِ شمشیر داخل ہونا چاہیں ۔
 تو ہو سکتے ہیں ۔ اور یہ امر ہم پر آسان ہے لیکن بہتر
 آدمیوں کو وہ ہے جس نے قدرتِ پائی اور معاف کر
 دیا ۔ تمہاری صلح پر ہم ایسا لاگو دینا چاہتے ہیں
 تمہاری اچھی اور بہتر باتوں سے اوپر صلح سے تمہاری
 جانوں اور اہل و عیال پر اور بعد اس کے بدادوں سے
 ہم تم کو اسلام ۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسولِ مہدی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی طرف ۔ پس جو کون
 تم سے اس امر کو قبول کرے گا ۔ تو بہار اور اس کا
 یکساں حال ہوگا ۔ اور جو اسلام سے انکار کرے گا ۔ ہم
 اس سے جذبہ لیں گے ۔ آئندہ سال سے فی کس تم سے
 اور رط کے باغ سے جو دینار اور ہم تمہارے لئے یہ
 شرطیں کٹھرا میں گے جو تم کو قبول کرانی ہوں گی تم سے
 کوئی کیسی جانور پر سوار نہ ہو ۔ اور مسلمانوں سے کتہوں
 سے اپنے گھر کو بلند نہ کرو ۔ اور بلند آواز نہ کرو تم مسلمانوں
 پر اور اسلام میں کوئی کینہ اور نہ کوئی دیر اور نہ
 تباہ کرو اس عمارت اور اس چیز کو جو تمہاری سومات
 تمہارے دین اور شریعت سے پرانی ہو گئی ہو اور غازی
 اور فروتنی کے ساتھ مسلمانوں سے ملاقات رکھو اور
 تم ان کی احبذائی حاجتوں اور اس چیز کی

جو وہ اپنی بہترین حالت کے واسطے چاہیں جلدی کرو
 اسد م و اس کے لوگوں کی تعلیم کرو اور جو کوئی تم
 میں سے بد مذہب کرے گا تو ہم اس پر حد جاری کریں
 گے اور جو ہم سے عہد اور قوں سے پھر جائے گا تو
 ہم اس کو مار ڈالیں گے اور زماروں کو اپنی کمزری
 سے واسطے انہماک دین اور ششادیت اپنی شہادت
 کے واسطے اور نہ بجاؤ تم نہ قوں اور نہ عیب کو
 بلند کرو اور نہ قوت اور غلبہ پیا ہو درمیان مسلمانوں
 کے ساتھ ان چیز کے اپنے دین اور کفر کی باتوں سے
 اور جب تم کینسوں میں نماز پڑھو تو انہیں پڑھنے میں
 آواز بلند نہ کرو۔

ان لوگوں نے کہا کہ اسے سردار تم کو اپنا چھوڑنا
 دشوار ہے۔ اور وہ چیز جس پر پہلے ہمارے باپ و ادا
 تے تھے۔

فَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنَّ كِي دَاتُوْنَ تَمْلَسُ بِهٖ اٰیٰتِ
 تُرِیْنِ لَیْسَ وَاذِیْقِیْنَ سَحْمًا یَّتَخَذُوْنَ اَمَّا اَنْذَكُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِکَ یَتَّبِعُ مَا رَجَزَ
 عَلَیْہِمْ اَبَیْہُ وَاُولٰٓئِکَ لَیْسَ یَلُوْنَ فِیْہِ عُوْہُہٗ اِلٰی عَذَابِ الْمُسْتَحْشِیْنَ
 یعنی جب کہ جاوے ان کو چار اس حکم پر جو انہما
 امد قوں سے نہیں ہم تو چلیں گے اس پر
 جس پر پاپا ہم نے اپنے باپ دادا کو بلند اور جو

عَدُوُّوْہِمْ اَمَّا اَنْذَكُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِکَ یَتَّبِعُ مَا رَجَزَ

تمہارا پناہ والا کو دوزخ کی نار کو
 پھر انہوں نے کہا ہے سرورِ تحقیق منظور کیا ہم نے جو تم نے
 کہا وہ تم سے یہ چاہتے ہیں تم ہم پر اپنے ہمراہیوں سے ایک
 مرد کو حاکم مقرر کرو یہاں تک کہ وہ ماں جو تم ہم سے لگتے ہو
 بچا ہو یا دوسرے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم تمہارے
 ساتھیوں کو مال نہیں جانتے اور ہم کو معلوم نہیں کہ ان میں
 سے کون صاحبِ مقدور ہے اور ضعیف و غریب کون ہے
 پس تم اپنے رئیسوں سے ایسے شخص کو تجویز کرو جس کو تم ہاں
 کے یکجا کرنے کا اختیار جانتے ہو۔ اور تم ان لوگوں پر اس کو مقرر
 کرو اور اس کے ساتھ ایک شخص ہمارے ہمراہیوں سے رہے
 گا کہ وہ اس کو اس کام میں مدد دے گا۔ ان لوگوں نے کہا کہ
 اچھا۔ پھر قبیلوں میں سے ایک رئیس کی طرف جس کا نام
 شیبان بن شامس، اور رئیس اور پیشرو تھا اشارہ کیا اور حکم
 خالد رضی اللہ عنہ، ان لوگوں پر اس کو حاکم مقرر کیا۔ خالد
 رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے قبیس بن سعد کو مقرر
 کر کے فرمایا کہ یہ دونوں مل کر یکجا جمع کریں اور کہا اس نے
 جو آہنی تگ نال اور ضعیف ہو اس کو چھوڑ دو۔ اور ہر
 مرد سے تم اس قدر لو جس کو وہ متحمل ہو۔ اور نیکی کرو تم کہ
 اللہ تعالیٰ نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور غلام
 نہ کرو تم کسی محتاج اور راند اور یتیم پر نہ

راوی کہتا ہے کہ قیس بن سعد بہ حکم خالد بن سہر میں
 دانش جوئے اور مال سے استفادہ کرنے میں متوجہ ہوئے
 اور ہر ایک سے اتنا لیتے تھے کہ جس کا وہ متحمل ہوتا
 تھا۔ اور چونکہ حاکم بن عقیقہ بن قیس کو چھوڑ دیتے
 تھے۔ راوی نے بسلسلہ راویوں کے ذریعہ بن شیبہ سے
 بیان کیا ہے۔ شیبہ نے کہا کہ شیبہ بن شمس اور قیس
 بن سعد جب شہر میں داخل ہوئے تو اس وقت ہیں
 وہاں موجود تھا۔ یہاں تک کہ وہ مال تحصیل کر کے باب
 الرشید کے قریب قمر مقوقش میں آ گئے اس وقت
 شیبہ بن شمس نے اپنے غلاموں کو مال اکٹھا کرنے پر مقرر
 کیا۔ اور انہوں نے ہر ایک سے اس طرح حصہ لینا مقرر
 کر رکھا تھا۔ کہ ان میں جو بہت بڑا دولت مند اور مالدار تھا
 اس کا حصہ دس قیراط کے برابر ہوتا اور اوسط مالدار کا حصہ
 قیراط۔ اسی وقت ایک شخص کے پاس جس کا نام دیس بن
 مقوقش تھا آئے اور وہ اپنے وقت کے لوگوں میں بڑا بخیل
 تھا۔ اور یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ اس قدر مال اور نعمتوں
 اور مالک کا مالک ہے۔ پس شیبہ بن شمس نے جو خرچہ جمع
 کرنے پر مورث تھے۔ اسے کہا کہ یہ تحقیق تجھ پر اس حصہ
 سے ہے۔ دینار و سب ہوا۔ اس نے کہا قسم ہے حق میرے

اسد حسرت جیسے منہ سدم کو کہتے ہیں اور وہ مال کو کہتے ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ اس کی ایک
 جگہ مسرت ہے۔ یعنی وہ مال سے ورنہ قبول بزرگ سے جاہد بنی ہو۔ اب
 چہ نسبت خاتمہ اس باب

کی کہ ہیں ہرگز اس کو ادا نہ کروں گا۔ اگرچہ مر جانا اور غرب
 کو دینے کی نسبت میرا کہنا ہے۔ پر محدثہ دینا بہت اچھا ہے۔
 پس کہا اس سے قیس بن سعد نے کہ تیرا بڑا ہو۔ جو کچھ ہے
 میں ہم تجھ سے وہ حلال ہے نہ حرام تو جانتا ہے کہ ہم لوگ
 تمہارے شہر میں بزور تلوار داخل ہو گئے ہیں۔ آیا نہ رہا
 تو اور تیرا ماں پیٹہ لوٹا جاتا پس کہا کیا بن شمس نے اس
 بصری کو کہ خدا تجھے غارت کرے اسکندریہ کے سب سے
 تجھ پر لعنت کرتے ہیں۔ اور تجھے جانتے تھے کہ تو اب
 محتاج تھا کہ دنیا کی کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔
 اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے نہاری روزی میں کشتل
 دی۔ اس ملعون نے کہا کہ یہ بات نہیں ہے میں باپ و ادا
 کے مال کا وارث ہوں۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کافی بزرگی اور
 مہربانی نہیں ہے۔ پس قیس بن سعد اس کے کوم سے ہم
 ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک لڑکی جو ان کے ہاتھ میں
 تھی اس کو ہری اور کہا کہ اسے دشمن خدا و رسول۔ تو
 چھوٹا ہے بلکہ بزرگی اور احسان خاص اللہ کے لئے ہے
 کہ وہ ہم کو اپنی مہربانی اور احسان سے روزی دیتا ہے
 اور فراٹ ہیں اس نے ہم پر اپنی نعمتیں اور ایشیا۔ رو
 تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تو نہ بن سکو گے
 یعنی بچہ و حساب ہیں **اللهم انک سبحانک وکبر**
تفزع عنک یعنی سے اللہ تحقیق اس لئے اللہ

تیری نعمت سے اور ناپسی کی پس دور کر دے تو اپنی
نعمتوں کو اس سے

روی کہتا ہے کہ قسم ہے خدا کی ابھی وہ دن گذرا
تھا کہ خبر آئی کہ امداد اس کی گر پڑی۔ اور اس کی
بکریاں مر گئیں۔ اور اس کے باغات سوکھ گئے۔ اور
سب اس کا تباہ رہا۔ پس کہا قیس بن سعد نے
اللہ اکبر! یہ بات اسی کی ہے جو سنی تھی میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
میرے پہلو میں بیٹھے اٹھتے۔ پس فرمایا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں شخص تھے۔
ایک کوڑھی جس کا بدن سفید تھا دوسرا گنجا تیسرا اندھا
تھا بزرگ اور غالب نے جاہل کہ ان کی آزار پیش کرے
اس سے پس ایک فرشتے کو بھیجا اور وہ پہلے کوڑھی کے
پاس گیا اور اس نے کہا کہ میرے بدن کی جلد ابھی ہو
پھر فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھرا اور اس کا مرض
جاتا رہا اور خدا تعالیٰ نے اس کے بدن کی جلد اچھو کر
دی۔ پھر اس کو فرشتے نے کہا کہ کونسا میں تم کو زیادہ
 عزیز ہے اس نے کہا کہ اونٹ۔ پھر اس کو فرشتے نے ایک
اونٹنی دے مہینے کی دی اور کہا کہ تجھ کو اللہ برکت
 دے۔ اور پھر وہ فرشتہ گنچے کے پاس پہنچا اور کہا کہ
تو کونسی چیز زیادہ دوست رکھتا ہے اس نے کہا کہ اپنے

ہاں پس فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا
 مدد میں جانا رہا۔ اور کہا کہ تو کس مال کو زیادہ عزیز رکھتا ہے
 اس نے کہا کہ مادہ گناہ۔ پھر اس کو مادہ گناہ و فساد دی
 اور کہا کہ خدا تجھ کو اس میں برکت دے۔ اور پھر فرشتے
 اس اندھے کو اعرف کیا اور کہا کہ کنسی چیز تجھ کو پیاری ہے
 اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری بشارت کو پھر دے تاکہ
 میں اس کے سبب لوگوں کو دیکھوں۔ پھر فرشتے نے
 اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اس کو بینائی
 دی پھر اس کو کہا کہ کون سا مال تم کو عزیز ہے؟ اس
 نے کہا بکری پھر اس کو بکری حاتمہ دی اور کہا حاتمہ
 تجھ کو اس میں برکت دے اس میں جنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اس کے وہ تینوں آپس
 میں مل گئے، کوڑھ کی اونٹنی اور گنچے کی گائے اور اندھے
 کی بکری نے نیچے دیئے پھر وہ فرشتہ کوڑھ کی بکری
 فقیرانہ صورت بن کر آیا۔ اور کہا کہ اسے شخص ہیں اللہ کی
 راہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بواسطہ اس کے جس نے
 دی تجھ کو بہدا اچھی اور اچھا رنگ اور مال ایک اونٹ
 کا کہ پہنچ جاؤں میں اس پر اپنے سفر میں۔ اس نے کہا۔
 محمد پر حقوق حقداروں کے بہت ہیں۔ فرشتے نے
 کہا۔ میں تجھ کو پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھ کی بکری
 تجھ کو پیدا اور جس جانتے تھے۔ تو محتاج تھا پھر

اللہ تعالیٰ نے بخشش کی تجھ پر اس نے کہا کہ میں اس
 کے مال کا وارث نہیں ہوں بلکہ میرا مال باپ دادا کی
 میراث سے ہے۔ فرشتے نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ
 تجھ کو دیا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے بتایا پس اللہ تعالیٰ
 نے پھر اس کو کور بھی کر دیا۔ اور پھر فرشتہ گننے کے پاس
 بلب سے فقیری کیا اور اس سے بھی ویسا ہی کہا جب کہ کور بھی
 سے کہا اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ پھر فرشتے نے
 کہا کہ اے پروردگار میرے اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے ویسا
 ہی کر دے جیسا کہ پہلے تھا۔ فرشتے کے کہتے ہی وہ پھر
 گنی ہو گیا اور پھر فرشتہ اندھے کے پاس بلب سے
 فقیری کیا۔ اور کہا کہ میں غریب اور مسافر ہوں میں نے
 پہاڑ کا سفر طے کیا ہے۔ اب کوئی پیڑ سوائے اللہ کے
 میرے پاس نہیں کہ جس سے اپنے وطن کو پہنچوں۔
 تجھ سے سوال کرتا ہوں رہا سہ اس کے جس نے تجھ
 کو بینائی بخشی اور مال دیا، ایک بکری کا اس کے سبب
 سے میں پہنچ جاؤں اپنے سفر کو۔ اس نے کہا کہ پہلے میں
 اندھا تھا پھر اللہ نے مجھ کو بینائی عطا کی اور اسی نے
 مال عطا کیا لے لے جو جو تجھ کو منظور ہے قسم ہے خدا کی
 میں تجھ سے انکار نہ کروں گا۔ آج کے دن کسی چیز
 سے جس کو تو اللہ کی راہ میں دے گا۔ پھر فرشتے نے
 کہا کہ رکھ تو ایناں میں فقیر نہیں ہوں بلکہ آزمائش

کرنے والے ہوں۔ پس اللہ بخت سے ارضی ہوا اور میرے
دونوں ساتھیوں پر شمشیں ہوا :

راوی بیان کرتا ہے کہ مال جمع ہوا اور وہ لوگ مال
کو لے کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ پھر
خالد نے مال لے لیا تو وہ شہر میں داخل ہوئے ان کے
بڑے کنیسے کو جامع مسجد بنایا اور چار کینوں کو ان
کی دینی رسمیں ادا کرنے کے لئے پھوڑا اور عمرو
بن العاص کو خط لکھا :

جب عمرو بن عاص کو خط پہنچا اور پڑھا انہوں نے
تو بہت خوش ہوئے اور مصر میں باذرغفہ کی
کوساؤں کی ایک جماعت کے ساتھ حاکم مقرر کیا اور
عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا اور وہ
پہنچ کر اس میں ایک مسجد بنائی جو اب تک بن
عمرو بن العاص کے نام سے مشہور ہے :

قلعہ ماروین کی فتح کا بیان

روایت ہے سواد بن کثیر سے اس نے روایت کی
یوسف بن عبد الرزاق سے اس نے کہا بل سے اس
نے مثنیٰ بن عامر سے اس نے اپنے جد سے کہ جب

مدینہ فابور پر بطریق صلح کے فتح ہوئی اور شہر قتل
 ملک شہر یمن صاحب ارمنیہ و یمن و رود و اس
 یمن کو بھیجی تو اسے ساتھ لے کر گزرا و بہت بڑا
 صدمہ ہوا تب اس نے اپنے ارکان و دست اور ارباب
 صنعت کو رجسٹر و غولفیں الصیر کے درمیان متنازع جمع کیا
 چنانچہ ان سے کہے گئے کہ ہمارے ملک سے یہی دو
 یمن مدینہ وغیرہ ہیں جن کا میں ملک ہوں اور
 تمام نصرتی غلبہ ہمارے یہاں سے چھے گئے ہیں
 اور جمعیت ہماری شکست ہو گئی ہے۔ اس میں
 ہماری کیا راستہ ہے؟

پہلے منکر بطریق تو تیار نصرتیوں کا رہنمائی تھا
 نے جواب دیا اسے ملک! یقیناً عرب کی زبان ہم
 سے ضرور آتی ہے۔ اور بیشک ہم ہی ان سے راستے
 کو تیار ہیں۔ فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے کو چاہے
 گا عطا کرے گا۔ مگر اب سو اسے اس سے اور کچھ میری
 رائے میں نہیں آتا ہے۔ کہ اپنے بیٹے غمزدہ کا عقد ملانہ
 ماریہ دختر آرسوس بن جارس صاحب ماریہ و یمن
 یعنی قلعہ المراق سے کر دیکھے ان دونوں مذکورہ بالا
 قلعوں کے بنائے کا سبب یہ تھا کہ یہ شخص آرسوس بن
 جارس اہل طبر زندہ سے بڑا شجاع بہادر و دلور و دلیر

سے پیش آنے والا تھوڑے سیف ۱۲

تھا۔ یعنی شخص ارسلینہ کا پیدا بادشاہ ہوا۔ اور ہمیشہ
 جب چاہتا تو بلاد روم میں غارت گری و ڈاکہ زنی
 کیا کرتا تھا۔ ان بلاد کے باشندوں نے آخر میں
 بادشاہ اعظم کے حضور میں فریاد کے طور پر عرضی کاہی
 یہ وقت پہنچنے عرضی کے بہر قتل بادشاہ نے اس کے پاس
 ایک شخص الطاکیر سے رہو یہ ہیں بھیجا اس نے اسے کہا
 کہ تو اپنے رہنے کے لئے ایک کوٹھی بنالے پھر جب وہ
 زمین جمل ماروین میں گیا اور نیچے اترا تو ناگاہ ایک
 ٹکڑا پہاڑی کا ر جہاں آگ فارسیوں کی روشن تھی نظر
 آیا۔ اور اس مقام میں فارس کے عابدوں میں سے دین نام
 ایک عابد رہتا تھا جو کثرت عبادت کے باعث دوسروں
 کے درمیان مشہور تھا۔ اور انصائے بلاد خراسان و
 عراق سے عمدہ عمدہ چیزیں اور تحفے اس کے لئے آیا
 کرتے تھے۔ چنانچہ آرسوس اس کے پاس آکر بدیہ اور
 تحفے لے گیا اور اپنی سکونت بھی رہیں اختیار کی۔ غرضیکہ
 آرسوس اور عابد مل کر اکٹھے رہنے لگے آرسوس نے ایک
 روز تمنا پا کر اسے قتل کر ڈالا اور زمین میں خفیہ گڑ دی۔
 جب وہاں کے باشندوں نے اس عابد کو نہ پایا تو کہا کہ
 دین عابد کہیں جا کر مر گیا بعد ازاں آرسوس نے اس جگہ
 بڑا آتش خانہ یعنی بیت النار کے نام سے تیار کرک اس کو اپنا
 حصین قرار

لے خراسان کے شہروں کے گذرے سے

دیا اور یہ نام اس کی دختر نے جب دیکھا کہ میرے
 باپ نے ایک مکان بنا کر ایک گڑھی مقرر کی ہے
 اور اس میں بیت النار بھی ہے۔ تو اس لڑکی نے اس
 کے مقابل دوسرا مکان بنا کر اس کو اپنا قلعہ ٹھہرایا۔ اور
 اس میں اپنا سارا مال خزانہ اور تمام ذخیرہ جمع کیا۔ اور
 اس کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اس سے ملتا تو
 کا خواستہ کرتا ہوتا۔ تو وہ اس کو دے دیتا۔ اور
 کر دیتی۔ قلعہ مار دینے کے قریب یہاں پر ایک درخت
 ایک راہب ویرانی فرما رہا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ اور
 وہ صورت شکل میں بہت حسین تھا۔ چنانچہ ایک
 روز وہ دختر اس ویرانی یعنی فرما عابد کی زیارت کو
 آئی۔ جب اس کو دیکھا تو اس کی ناشائستہ ہو گئی۔ اور
 اس کے پاس آنے جانے لگی۔ اور اس کی بیساریاں
 تک بے تکلفی ہوئی کہ وہ دونوں سمیت کرسمس پر
 راضی ہوئے۔ اور ان دونوں نے آپس میں معاشرت
 کی اور وہ دختر اس سے حاملہ ہو گئی۔ جب یہ معلوم
 دن پورے ہوئے تو خفیہ بیٹا جنا۔ اور اس کو پاپا
 اپنی دایہ محرم راز کے سپرد کر دیا۔ اور اس سے کہا
 کہ تو اس لڑکے کی کیونکر پرورش کرے گی۔ میں اگرچہ
 اس کو چاہتی نہیں ہوں مگر اس کو قفس کرنا ہوتی ہے
 چاہتی۔ اس واسطے اگر میرا باپ یہ ماجر اس سے نہ

تو اس کو اور مجھ کو قتل کر ڈالے گا۔ آخر کار
 اس کے لئے مال گراں بہا از قسم جو ابھر نکالا۔ اور
 اس کیے ہوا رہ میں رکھ دیا۔ اور اس پر یہ کچھ دیا کہ
 جو کوئی اس بڑے کو لے گا تو یہ مال اس کی پرورش
 میں خرچ کرے۔ بعد ازاں اس نے اس طفل کے بدن
 کا ملاحظہ کیا۔ تاکہ کوئی علامت اس کی شناخت کر سکے
 ناگاہ اس کے رخسار پر ایک داغ سیاہ بقدر چہن
 ناخن کے پایا۔ اور اس کا داہنا کان دیکھا تو کچھ بڑھ
 ہوا تھا۔ چنانچہ دایہ نے اس کو اکٹھا لیا۔ اور ہمراہ
 ایک غلام کے بڑا سرار ملکہ سے واقف تھا
 رات کو اندھیرے میں اس قلعہ سے نیچے لائی اور
 شارع پر پہنچنے لگی۔ تو جاتے جاتے ایک چتر
 کا ستون ملا۔ کہ نصف سے زیادہ زمین میں دفن
 ہوا سیدھا کھڑا نظر آیا۔ دایہ نے اس ستون کے سر
 سرے پر گہوارہ طفل کا رکھ دیا۔ کیونکہ زمین پر رکھنے
 میں درندوں کا خوف رکھتی تھی۔ کہ اس کو کھا جائے
 گے۔ بعد ازاں وہ غلام اور دایہ اس طفل کو وہاں
 پھر رکھ کر قلعہ کی طرف اچلے گئے۔

روایت ہے کہ قدرت الہی سے ملک انطاق صوبہ
 موصل شہر بایسن باز شاہ کی طرف برسہا رسالت آئی
 شہر میں کے بھید ۱۲

بن جائز اس کے پاس بھیجا گیا۔ اور اس کا اس راہ
 سے گذر ہوا۔ جہاں وہ ستون تھا۔ بچے کے
 رونے کی آواز سن کر اپنے گھوڑے پر سوار اس
 کے نزدیک گیا۔ تو ایک آدمی کا بچہ زرین پارچہ پچیدہ
 دیکھ کر اٹھ آیا۔ اور ایک کینز کو جو کہ ہمراہ سفر تھی۔
 حوالہ کیا۔ اور اسے حکم دیا کہ اس بچے کی خوب حفاظت
 کر۔ شک نہیں کہ اس کے لئے کوئی نشان ہے۔ اور
 اس میں کچھ اسرار نہاں ہے۔ بعد ازاں روانہ
 ہو کر صاحب مالدین کے پاس پہنچا۔ اور وہاں
 سے جواب لے کر جب بادشاہ شہر یمن کے پاس
 آیا۔ تو اس سے تمام ماجرا، اس طفل کے عمود پر
 پانے کا بیان کیا۔ یہ سنکر شہر یمن نے کہا کہ میرے
 کوئی اولاد نہیں ہے۔ وہ لڑکا مجھے دے۔ جو
 میرے ملک کا وارث اور جانشین ہو۔ آخر وہ لڑکا
 اس نے بادشاہ کو دے دیا۔ اور بادشاہ نے اس سے
 کئے کر خواہموں اور دایہوں کے حوالہ کیا۔ ان سب نے
 ان کی پرورش و خدمت گزاری کی یہاں تک کہ پرورش
 پا کر جوانی پر آیا۔ اور گھوڑے پر بیٹھنے لگا۔ بادشاہ
 نے بھی یہ سب اسی وجہ تسمیہ کے کہ وہ بالائے

لئے پوشیدہ راز کے ستون سے نام رکھنا۔ ۱۲

محمود سے دستیاب ہوا تھا۔ اس کا نام محمود ویر تھا۔
 اور تمام لوگ اس کو دلد الملک پکار تے تھے۔ چنانچہ
 وہ بڑے ناز و نعم میں پایا۔ اور اسے طریقہ آداب شاہی
 کا سکھایا گیا۔ اور جو کچھ بادشاہوں کو ضرور ہے
 (مثل شہسوار می و تیر اندازی اور گرفت و آویز شہرت
 دشمن کو خمبہ کرنا۔ اور اسلوب جنگ اور پیچ بند خیم
 میں ڈالنا) ان سب فنون کی تعلیم پائی۔ اس کی پیرا
 تک شہسرت ہوئی کہ لوگوں میں اس کا فخر ہونے
 لگا۔ اور وہ اپنے بلاد و دروہ میں بہت کم قیام
 کرتا تھا۔ بلکہ اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا
 تھا۔ آخر کار اس المخارہ پر اس نے اپنے رہنے
 کے لئے ایک قصر بنایا۔ اور وہاں رہنے لگا۔ اور
 اس قصر کا نام اپنے نام سے قصر محمود رکھا۔ ادھر ماریہ
 اس کی مادر کو اس بات کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ اس کے
 فرزند کے ساتھ زمانہ نے کیا کیا۔ جب اس بات
 کو کئی برس گزر گئے۔ تو لشکر اسلام بارادہ
 فتح ارض جزیرہ کے وارد ہوا۔ تو بادشاہ نے اپنے
 اعیان و دولت سے بامرغوب مشورہ کیا تب فوتانے
 اس کو یہ مشورہ دیا۔ کہ آپ اپنے بیٹے محمود کا عقد لگے
 ماریہ سے کرا دیجئے۔ کہ وہ اس پسر کے لئے صلاحیت
 لے بادشاہ کا بیٹا کے نعمتوں سے شرمناک کرنا۔

رکھتی ہے۔ اگرچہ عمر میں تیس برس کی ہے۔ لیکن ابھی
 باکرہ ہے۔ اگرچہ شاہوں اور شہزادوں نے اس کی
 خواستگاری کی۔ مگر وہ کسی سے راضی نہ ہوئی۔ کیونکہ
 وہ اپنے سے کمتر سمجھتی ہے۔ جس وقت آپ اس کو اپنے
 بیٹے کے واسطے طلب کریں گے تو اس کو بایں اس
 امر سے متنع نہ کرے گا۔ بلکہ وہ آپ سے اس کام کے
 کرنے میں بہت راضی ہوگا۔ بادشاہ نے اس بات
 کو قبول کیا اور توتا کو ہدیہ عظیم دے کر اس کو
 حارث کی طرف روانہ کیا۔ اور توتا سے کہا کہ تو ہی اس
 بات میں واسطہ ہو۔ چنانچہ توتا وہاں سے رخصت
 ہوا۔ اور اس کو اس کے پاس پہنچ کر بایں سلام
 ہوا۔ اور ہدیہ گزرا۔ اور اس نے وہ ہدیہ
 قبول کیا۔ اور توتا سے باتیں کرنے لگا۔ اس کے
 درمیان توتا نے اصل مطلب بیان کیا۔ اس نے یہ
 بات قبول کی۔ مگر اس کے پاس یہ چار بیٹے طلب کیں
 ایک لاکھ دنیارہ و قلعے باریہ میں۔ اور تیس آدمی
 امرائے عرب سے تاکہ شب زناٹ ابی دھستہ کی
 ان امرائے عرب کو واسطے نہدہ مسیح۔ قربانی کیے
 توتا نے منقولہ کیا۔ بعد ازاں اس کو اس اپنی دستر کے
 قلعہ میں گیا اور اس کے پاس پہنچ کر اس بات سے خبر دی وہ
 لے سنواری لئے دو ہین کر۔ کے قلعہ میں کی رات۔

بھی راضی ہوئی۔ تب اس کو ان اپنی دختر کے پاس سے
آیا۔ اور راہبوں اور فارسیوں کو جمع کر کے اپنی ہنر
کا عقد عمود سے کر دیا۔ اور ان کو اس کا مس تشددی
سے کچھ خبر نہ تھی۔

روایت ہے کہ جب توتا وہاں سے رخصت ہو کر
شہر یافض بادشاہ کی خدمت میں واپس آیا تو جو شہر میں
اسوس نے دوبارہ طلب قلہ بارعہ و جلیں و لاکہ دینا
اور میں امرائے عرب سے واسطے ترسانی کے یہ مشب
زفات اپنی دختر کے کی تھیں۔ بیان کریں۔ ملک شہر یافض
اس بات سے خوش ہوا۔ اور زر نقد تو کچھ عید یا۔
اور بابت خلیفہ یہ وعدہ کیا کہ مشب زفات واقع ہوگی
تو وہ تلخے پدر سردس کے سپرد کردوں گا۔ بعد ازاں
عمود کو اپنے پاس بلایا۔ اور اس کو خبر دی کہ میں نے
تیرا عقد اسوس بن جارس کی لڑکی سے کر دیا ہے۔
اور تو آگاہ ہو اسے فرزند! کہ منجملہ ان کے رؤسائے
عرب سے میں آدمی بھی ہیں۔ پس تو تیاری کر اور
شکر ہمراہ لے اور قصد عرب کا کر اور اس کی ہمراہی
توتا وزیر اور سردس حاکم جہاں کو بھی حکم دیا۔ اور
اس نے تاکید کی کہ اگر قابو پاؤ تو عربوں کو گرفتار
کرو۔ غرض جہاں تک ہو سکے اس امر کی
کوشش کرو۔ آخر وہ سب ہمراہ بہشت ہزار

مرد جزار کے روانہ ہوئے۔

ادھر عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر وہاں کا ماجرا بیان کیا۔ اور کہا کہ وہ دس حاکم حیران و توتا و عمرو بن الملک دس ہزار آدمی کی جمعیت سے آپ کی طرف چلے آئے ہیں۔ اور ان کا یہ ارادہ ہے کہ رات کو کسی وقت آکر تم کو گرفتار کر لیں پس تم کو چاہیے کہ تم لوگ اپنی حفاظت کے لئے بیدار ہو کر رہو۔ یہ سن کر عیاض بن غنم نے تمام صحابہ کو طلب کر کے اشارہ کیا۔ تب خالد بن الولید نے مشورہ دیا۔ کہ آپ اسی وقت عبد اللہ بن عنان اور سہیل بن عدی کو لکھ بھیجئے کہ فوراً ہمارے پاس پہنچیں۔ اور ہم ان کو خبردار کر دیں۔ کہ دشمنوں نے ایسا کچھ قصد کیا ہے۔ تاکہ وہ بھی ان سے ہوشیار رہیں۔ اور ان کی فہمائش کی جاوے۔ کہ جب وہ لشکر اعداء کے قریب ہوں۔ تو کمینگاہ میں پنہاں رہیں۔ تاکہ ان کو گرفتار کر لیں۔ اور اسی اب ان کی کمک کو بھیجے رہیں۔ اور ہم لوگ بھی ان کے دائیں بائیں کمین گاہ میں گھات میں بیٹھیں۔ تاکہ دفعتاً دشمنوں پر جا پڑیں۔ چنانچہ سب صحابہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور بال اتفاق ہوئے کہ یہ رائے با ثواب ہے

۱۲ نے بہادر سنکر تھکے دشمن ۱۲

آخر کار خالد و ہزار آدمی جرار کے کر نکلا۔ اور اسی
وقت عبداللہ بن عثمان اور سہیل بن عدی کو لکھا
گیا۔ کہ لشکر خالد میں آکر شامل ہو جائیں۔ اور جو کام
ان کے متعلق کرنا منظور تھا۔ اور اس خط میں
درج کیا۔ اور وہ حکمنامہ سرانہ بن دارم کے ہاتھ
روانہ کیا۔ وہ اسی روز اپنے ناتے پر سوار ہو کر ان
دونوں سکنزب ایہا کے پاس نامہ لے کر پہنچا
انہوں نے نامہ پڑھ کر اسی ساعت کوچ کیا۔ اور
ادھر صحابہ کو بھی ان کی روانگی سے خبر ملی۔
تو سوار ہو کر چلے۔ اور اپنے سراغ رسالوں کو داسے
محسوس جب اعداء کے روانہ کیا۔ خالد و ہزار
اہل کارزار کے ساتھ عیاض کی خدمت سے روانہ
ہوا۔ اور اپنے ہمراہیوں کو ایک ہی راستہ پر نہیں
لے گیا۔ بلکہ ایک ہزار کو طریق یمن پر بھیجا۔ اور ان
پر سعد کو سپہ سالار کیا۔ اور ایک ہزار یثعار پر
خالد نے اپنے ہمراہ رکھا۔ اور سعد کو فہالشت کر دی
تھی۔ کہ اس طریق سے دور نہ ہو جیو۔ اور اپنے خبر رسالوں
کو روانہ کیا۔

روایت ہے کہ جب عمرو باقفاق توتا و دوس ہمراہ
ہوئے ہزار سوار روانہ ہوا۔ یہاں تک چلے کہ درمیان
ان کے جس کی طرف سے جاوے۔ لے کر ان کے دایین ہاتھ بایاں

ان کے اور شکر بھی منی کے فاصلہ دس فرسخ کا باقی رہ گیا۔ تب ایک جگہ پر مقام کر کے وہاں استراحت و آرام کرنے لگے۔ اور اپنے گھوڑوں کو دانہ چارہ دیا۔ اور اپنے اپنے زرہ اور اسباب حرب آراستہ و درست کرتے تھے کہ اسی عرصہ میں حبش بن عبد اللہ بن عثمان کا تو ان کے پیچھے سے آیا۔ اور خالد بن الولید اپنے لشکر کو لے کر ان کے راستے پر چلا۔ اور جماعت تخبلیہ بن سعد بانیوں طرف سے آئے۔ اور روسیوں کو اس کی مطلق خبر نہ ہوئی جب خالد کو معلوم ہوا کہ لشکر اسلام نے اس دل کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے۔ تو مسلمانوں میں سے واقف کا رآ و میوں کو ایک سمت روانہ کیا۔ کہ وہ لوگ رفوع شوره صدایر آمادہ اور اشتماع آواز پر مستعد رہیں۔ بعد ازاں خالد بن الولید نے مسلمانوں سے پانسو مردان دلاور کو اپنے ہمراہ لیا۔ اور پانسو مردان بہادر عدی بن سائب السدلی کے ساتھ کر دیئے۔ اور اس سے کہہ دیا کہ جب آتش جنگ کو مشتعل اور شرار کے کو اس کے اڑاتے دیکھو گے۔ تو اپنے کیمینگاہ سے برہبستہ نکلیں پڑنا۔ بعد ازاں خالد نے قصد حبش و غلہ کہا۔ اور ان کے سامنے آیا۔ اور قیت سارے مسلمان با آواز بلند تکبیر و تہلیل کرنے لگے

۱۰۰ سخنیں کہیں ہیں۔ ہے۔ لے شکر سے سننا

جب رومیوں نے ان کی آوازیں سنیں۔ تو اپنے اپنے
 ہتھیار سنبھالے۔ اور ان میں سے سوائے درودس
 اور اس کے پانچ ہزار اسحاب تھے اور کوئی سوار نہ ہوا
 کیونکہ ان میں سے سوائے درودس کے اور کوئی بیدار
 نہ ہوا۔ اور نہ ہی خبردار ہوا۔ اور توتا عمود کے ساتھ
 مصروف تھا۔ روایت ہے کہ صاحب جبران خالد کے
 مقابلہ میں آیا۔ جب اس نے خالد کو ایک بڑی جماعت
 کے ساتھ دیکھا۔ تو حقیر سمجھا۔ اور اس کو ٹوٹ
 لینے کا گمان کیا۔ اور اس وقت اہل روم خالد
 اور اس کی جمعیت کو دیکھ رہے تھے۔ رومیس نے
 کہا کہ ہم ان کے امراء کو کافی ہیں۔ پس جس وقت
 ان لوگوں نے خالد کے شکر کو دیکھا۔ خالد
 رضی اللہ عنہ نے اس دشمن خدا رومس پر نعرہ مارا
 اور مثل ابرو برق کے اس پر آ پڑا۔ اور یہ ابیات
 زبان پر لایا۔

وَأَمَّا نَقُومَ لَا تَجِلُّ سُبُودُنَا
 سَمَوْتُ ذَخْرُنَا هَالِقُ قَبْلِ عَدُوِّنَا
 قَتَلْنَا بِهَا كُلَّ الطَّارِقِ عَنَزَلْنَا
 إِلَى أَنْ مَلَكْنَا الشَّامَ تَهْرًا أَوْ غِلَظَةً
 إِنَّا خَالِدُ الْمَقْدَامِ لَيْسَ خَشِيتُونِي

مِنْ الصُّرْبِ فِي اسْوَقِ الْكُتَابِ
 وَأَعَزَّ أَرْجِيئِ اللَّهِ بِجَمِيلِ جَانِبِ
 وَأَحْلَانِ اسْوَقِ الْمَذِيتِ مِنْ مَجْلِ جَانِبِ
 قُلْنَا عَلَى أَعْدَائِنَا بِالْقَوَا صِيبِ
 إِشْبَهْتِ اسْدُ نَوْغًا فِي الْقَابِ

ترجمہ۔ ہم وہ قوم ہیں۔ کہ لشکروں کے سرداروں

کی گردنیں مارنے سے ہماری تلواریں کند نہیں ہوتیں۔
 اور ہتھیاروں کو ہم لے برائے قتل اپنے دشمنوں
 کے لئے ذخیرہ جمع کیا ہے۔ نیز جمع کرنا اسلحہ کا
 واسطے اعزاز ترقی دین خدا کے ہے۔ اور ہم نے
 کل رہبان زھار سے کوغلبہ کر کے قتل کیا۔ اور
 ارکان ملک و ملت کو ہر طرف سے نکال دینے کے
 لئے یہاں تک از روئے نیر و غلبہ ہم مالک ملک
 مشام ہوئے اور ہم اپنے دشمنوں پر بزدل شہر ہائے
 تیز کے مسلط ہوئے۔ اور میں خالد ہوں مقتدر ابلیش
 اور میں اپنی قوم کا وہ شیر ہوں جو شیر اس جنگ کے
 میدان میں گویا ہے۔

آخر خالد نے ر و دس کو نیزہ مار کر زمین پر گرا دیا۔
 پھر اس کو ہمام خالد کے غلام نے باندھ لیا۔
 بعد ازاں خالد اور اس کے اصحاب نے ہمارا ہیان
 ر و دس پر حملہ کیا۔ اور اسی اثنا میں کہ سرگرم کارزار
 تھے۔ کہ شجاع بن سعد و عدی بن ساسم مع اپنی جماعت
 کے نکل آئے۔ اور بعد ازاں عبداللہ بن عنان بھی
 اپنا لشکر لے کر سامنے سے نمودار ہوا۔ یہاں تک
 کہ وہ مشام مرز میں صدائے ہیب و بانگ بزن سے
 لے بیٹھے۔ یعنی اوزار۔ ہتھیار۔ کے غالب سے مختصر طری فوج
 جو لشکر کے آگے آگے چھے۔

پُر گئی اور اس دشت میں ہر طرف سے دشمنوں میں
 تھلکہ پڑ گیا۔ اور اعداء کو عربی گھوڑوں کے آگے دھک
 دیا۔ کیونکہ اس وقت تو فہیق ابی مصاحب و بہر
 تھی۔ پس اہل روم کو اتنی تہمت و قدرت ہوئی۔
 نہ پہنچی۔ کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ مگر یہ سوار
 ان کا کام تمام کر دیتی۔ یہاں تک کہ کتنوں کو قتل و پناہ
 کیا۔ اور کتنوں کو بچھا دیا۔ اور انکے کھانے پینے کے
 اشیاء کو کھانے اور پینے کے اشیاء کو کھانے پینے کے
 آدمی بندی تھے۔ اور ایک ہزار سات سو چھیالیس
 آدمی قتل اور باقی آدمی بھاگ کر شہر یاس بادشاہ
 کے پاس پہنچے۔ اور اس کو اس واقعہ کی خبر سنائی۔
 قَتَلَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ یعنی زمین
 زمین باد صفت اس کشادگی کے اس پر تنگ ہو گئی۔ اور
 یقین ہو گیا کہ عہد دولت اس کا منقطع ہو گیا۔ اور
 ایام سلطنت مضبوط و آختر ہو گئی۔ پس جو
 لوگ اس کے ارباب سے باقی رہ گئے تھے۔ ان کو
 جمع کر کے مشورہ کیا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیے۔
 ان سب نے بالاتفاق ظاہر کیا کہ اس ملک عرب
 ٹھہرنا بہار ارض العین میں نا دانی ہے۔ کیونکہ
 در میان بہار سے اور حرمان و ہار و سروج

کی بھی دوری ہو گئی۔ تو اس صورت میں عرب ہمارے
 اور بلاد میں ظہور کریں گے۔ بلکہ قرین رائے
 صواب اندیش یہ ہے کہ ہم یہاں سے کوچ
 کر چلیں اور اپنے بلاد کے اوساط و درمیان میں
 ہو رہیں۔ جہاں سے ہمارے قلعے بھی قریب ہوں
 اور ہر طرف سے رسد غلہ وغیرہ بھی ہمارے پاس پہنچ
 سکے۔ دریں صورت اگر ہماری فتح اور عرب کی شکست
 ہوئی تو پھر ہم ان سے سارے مقامات چھین لیں گے۔
 اور اگر ہمارے لئے شکست ہوئی تو ہم اپنے قلعوں کی
 طرف بھاگ جا دیں گے۔ مثل مار دین و قلعہ مارن و
 کفر توتا اور سمیت جملین و تل توتا و بارعبہ و رتل
 و سما و تل قرع و صور و حلبہ اخیل وغیرہ کے قصد
 کریں گے۔ اور اپنے اوپر ایمن ہو جا دیں گے۔ اس مشورہ
 کو بادشاہ نے پسند کیا۔ اور برج حیر سے کوچ کر کے
 پہلے قصد راس العین کا کیا۔ اور وہاں آلات و سامان
 حصہ بہیا کیا۔ اور دس ہزار فوج سے مرتود کس کو
 جو ملک شہر یا منی کا داماد و مشہر بہر شہسواروں کا تھا شہر
 میں چھوڑا۔ پھر جبکہ بادشاہ اس کا یہ بند و بست کر چکا
 تو مرتجہ رغبان کو کوچ کر گئے۔

روایت ہے ابو العلی سے اس نے روایت کی ہے

طاہر الملوچی سے اس نے ابو طالب بن سید سے اس نے
 و بیان بن بشیر بن مزارو سے اس نے کہا۔ میں نے
 وقائع مفتوح اول سے تا آخر احمد بن عامر الجوفی کے
 سامنے پڑھا۔ انہوں نے سعد بن عاصب سے۔ انہوں
 نے یحییٰ بن سعید ان المزوری سے انہوں نے ابی
 عبد اللہ بن محمد واقدی سے کہ وہ ان دنوں بجانب
 عربی قاہنی تھے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ ملک شہر یافض
 اپنے لشکر مرج رغیان میں لایا۔ تو اسی عرصہ میں عیاض
 بن غنم نے بھی شہر یافض کے پیچھے کوچ کر دیا یعنی تہاب
 کیا اور قبل از کوچ نامہ اپنا مشتمل اخبار جنگ
 و حصول فتح قلعہ رباد زاد بیا و فیروزہ ملک
 خابور بحضور امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی
 اللہ عنہ کے دیا تھا۔ اور التماس دعا لکھی تھی
 اور مکتوب کے ساتھ حبس وغیرہ جو کچھ عمدہ
 چیزیں قلعوں سے دستیاب ہوئی تھیں۔ حبیب ضہبان
 کے ہاتھ ارسال کیں۔ اور حبیب کے ہمراہ سو سوار کر دیے
 چنانچہ حبیب تو سب اشیاء کے گردانہ مدینہ ہوا۔
 اور عیاض نے معہ لشکر سلیم تعاقب شہر یافض کا
 کیا۔ یہاں تک کہ لشکر اسلام بھی مطابق النعلیٰ بالنعلان
 اعداء کے مرج رغیان پر جا پہنچا۔ اور ان کے مقابلہ

میں اترا۔ جب یہ خبریں ارسوس صاحب مار دین کو پہنچیں۔ اور خبر اسیر ہونے عمود کی بھی پہنچی۔ تو اپنی دختر مار یہ کو اپنے پاس بٹایا۔ اور کہا اے بیٹی آگاہ ہو۔ کہ شوہر تیرا اسیر ہو گیا۔ اور وہ اسیر ملک ہے۔ اور میں مار کرتا ہوں۔ اس کی کہ لوگ کہیں گے دختر ارسوس کی ابن ملک عمود کو راسس نہ آئی۔ کہ جب وہ اس کی تردید میں آئی تو وہ قید ہو گیا۔ یہ امر مجھ کو سخت دشوار ہو گیا۔

یہ سن کر مار یہ نے جواب دیا۔ اے پدر بزرگوار قسم ہے مسیح کی آپ نے حق کہا۔ اور کلمہ سابق فرمایا۔ آپ کی اس باب میں کیا رائے ہے؟ ارسوس نے کہا تو یہی بتا۔ کہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میں نے یہ حیلہ شجور کیا ہے۔ کہ اسے تین اجنبی بنا کر بیس بدلوں اور شکر مسلمین میں داخل ہو کر امیر کے پاس جاؤں۔ اور اس سے کہوں کہ تیرے ہاتھ پر اسلام لانے کو آئی ہوں اس لئے کہ میں نے اپنے خواب میں مسیح کو دیکھا۔ اور ان کے ہمراہ حواریین ہیں۔ تو گویا جو کچھ تم لوگوں کے ہاتھ سے ہم پر واردات ہوئی ہے۔ مسیح اسے میں شکایت کرنے لگی۔ اور مسیح ہم سے فرماتے ہیں۔ کہ اسلام قبول کر

کہ وہ قوم حق پر ہے۔ اسی خواب میں تمہارے پاس
 میں اسلام لانے کو لکھی۔ اور میں نے تم کو اپنے باپ
 کے قلعہ کا مالک کر دیا ہے۔ اور تم نے مجھ کو میرے
 قلعے میں چھوڑ دیا ہے۔ اور پھر جس وقت امیران کا
 مجھ سے کہے گا۔ تو ہم کو اپنے باپ کے قلعے کا کیونکر
 مالک کر دے گی۔ کیونکہ وہ جمیع حصاروں سے بلند
 و استوار تر ہے۔ اور سائر قلعوں میں محکم و پائیدار
 تر ہے۔ تو اس سے کہوں گی۔ کہ تم اپنے دست و شہر
 و عمارت سے سو سووار میرے ہمراہ کر دو۔ کہ ان کو
 میں اپنے قلعے میں لے جاؤں۔ پھر ان کو حصار و قوں
 میں بند کر کے اپنے باپ کے قلعے میں بھیج دوں
 اور میں بھی ان کے ہمراہ متولی قلعے کے پاس جا کر
 اس سے کہوں۔ کہ ان حصار و قوں میں میرا بہت سا
 مال ہے۔ اس کو تو میرے باپ کے خزانہ
 میں داخل کرے۔ پھر جب کہ وہ قوم میرے قابو
 میں آ جاوے گی۔ تو ان کو تہ خانہ میں ڈال دوں
 گی۔ اس وقت میں ان لوگوں سے کہوں گی۔ کہ میں تم
 کو نہ چھوڑوں گی۔ جب تک تم اپنے میرے
 نہ کہلے بیچو۔ کہ وہ میرے شوہر کو میرے پاس
 بھیج دے دیں :

اے قلعوں کے مالک

یہ سن کر ماویہ کے باپ نے کہا کہ تو اپنی جان کو ہلاکت
میں ڈالنا چاہتی ہے۔ کیونکہ عرب پر کسی کا حیلہ نہیں چلتا۔ بلکہ
وہ خود صاحبانِ تمدن و حیلہ ہیں۔ تیرا یہ مکر ان کے آگے پیش
رفت نہ بہاتے گا۔ پھر ماویہ نے کہا کہ وہ لوگ مجھ سے رہائش
یعنی کرو نعمات طلب کریں گے۔ تو جس وقت کچھ فدیہ و معاوضہ
ان کے اصحاب کا قرار پاوے گا۔ اس وقت اس کے غرض میں
ہائی اپنے شوہر کی طلب کروں گی۔ آخر ار موس نے اس سے کہا کہ خیر
وہی تدبیر کر۔ بوارادہ تو کرتی ہے۔ کیا عجیب ہے کہ اس میں کوئی مصلحت
درست ہو جاوے۔

غرض ماویہ رات کو ہمراہ ایک خادمہ اور چاندیوں کے نکلی اور
قصدِ زبان کا کیا۔ اثنائے راویں اپنے باپ کے غلاموں اور
مذہبوں سے ملاقات کی کہ بن کی تراست میں پانچس قیدی مسلمان
تھے ان میں عبداللہ بن عثمان اور مثل ان کے تھے، سب اس
موقعہ کا یہ جوا کہ سب بیانس معہ ان سرداروں کے قصد ان شیر
راہیں لعلین کے کوچ کیا۔ تو بحسب عادت عبداللہ بن عثمان کو بہ
حجرت مناسب طرف ہزان سردار ج و رہا کے بھیج دیا۔

تاکہ رسد غلہ وغیرہ وسطے لشکر کے لد وادیں۔ چنانچہ عرب المدروہ
 ہونے سے حبیب بلادرؤم کے وسط و درمیان میں پہنچے تو اچانک ہیر
 بن نقولا و ہیر جیش بن شمعون نے کران سے ملاقات کی کہ وہ
 رسد و غلہ واقفہ برائے لشکر ملک شہر یافض لئے جاتے
 تھے۔ اور ان کے ہمراہ تین ہزار آدمی زرہ و ساز حرب پہنچے تو
 تھے۔ آخر وہ سب ہر جانب سے آپڑے اور چڑ لیا اور ان سب
 مسلمانوں کو اسیر کر کے ملک شہر یافض کے پاس حاضر کر دیا۔ شہر یافض
 ان کے قتل پر آمادہ ہوا اس وقت اس کے وزیر نے کہا کہ سے
 بادشاہ یہ میر کی رائے نہیں ہے۔ اس لئے کہ عمود پر آپ کا اور دوسرے
 حاکم حران و توتام صاحب الحجابات و شیعوں کے ہاتھ گرفتار ہیں۔ اگر
 آپ ان اسیروں کو قتل کریں گے۔ تو وہ مجلسی آپ کے اصحاب و عیوہ کو
 مار ڈالیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ ان قیدیوں کو تلامعہ مار دیں۔ میں
 یہ بھیج دیں۔ اور مکہ مار یہ کے سپرد کر دیں۔ کہ یہ ان کے پاس بخوشی
 اور پھر جس وقت عرب لوگ ان لوگوں کو آپ سے طلب کریں
 تو آپ ان سے صاف ظہر پر بیان کر دیجئے۔ آپ ان
 سب کو یہ بتا دیجئے۔ کہ وہ لوگ تو قلعہ مار دیں ہیں۔ ہمارے

قید میں نہیں ہیں۔ اور جن کے پاس رہو قیدی ہیں۔ ہم کو ان سے
 کوئی کام نہیں ہے پس اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی وقعت
 اور ہیبت ان پر بہت غالب ہوگی۔ آخر بادشاہ نے اس
 رائے کو پسند کر کے ان قیدیوں کو ماریہ کے پاس ہمراہ دیگر
 ملازمان اور موسیٰ پذیر ماریہ کے روانہ کر دیا چنانچہ یہ
 سیروں کو سہارا بن گئے کہ خود ماریہ سے راستے میں مقام
 دیش پر ملاقات ہو گئی جیسا کہ ابھی مذکور ہوا ہے۔ ماریہ نے
 چار سہن کر ملازموں کو حکم دست دیا کہ قیدیوں کو ہمارے
 میں سے چاؤ اور ٹوڈ بنڈ سنوڑ جہدہ جاتی ہے۔ روانہ ہو گئی۔ یہاں
 تک کہ لشکر مسہین میں پچھراٹ، کئی پچھراٹ، سوقت سہیل بن عدو
 اور بھیبہ بن سعد معہ ایک جماعت کے لشکر اسلام میں بطریق
 نصیہ نگہبانی کے پھر رہے تھے۔ جب سہیل بن عدو ماریہ کو
 دیکھا تو اس کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ اور تیرا کیا کام
 ہے۔ ماریہ نے ان کو جواب دیا کہ میں امیر کے پاس جانا چاہتی
 ہوں۔ تب وہ لوگ اس کو میانہ بن غنم کے پاس لے گئے حبیب
 سامنے کئی تو ماریہ پیشکش کیا اور یہ ان سے ارادہ کیا کہ وہ امیر
 حضور میں سجدہ کرے۔ تو انہوں نے اس کو اس کی بات

سے منع کیا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے تم کو بہ سبب اس اسم
 عزت دیا ہے۔ اور یہ ہدایت کی ہے کہ بہ طویل حشرت محمد رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تم کو بگرا دیں۔ یہ بگڑا ہے اور بہت
 دیر سے کہینہ و حسد کی زائیل کیا ہے۔ یہ اور تم کو اعلان ہے کہ ہر
 شرف بزرگی کا عتایت فرمایا ہے۔ اور تم اس بات سے نترہ
 اور درخشست کہ کوئی نہ ہو جس سے ایک دوسرے کو سبب ہو
 کیونکہ اس بات کی جہاڑہ و رشکبرین کو رغبت ہے۔ اور حق تعالیٰ
 نے فرمایا ہے مَا ظَنَّمُوا بِإِذْنِكُمْ أَنْ يَنْفَعُوا نَفْسًا مِّنْ نَّاسٍ
 تَحْتَهُ دَابَّاءٌ يَّعْنِي عَظَمَت اور جلالت میری چاوری ہے۔ وہ کہ یہ
 اور بڑائی میرا ہے اس میں ہے پس جو کوئی ان دونوں چیزوں میں مجھ سے نترہ
 کہے کہ تو میں اس سے گردان توڑ دوں گا۔ اور کچھ پروا نہ کروں تو پتہ پتہ
 کہ وہ بیان کرتے تھے۔ یہ بھی بھی سبب کلام تمام ہوا تو مار
 نے کہ اسے بیرون تھانے کے تم کو نہیں اسیروں کے سبب ہم پر غالب
 ابابہ علیا علیہ السلام سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میرا نام
 مار ہے اور اس میں صاحب ماروین کی حشر ہوں۔ اور تم
 نام شنس جو کہ آپ
 کے پاس اسیر سے وہ میرا مشورہ ہے اور مجھ کو اس

پر صبر نہیں جس وقت مجھ پر نگر نے جوم کیا۔ اور میرا شوق
 اس کی حسرت نہ حد فزوں ہو۔ تو میں نے اپنی عزت و
 میں مسخ ہوا اور توار میں کو دیکھا۔ تو میں نے پتھر کو تھما۔ یہ اتنا
 اور پیرو کی کا حکم دیا۔ پس میں تمہارے پاس اس نیت سے
 آئی ہوں کہ تمہارے دیں کی تعجبت کروں۔ اور اپنا قلعہ اور
 اپنے باپ کا تمہارے سپرد کروں۔ بشرطیکہ میرا قلعہ میرے
 لئے پانی چھوڑ دو۔ اور میرے امور میں کچھ تشریف نہ کرو۔
 یہاں تک کہ میں اپنے شوہر کے ساتھ اس میں مقیم رہوں۔ چنانچہ
 اس کی ان باتوں سے عیاض بن غنم نے ہمت نہ ہاری اور کہا کہ۔ اسے
 مار یہ آگاہ ہو کہ تو تمہارے پاس اس واسطے آئی ہے کہ اپنے شوہر
 کے بارے میں ہم کو رہنمائی دے۔ اور وہ میں مبتلا کرے۔ اور یہ شخص تیرا
 شوہر نہیں ہے بلکہ تیرا پس ہے۔ غرض تمام قصہ انہوں نے بیان
 کیا۔ جب اس نے یہ حکایت عیاض بن غنم سے سنی تو اس نے ہنس
 اڑ لیا۔ اور چہرہ متغیر ہو لیا اور کہنے لگی اسے میرے بہنو آقا آپ
 کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ اور آپ کو کس طرح ثابت
 ہوا کہ یہ میرا پس ہے۔ حالانکہ وہ ایک شہر یا سن
 کا بیٹا ہے۔ تب عیاض بن غنم نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ

میر نے آج کی شب خواب میں حضرت رسالت مآب
 ﷺ اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور
 حضرت صاحب نے یہ ساری حکایت مجھ سے بیان فرمائی
 مگر یہ کہ میں پوچھتی ہوں کہ اس کو دیکھو۔ اگر وہ میرا پسر
 نہ میرے بیٹے اس میں کچھ عداوت و شناخت سے جس سے
 میں اس کو پہچان لوں گی۔ پس عیاض نے اس کے لئے کہ
 حکم دیا۔ تو سعید بن زید نے اس کو لا کر حاضر کیا۔ جب مار یہ بیٹے اس
 کو دیکھا۔ اور فرمایا اس کی اس پر پٹھ کی۔ اور داغ اس کے رخسار پر
 اس کا ایک کان کچھ بڑھا ہوا پایا۔ اور اپنے پارچہ معصایہ کو جس میں جوہر
 بند ہاتھ تھا۔ معصایہ کیا۔ تو بلند آواز سے ایک نغمہ مارا اور معصایہ
 مجلس حیران و از خود رفتہ ہو گئے۔ اور مار یہ نے اپنے تنیس نمودار
 پیر پہن ڈال دیا۔ اور اس کو لپٹ گئی۔ اور کہنے لگی اس میں کچھ شک
 نہیں کہ یہ میرا درزندہ ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ اللہ علیہ وسلم اپنے
 کلام میں معادق ہیں۔ اور اس لڑکے نے جی حب اپنی ماں کی طرف
 نظر کی تو اس کے خون سے جوش مارا اور شدت گر یہ سے بہوش
 ہو گیا۔ اور کافی دیر تک وہاں بہوش رہا۔ جب ہوش آیا تو وہ اور
 اس کی ماں پھر باہم دو لوں مل کر خوب روئے۔

آخر حسیب و دور لوں خاموش ہوئے تو ایسا سنئے ان سے کہا
 کہ تم دور لوں پہ واجب و لازم ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ نے تم کو
 پر اپنا فضل و کرم کیا ہے۔ تو اس نعمت کی تلک گزری میں تم خدا
 و حدود شریک کی توہید پر ایمان لاؤ کیونکہ حق تعالیٰ جل شانہ
 شکر گزاروں کے لئے اپنی نعمت و کرامت نہ بیاہ کرتا ہے اور اس
 کی رحمت نیکوکاروں سے دیرت قریب ہے اور مذہب اس کا
 مجرموں منکروں سے دور نہیں اور تو آگاہ ہو کہ حق تعالیٰ کے
 لئے نہ کوئی حد و انتہا ہے۔ اور نہ اس کے لئے قدر بالا ہے۔ اور
 نہ اس کے لئے قبل ہے کہ اس سے کوئی شے پہے ہو اور نہ اس کے
 واسطے بعد ہے کہ وہ نہ ہو۔ تو اس کے پیچھے کوئی چیز نہ جاوے
 وہی اس ہے کہ ہستی عام کی اس پر موقوف ہے۔ اور وہی آخر ہے
 کہ وہی شایع شرف و عزت۔ چہ تار چہ تیس وقت کہود نے بیوقوف
 عیاسی بن حنم و مست تو بولوا اللہ تبارک و تعالیٰ میں کچھ نہ در ذریعہ
 منیر ہے ہاں شہر ان لا کمال لہ الا اللہ وحده لا
 شریک لہ شہر ان لا کمال لہ الا اللہ وحده لا
 بات کی گوی دیت ہوں کہ سوائے خدا کے یکتا اور ہے ہم

لئے تو نے لایا ہے خبرت

کے کوئی دوسرا اللہ پرستوں کے قابل نہیں ہے۔ اور تحقیق کر خیر صلی
اللہ علیہ وسلم رسول اور خداوند تعالیٰ جل شانہ کے سچے پیغمبر اور

نبی ہیں روایت ہے

روایت ہے کہ حبیب ماریہ نے اپنے پسر عمود کو دیکھا کہ مشرف
اسلام ہوا۔ تو اس نے بھی اس کی موافقت کی۔ اور طریق بدوی سے
بارہی۔ اور بالآخر وحدانیت حق تعالیٰ کی شہادت دہائی اور
رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر ہوئی۔ پس حبیب ماریہ نے اپنے
جماعت سبیلین کا طریقہ نبی سے کہا کہ حق تعالیٰ اسلام تمہارے
کو قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے تم دو لوگوں کو تو خیر حق مسلم و عمل
کی دیوے۔ حق تعالیٰ نے اب تمہارے دلوں کو قوی کیا
اور تمہارے گناہوں کو بخش دیا۔ پس چاہیے کہ تم از سر نو حال
شروع کرو۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس قلعہ مدیجہ پر ظفر یا بی اور وہاں پہنچنے
کی کیا سبیل ہے۔ تو ماریہ نے کہا تم نو مزد ہو کہ جو حبیب تمہارے احباب
قریب ہو ان اسیر ہوئے تو ملک بنز یا من سے ان اسیروں کو میرے
ساتھ روانہ کیا کہ میں تم سے ان لوگوں کے زاد و بجا میں اس
طفل عمود کو طلب کروں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے قلعے کی طرف سے
وقت ہی روانہ کر دیا تھا۔ اور اب ہیں ان کے پاس

جانی تھیں۔ اور ان کو اپنے باپ کے قلعہ میں بھیجتی ہوں۔ پھر
ان کو قید سے۔ پاکر کے ان کو اب میں اس قلعے کا مالک کرتی
ہوں۔

یہ بات سن کر عیاض نے اس سے کہا کہ سچ قلعے سے
تجہ لے کر حال میں توفیق دی اور تجہ کو جانت دی۔ اور البتہ
امیر نے اسی بات کی تجہ پر ہنا بیت محبت اور اس امر سے
تجہ کو سخت سدمہ اور تعجب سے اور باب پیر سے اس فکر
صائب سے میرے دل کو تسلی ہوئی۔ پس چاہیے کہ تو اپنے
فرزند کو ہمارے پاس چھوڑ کے اپنے باپ کے پاس جاؤ۔
جب تجہ سے ملاقات ہو تو بلند ہو کر کہ میں نے اپنے سارے
مکروں سے عربوں پر تمام کئے۔ مگر کوئی تدبیر بار بار نہ آئی کہ
کے پیش رفت نہیں کئی۔ اور بعد ازاں اس بات کے پھر جس
وقت تو ہمارے اصحاب کے پاس جاؤ۔ اس وقت جو کہ
سبغاح و صواب و یرتیر بہتر ہو دہل میں لانا۔ اس سے
کہ کہ رہگوں میں سے سنا کہ وہ پیشیم بجلاؤں گی۔ بعد ازاں
ماریہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے پاس چھوڑ کر اسی شب مادیہ
کی طرف روانہ ہوئی۔ جب وہاں گئی تو معلوم ہوا کہ

پھر اس کا رسول ملک کی خدمت میں بوقت اس طرح روئے کہ
 اور اس صاحب سے اس کی ملاقات ہوئی کہ جس کے ہمراہ
 اسیران اس اسلام گئے۔ اور اس نے اسیروں کو قلعہ رسول
 میں پھنپا دیا۔ حاجت مائل ترمین مردم تو ریت و انجیل و زبور
 پڑھ رہا تھا۔ اور منہ نام میری امرت کہرا بہر بہت۔ اور
 اس نے وہاں ایک منہ بہت لہجے پھتر کے سفونوں پر ایک
 سقف مسطح کے اوپر قہ بنایا تھا۔ چنانچہ اس بابہ نے
 یہ نہینے سے پڑھ رہا تھا۔ اور نہینے سے پڑھ رہا تھا۔
 تھا۔ اور اس نے میں لکھا دیا تھا۔ اور اس نے میں دوسرے آسمان
 کے گھٹنے۔ جب وہ قہ پر چڑھا تھا۔ تو نہینے کو اوپر بکھینچ لیا تھا
 اور یہ خبر اس کی مشہور تھی۔ اور پھر چا اس کی عبادت اور نہینے
 کا ہر ایک کی زبان پر مذکور تھا۔ پھر جب لشکر اسد
 طرف ان بلاد کے منسوب ہوا اور ملک خابور پہنچا تو قہ کے فتح ہوا
 اس وقت کہ وہ اس قہ کے اجتماع خلائی ہوا۔ اور کہنے کے اس
 باپ ہمارے سب افواج کے۔ یعنی اس بزرگوار
 نیک اور پاک ہستی اور اس کے سارے آئندہ رہبر آپ
 ہمارے حق میں کیا مشورہ دیتے ہیں کہ جو ہمیں سنے رہی

بہا نیا رٹ لیا ہے۔ اور وہ لوگ فتنہ ملک تمام اور کثیر حقائق
 سرچکے۔ اور اب تمام کی سرحد و زمین میں پہنچے ہیں اور
 وہ ہیں صورت ہم کو یا تدبیر لریں۔ یہ سب ان کرو و یا سب اپنے
 تہ سے تہ سے لگا۔ اور پورا۔ اسے کرنا لگی۔ یہاں فتنہ میں
 اور کثرت خدا کی فتنہ باطن ہم پر نماز ہیں کہ تم لوگ اپنے باطن
 میں یہ ظہور ملے ہو۔ اور کرو ہیں مذاہق کی مہربان رہا۔ اسے
 جیسا کہ ہیں۔ یہی تمہارے طبع میں ملے۔ اور یہی حقیقہ السلام ہے۔ تم کو
 تمام امتوں پر نصرت بخشتی ہے۔ اور یہی امتوں کا منہ تم سے پھیر
 دیتا ہے۔ اور تمہارے زمین کے طول و عرض کو وسیع کرتا ہے۔ یعنی
 تمہارے ملک کو بڑی وسعت دے گا۔ یہ سب انکے نام اپنے کاموں
 کو مکمل کرتے ہیں۔ اور یہی کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور تم
 ان کاموں کو سزا اور عذابوں کی داد دیتے رہا۔ اور ہم یہ حق
 کرتے ہیں۔ اور اپنی شریعت کی پیروی کرتے ہیں۔ اور اپنے
 نفوس کو حرام خوردگی اور زنا کار کا سے بہرہ نفع و باز رکھتے
 ہیں۔ اور اس کے بعد پھر سب کہ تم نے ان سب باتوں
 کو پس دیا۔ اور اپنی شریعت قائم کر کے اس کی پیروی کی
 کرتے رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی برکتوں کو بھی تم سے

بدل ڈالا۔ چنانچہ انجیل بھی اور انجیل مرقس میں لکھا ہے۔ کہ جو کوئی
 احکام حق کی پیروی کرتا ہے۔ اور اپنی زبان کو راست گوئی پر رکھتا ہے
 اور اپنے پیروکار کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ اور ان اعمال کی امانت
 اور اس کی غایت کو اپنے نفس پر لازم کرتا ہے۔ اور کسی کی امانت
 میں خیانت نہیں کرتا اور اپنی نماز و عبادت بطریق و راءے
 بحسب لائق ہے۔ اور موافق اپنی شریعت کے
 عمل کرتا ہے۔ اور اپنی خواہشات نفسانیہ کی
 پیروی نہیں کرتا ہے۔ تب زبد اس کا اس کی تمنا کو
 پہنچتا اور پہنچاتا ہے۔ اور جس نے جو جو جھٹلی اور غلام
 و جبر و مار رکھا۔ اور جو کوئی طریق حق سے منحرف ہوا۔ وہ
 بہت جلد ہو گا۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنا قاتل ہو گا۔ اور وہ
 خانہ خراب ہو گا۔ اور ان کا باعث اس کی کھار کی کھو
 گا۔ اور خوف اس کا پیرا بن ہو گا۔ یعنی وہ ہمیشہ خوف و
 خطر میں رہے گا۔ تو ریت میں مرقوم ہے کہ ظلم مذکور۔ خدا
 ظالم کو درست نہیں رکھتا۔ یعنی اس پر مہربانی نہیں کرتا
 اور میں نے سنا ہے کہ قرآن شریف میں بھی یہ حکم ہے
 إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَاكُمْ

یعنی تم انعاماتے مسندوں کے کاموں کی اصلاح بخیر نہیں کرتا پس
 ضروری ہے کہ تم اپنے کاموں کو راہ صلاحیت بجا لاؤ اور جو
 خدا بیشہ پیش نظر رکھو۔ اور اپنے اہل اور اپنے خاندان کی حمایت
 کے لئے قتال کرو۔ اور بنی الی شریعت کا اتباع کرو۔ اور
 اپنے دشمنوں سے بھاؤ کر کے کو باہر نکلو۔ اور اس لئے کہ
 جمیع عبادات امور دنیا سے بھاؤ افضل ہے اور جو کوئی اعلیٰ
 دین سے بھاؤ کرے گا تو اس کی جگہ بہشت میں ہے۔ اسے
 قوم آگاہ ہو کہ میں اپنے اس مقام سے اترا ہوں۔ پس تمہیں
 ضروری ہے کہ میری ہمراہی سے پیچھے نہ رہو بھاؤ۔

یہ کہہ کر اس نے وہ زینہ ریشمی نیچے ٹکا دیا اور انرا یہ
 جب لوگوں سے اسے نیچے اتارے ہوئے دیکھا۔ تو با او ب سلام
 پیش آئے۔ اور اس کے دست و پا کو یوسہ دیا۔ وہ راہب
 ان سب کو رلان کنیہ و مائر کنیہ بازار کے لئے گیا۔ اور اس
 کے اندر ایک راہب رہا کرتا تھا۔ چنانچہ اس راہب
 نے اس راہب ویر طرح کو اس کے نام لے کر پکارا اور کہا یہ
 عبادت کا وقت نہیں ہے۔ تو یہ سن کر وہ راہب
 اس ویر سے باہر نکلا اور ہمراہ ہولیا

وہ راسب اول جو بہت سے آدمی اپنے ہمراہ لایا کرتے تھے۔
 اس دوسرے راسب کے منصبین کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس
 کی آمد سن کر مدینہ فرقیافس استقبال کو نکلا۔ اور وقت ملاقات
 کے اس کے سامنے پیدا کیا اور مصما مخ کیا۔ اور اس کے ہمراہ
 مسجد رضائے تنک گیا۔ وہاں دیر یعقوب کی زیارت کی اور ابن
 منصبین وڈر کر اس کے پاس جمع ہوئے۔ اس وقت اس نے ان
 کو رخط و پند سنایا۔ اور جواد کا حکم دیا۔ بعد ازاں عازم راس
 العین ہوا۔ اور اس کی خبر اسوس بن ہمارس کو پہنچی۔ چنانچہ جس
 وقت عبداللہ بن عثمان اور اصحاب اُن کے اسیر ہوئے۔ تو وہ
 سب اسی راسب کے ہمراہ کہ اس کا نام متبیا بن عبدالہیج تھا
 بھیجے گئے تھے۔ اور اس سے اثنا کے راہ میں مار یہ نے ملاقات
 کی تھی۔ جیسا کہ اس سے ذکر ہو چکا ہے۔ اور اسی کو مار یہ نے
 حکم کیا تھا کہ ان سب قیدیوں کو ہمارے قلعہ میں لے
 جاؤ۔ تو جب متبیا بن عبدالہیج ان قیدیوں کو لے کر
 مار یہ سے جدا ہوا۔ اور دور پہنچا۔ تو اتفاقاً مار یہ کو
 باپ بھی اسی فواح میں اپنے لشکر کے ہمراہ۔ اور سب کے ساتھ
 کی اور حال پوچھ کر اب کوہر سنا تا ہے۔ اور کس لئے جاتا ہے۔ تو اس نے

بیان کیا کہ مک شہر یاصل نے ان اسیروں کو میر کے سامنے
 پیش کیا ہے۔ تب ارموسس نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے
 کہا کہ تیا بن عبدالمسح ہوں۔ جب ارموسس نے یہ باتیں سنیں
 تو بہت مسرور ہوا۔ اور کہا کہ قسم ہے۔ مجھ کو اپنا دین
 کی کہیں نہ مانہ دیا نہ سے تمہارا منتظر و مشتاق تھا۔ اور تمہاری
 راستے اور صواب و بیر کی تہنیتی۔ بالخصوص تم ان لوگوں کو میرے
 قلعہ میں سے بڑا کر پڑا چارہ اور تمہیں بذات خود ان قیدیوں
 کی سخت ظلمت پر ہنسنے کی جگہ یہاں تک کہ کوئی حکم ہمارا تم
 پر صادر نہ ہو اور ہمارا یہ حکم تم کو چھوڑ دینا۔ اسباب سے مبادیوں
 کے لئے جا کر قلعے میں پہنچا یا اور زندان میں قید رکھا۔ اور
 زندان کی حراست میں متعدد رہا۔ اکثر اوقات ان کی حسرت
 عبودیت پر نظر کیا کرتا تھا۔ اور ان کی بڑبڑتلاؤں سے بھی
 کہ خوشنوازی و ہمت سے نہ کر تا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز ان
 کی طرف متوجہ ہو کر مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم لوگوں کے یہاں
 روز و شب میں کیا کیا کرتے ہو؟ اور کتنے مریض ہیں۔ عبداللہ بن عثمان
 نے جواب دیا کہ پنج گمانہ نماز ہم پر فرض ہوا جب سے ہر آدمی
 سے بجا ہوا اس لئے کہ ہر جو کو خواب آ کر سے سختی سے آواز دے اور کھنکھائے
 مغلطت سے زبانی آواز دے

نروہ دور رخ سے نیک گما - چنا پڑ حق تعالیٰ اپنی کتاب میں
 وریا تا ہے - *حَافِظُوا عَلٰی الصَّلٰوَاتِ وَالصَّلٰوَاتِ الْوُسْطٰی* و
 نور مؤید تین طبعی محافظت کرو - اپنی نمازوں کی ضائع
 و فضا ہوکنے سے خاص کو محافظت نماز و درمیان وانی بین عصر
 کی کہ دو ماہین ظہر و مغرب کے ہے - اور بعض روایت میں مرہ
 ہے - نماز صبح کی کہ وہ ماہین دو نماز رات دو نمازوں کے
 ہے - اور بعض روایات میں مراد ظہر ہے جو ماہین صبح و عصر
 کے ہے - اور ہمارے بھی *صَلِّ اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم* نے فرمایا ہے
الصَّلٰوۃُ صَلَٰتُ مَا بَيْنَ الْعَبْدِ وَرَبِّہٖ فَبَیِّنْ اِجَابَہُ اللہُ
وَقَبُولُ الْعَمَلِ وَبَرَکَۃٌ فِی الرِّزْقِ وَرَاحَۃٌ فِی الْاٰثَرِ ان دوسروں
 بَیِّنَہُ وَبَیِّنَ الْاَثَرِ ثَوَابِ فِی الْخَبَرِ ان دوسروں علی ایضاً علی -
 یعنی نماز درمیان بندگمان اور پروردگار کے ایک سلام ہے
 اسی نماز میں دعا قبول ہوتی ہے - اور اعمال مقبول ہوتے ہیں
 اور برکت و وسعت رزق ہوتی ہے - اور بدن کو راحت
 و صحت حاصل ہوتی ہے - اور وزن میزان میں بیٹھ جائے
 ہے - اور پھر اہل پرینزی سے گزرتے والی ہے - اور جو
 جنت کی پس بہ سب امتوں پر فرض اور واجب

بھی گمراہ لوگوں نے اس حکم و فرض کو ادا نہ کیا۔ بلکہ ان
 میں اقتضیر و کمی تھی۔ یہاں تک کہ اس نماز کو حق تعالیٰ نے ہم
 پر فرض کیا ہے۔ سو ہم نے ادا کیا۔ اور یہ نماز جامع و مجموعہ
 جمیع مہامات و عبادات کی ہے۔ بنجاء ان عبادات کے ایک
 عباد ہے۔ نمازی کو یا کہ وہ تو منوں کے جہاز عباد کرنے والے
 ایک نفس مارہ اور دوسرا شیطان مرتد اور روزہ بھی نمازی
 کے متعلق ہے۔ نمازی نہ کھاتا ہے۔ نہ پیتا ہے۔ اور سوائے روزہ
 کے اُمی نماز میں نہ تکبیر نہ سنا جاتا ہے۔ یعنی نمازی اپنے
 پروردگار کی مناجات سے دست بردار ہوتا ہے۔ اور اس نماز
 سے حج کو بھی علاقہ ہے۔ اور حج کیلئے کہ قصد حرم کرتا ہے۔ طواف
 بیت الحرام و کعبہ کے۔ پس نمازی عازم ہوتا ہے۔ طواف بیت
 کے۔ یعنی علاوہ حج کے نمازی اپنے پروردگار ملکوت سے شرب
 پاتا ہے۔ پینا پیتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وادھبہ۔ فاشرب فیہ
 تجدہ کر کے تعرب حاصل کر۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ تمام فخریات کو حق تعالیٰ نے زمین پر

منہ اردہ۔ لے ڈال دینے والی چیزیں ۱۲ اس آیت کی تفسیر
 سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔ لہذا ہر قاری سجدہ کرے۔ یعنی ایک
 تکبیر کہہ کر سجدہ میں جودے اور پھر تکبیر کہہ کر سجدہ سے اُٹھے۔ اس
 میں رفع یدیں اور تشہد سلام نہیں ہے۔

(در مختار ۱۱۲ بوشید عفی عنہ)

واجب کیا ہے۔ سو اسے نماز کے کہ اس کو آسمان پر بھی
فرشتوں کیا ہے۔ اور میں جس وقت خدا کے حضور میں
حاضر ہوں، یعنی معراج شریف میں تو فرمایا کہ اسے نماز
صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو جمع انبیاء پر فرمائی کہ
سو تم نے اس کو تیری امت کے پتہ دیا۔ اور یہ نماز
جمع طاعات و عبادات کا جامع کیا۔ اور یہ فرمایا کہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرائیل
علیہ السلام آئے اور محمد سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھڑے ہو اور جس شریعت کہ میں رسول آپ بھی دیا
ہی ہے۔ سو جبرائیل علیہ السلام نے بڑھ کر دو رکعت
نماز پڑھی۔ اور جمعہ سے کہا کہ یہ نماز جمع جمع پس یہ
نماز اول ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام صلوٰۃ اولی
ہو۔ بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام نے دوسری نماز
پڑھی۔ جس وقت کہ ہر شے کا سایہ اس کے منہ و
برابر آیا۔ اور محمد سے بیان کیا کہ یہ نماز ظہر ہے۔ بعد
ازاں اول و ثانی نماز عصر پڑھی اور کہا کہ یہ نماز
عصر ہے۔ بعد ازاں پھر یہی نماز پڑھی یعنی کمر
جس وقت سورج زردی ہوا۔ یعنی جب دھوپ
زرد ہو گئی۔ بعد ازاں پھر جس وقت آفتاب

غروب ہوا تو نماز پڑھی اور کہا کہ یہ نماز مغرب ہے۔
 بعد ازاں جس وقت شفق ہوئی تو نماز صبح پڑھی۔
 پھر نماز پڑھی اور کہا کہ یہ نماز شام ہے۔
 بعد ازاں پانچویں مرتبہ نماز پڑھی۔ اور اس وقت کہ
 نوادہ سوتی تھی۔ تو کہا یہ نماز صبح ہے۔ بعد ازاں اسے
 بنی اللہ سے کہہ کر فرمایا کہ تمہیں فرض میں
 تھیں دو دو رکعت۔ پھر زیادہ ہو میں تھیں پھر
 نماز صبح پڑھنی کہی۔ اپنی محنت پر۔ اپنی وہ جو
 کہ تھیں زیادہ کی گئی تھیں۔ سفر میں فرض کی گئی۔
 یہ سن کر متب سے عبد اللہ بن عثمان سے سوال
 کیا اسے۔ اور غریب تہ جو اپنی نمازوں میں تکبیر
 کے ساتھ دونوں ہاتھ اٹھاتے ہو۔ اس کا باعث
 کیا ہے۔ اور اس کے معنی کیا ہیں۔ عبد اللہ بن عثمان
 نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا۔ کہ دو بنے داما جو کوئی چیز
 پائے۔ تو اپنے ہاتھوں کو اس طرف منہ پاتا ہے۔
 اور جہت ہے کہ اس کے ساتھ ایک ہاتھ ہوتا ہے۔
 سے نباتت اس پاؤں سے اسی طرح ہوتا ہے نماز میں اپنے
 ہاتھ غلیظ و ریائے گندہ و خطا سمجھ کر اپنے دونوں
 ہاتھوں کو اٹھاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اسے میرے ہاتھ

منہ دوسری حالت میں نہایت خفیر۔ چہ سوئے کے وقت پڑھی جاتی ہے ۱۲

تیری دستگیری کر کہ میں خطاوں اور گناہوں
 کے دریدوں میں قوت ہوں اور میں ہلک
 کر تیری طرف رجوع کرتا ہوں :
 لیکن معنی تلاوت نمازیں یہ ہے کہ خواب
 یعنی ہم کو نئی و مہربان ہے۔ درمیان بندہ و
 اس کے پروردگار کے اور معنی رجوع کے یہ ہیں
 کہ میں تیرا بندہ ہوں میں نے اپنے پیوڑ کو
 تیرے طرف رجوع کیا ہے اور سرانجام روح سے
 اور بہت تبتا لای الحمد للہ یعنی اسے پروردگار میرے
 لیے تیرے حق واسطے تمام حمد ضرور ہے۔ اس
 کے یہ دروست ہے کہ میں تیری تعریف کرتا ہوں۔ تیری
 سرخشاہی پر کائنات ہوں سے حق سبحانہ تعالیٰ کو یاد
 فرماتے۔ اذنبت۔ کیا تو نے گناہ کیا تو جہنم
 لے کر۔ اذنبت میں تیرا بندہ نہیں۔ میں حق
 ماننے ٹھہرتا ہوں۔ کذا عذبت من الذنوب۔ کہ
 میں نے تیری نیکو خاص کی گناہوں سے اور تیری
 سجدہ اقل کے اور زمین پر پیشانی رکھنے سے
 مراد بندہ کی یہ ہے کہ اسی نہ ہیں میں بت
 تو نے مجھ کو پیدا کیا۔ اور زمین سے سرخسے
 کے معنی یہ ہیں کہ تو نے مجھ کو اس سے بنا
 در سجود شامیہ سے یہ غرض ہے کہ مجھ

مجھ کو اسی خاک میں مل دے گا۔ اور میرا بھائی
 دوسری بار نہایت اس سے یہ ہے کہ پھر تو
 دوسری بار مجھ کو اسی نہایت سے نکالے گا۔ اور
 سزا دہنی جانب سے مراد یہ ہے کہ پروانا
 میری توبہ میرے اعمال میرے واسطے ہوتے ہیں
 دیا جاوے۔ اور میرے باپش ہاتھ ہیں نہ ہاتھ
 کیوں کہ دوزخیوں کا نامہ اعمال باپش ہیں دیا
 جاوے گا۔ اور جب کتاب اعمال رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش ہوتی ہے
 تو یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز پنجگانہ کی نفست
 کرتا ہے۔ اس کی مشابہت یہ ہے کہ ایک نہر جاری
 ہے۔ جو کوئی تم میں سے سرور و نہ پاگیا نہ نہ
 غسل کرے کیا پھر اس کی کثافت سے پاک نہ ہوتی
 رہ جاتا ہے۔ پس یہی حال نماز پنجگانہ کا ہے کہ
 بندے پر کوئی گناہ باقی نہیں چھوڑتی۔ اور
 کہ جب متیاسب نے کلام عبد اللہ فرمایا
 تو کہنے لگا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب
 تم لوگ حق پر ہو۔ اور شک نہیں کہ دینا سب
 کا حق ہے۔ اور قول تمہارا صدق ہے۔ کہ
 کے بعد وہ اسلام لایا۔ اور بعد اسوقت سے عمرہ
 کے بارہ بھی پہنچ گئے۔ کیوں کہ اس کو مسند

جو گیا۔ کہ صحابہ اُس کے باپ کے قلعہ میں قید
 ہیں۔ پھر جب کہ بالائے قلعہ پہنچے تو اپنے باپ
 کے کھانوں میں آئے۔ اور ساری رات صحابہ
 کے قفق میں بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو تین
 اُس کے پاس آیا۔ اور باپ سلام کیا۔ واپس
 نے اُس سے کہا کہ اُسے قفق عربوں کے ساتھ تو
 تے کیا معاملہ کیا۔ اُس نے کہا۔ اُس نے سنا کہ جب
 تک ملک کچھ رائے نہ دیں۔ میں نے حراست
 استور میں رکھا ہے۔ واپس نے کہا والند تم نے
 کچھ کوتاہی اور کمی نہیں کی۔ لیکن اب نواں کو
 ہر سے بیچہ یعنی مسجد میں ہمارے ساتھ کر
 دے۔ وہ ہماری حسن عبادت کو دیکھتے ہیں
 اور ہمارا بھائی کا ٹپھنا نہیں تو کیا عجب ہے۔ کہ
 وہ ہر سے دین میں داخل ہوں۔ جو حسب فرائض
 واپس سے بتایا ان صحابہ کو بیچہ میں لے گیا۔ جب
 رات ہوئی تو واپس بیچہ میں آئی اور صبح پریش
 لئے اللہ تعالیٰ و سلمہ کو دیکھا کہ وہ سب کے
 پاس میں نہ نہیں ہیں۔ اور اُس جب کہ موئے
 شہ کے اور کوئی غیر نہیں بٹھے۔ تب واپس نے

کہا۔ اے متیا تو ہمارے عہدے دین ہیں سے ہے اور
 تجھ سے امر حق پوشیدہ نہیں ہے۔ اور تو ان لوگوں
 کے دین سے بھی مطلع رہتا ہے۔ پس تو بیان کر کہ
 ہم حق پر ہیں یا یہ لوگ؟ متیا نے کہا۔ اسے ملکہ
 حق پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ لوگ حق پر ہیں۔ تب ماریہ
 نے اپنا تمام گزشتہ بیان کیا۔ اور متیا نے
 بھی۔ پس متیا نے کہا۔ اے ماریہ جس مقدمہ میں
 تو لائی ہے۔ اور جو عہدہ تو لائی ہے۔ اس کو وذا
 کر۔ پیش کر اس کے کہ تو اس کو مذنب کرے اور
 اس پر تجھ کو دسترس نہ ہو۔ یعنی پیش از وقت
 اس کام کو لے کیوں کہ تو اس قوم کا صدقہ بیان اور
 صدقہ دین دیکھ چکی ہے۔ اور حق تعالیٰ نے تجھ کو
 تیرے سپرعمود سے بلا دیا۔ پھر جس وقت ماریہ
 نے یہ باتیں راز میں متیا سے سنیں۔ تو حیرت میں
 ہوئی۔ اور کہنے لگی کہ تجھ کو یہ اسرار کہاں سے
 معلوم ہوا ہے۔ متیا نے کہا۔ میں نے یہ کیفیت خود
 میں دیکھی ہے۔ اور اس سے وہ تمام احوال بیان
 کیا۔ کہ گویا وہ دیر خود حاضر تھا۔ تب ماریہ
 سجدہ شکر بجالائی اور اٹھ کر صابہ کے زبیر کھول
 دیئے۔ اور ان کو ہتھیر دے دیئے۔ اور متیا
 کو حکم دیا۔ کہ تو ان لوگوں کی تعظیم اور تہلیل کر

اور میں امر کی فکر و تدبیر کرتی ہوں کہ والئے قلعہ
کو کیوں کوگر قلعہ کریں۔ اور قلعے پر کس طرح مسلط ہو
جائیں ؟

بعد ازاں ماریہ نے اُس قلعے کی راہ لی۔ اور اُس قلعے
کا ایسے شخص کو والی کیا جس سے اس کا اطمینان تھا
اور قلعہ سے ان لوگوں کو جن سے خوف و اندیشہ
رہتی تھی نکال دیا اور اس قلعے کو بند و بست سے
منہج کر کے اور ادھر متیانے صحابہؓ کو بیچہ المذبح میں
مستمان کیا۔ اور اُس سے کہہ دیا کہ کل جس وقت
صبح ہو اور والئے قلعہ کو نماز و نماز نصاریٰ سے
مراد ہے، اُس کے لئے آدھے تو ان حاضرانِ بیچہ پر دفعہ
یکل پڑو۔ حق تم کو ان پر نصرت دے گا۔
جب صبح ہوئی اور والئے قلعہ اپنے خواص کے
بمراہ نماز کے واسطے بیچہ کی طرف نکلا۔ اور اجتماعِ مردم
کے واسطے ناقوس بجانے شروع ہو گئے۔ تب
کس یعنی قیس سردار ترسیاں جو کہ اُس وقت
پر مالک بیت المذبح کا مقام آیا تاکہ دروازہ و مذبح
کا کھولے اور قربان گاہ کے پاس جاوے۔ پھر جس
وقت اُس نے مذبح کا دروازہ کھولا تو یک بہ یک

۱۰۶ قاری پالمینا۔ ۱۰۶ قربان گاہ شد سکھ ۱۰۶

عبد اللہ بن غسان مع اپنے چاہیوں ہی اصبہ کے
 نکال پڑے۔ اور یک بار گلی سب نے پکار کر تبیر
 کہی۔ کہ قلعہ میں ان لوگوں میں جو کہ وہاں مقیم
 نہ لڑ رہے تھے۔ اور مسلمانوں نے ان
 میں خوب یہ قتل کرنے کی۔ اور ان تمام کو
 قتل کیا۔ اور قلعے پر اور جو کچھ اُس میں تھا سب
 پر ہی قبضہ کیا۔ چنانچہ رعایا نے یہ شور مچا دیا
 کہ یقین کیا کہ اہل اسلام قلعہ پر مسلط ہو گئے۔ تو
 سب بھاگ گئے۔ کہ جب مارے گئے یہ تبیر شور
 مچا تو یہ یقین کیا کہ قلعہ اُس کے پاس تھا۔ مسلمانوں
 کے قبضہ میں آ گیا۔ تب اپنے قلعہ کا دروازہ بند
 کر لیا۔ اور شخص منہم کو پاس عیاض بن غنم کے
 روانہ کیا۔ اور اپنی حسن تدبیر سے ان کو آگاہ کیا
 انہوں نے حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر دیا۔ اور
 اکثر مردم مفید و ریاض ملک شہر یاض کے گئے۔
 اور اُسے خبر دی کہ قلعہ ماروین پر مسلمانوں نے یہ
 عمل کیا ہے۔ اور اُس پر سخت قلق اور عدم ہوا
 اور اپنے زوال ملک کے پورا یقین کر لیا۔ اور اُس
 کے دل میں رعب سمجھا گیا۔ اور اُس کے لشکر پر
 ہیبت غاری ہو گئی۔ اور اُس کو بھی خبر
 روانہ کی کہ ان کا قلعہ چھین گیا۔ اور خدا نے اُس

کالٹ گیا۔ پناہ خانہ اس نے امر کو تا شب مخفی رکھا
 اور جس پر اس کو اعتبار تھا، اُن کو ہمراہ لے
 کر یہ طلب کشمیر حراں روانہ ہو گیا، پس دوسری
 شب کو وہاں پہنچا۔ اور جب قریب پچاس بجے
 کے آیا تو گھوڑوں نے روکا۔ اس وقت اسوس
 نے اُن لوگوں پر شور کیا۔ اور کہا کہ دروازہ کھول
 دو اور دیکھو کہ بطریقِ دوسرے ہے۔ اور اُن کی غرض
 اس سے یہ تھی کہ اُن کا پہلا بطریق ہے۔ تب گھوڑوں
 اور دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور اسوس
 داخل ہو گیا۔ اور مالک شہر ہوسیا۔ یہ خبر مت
 اطراف و اکناف میں مشہور ہو گئی۔ کہ اسوس
 صاحبِ ماروین اپنے حیلہ و حکمت علی سے حراں
 کا مالک ہو گیا۔ پھر وہ تمام لوگ اس کے پاس
 دوڑ پڑے جو طالبِ دیوان تھے۔ یعنی طالبِ ایسے
 شخص کے تھے جو کہ لوگوں کو جمع کرے۔ پس ان سب
 کے اجتماع سے اسوس کے پاس بڑا بڑی لشکر
 جمع ہو گیا۔

فتح الیوان کسرے

شہر ہمیشہ کو فتح کر کے سعد بن وقاص تین
 دن تک وہاں پر قیام کر کے ساحلِ دریا کی
 طرف چلے گئے۔ تو وہاں جا کر انہوں نے یہ ارادہ
 کیا کہ توگوں کو دیا سے پار اتار کے لے جاویں۔
 اور اُس طرف شہرِ اسبانیہ میں پہنچیں۔ لیکن
 کوئی کشتی بہم نہ پہنچی۔ تاہم چند دن وہاں
 یہ رہتے رہتے پڑا۔ اکثر لوگ سعد کو تیر کر پار اترنے
 کی ترغیب دیتے تھے۔ اور اصرار و تلقین
 کرتے تھے۔ مگر وہ مسلمانوں پر شفقت کر کے تامل
 رکھتے تھے۔ اسی عرصہ میں ایک آدمی گروہ گبر
 سے سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور ایسے
 گھاٹ کی طرف رہبری کرنے لگا۔ جہاں پانی کا
 زور تھا۔ تو سعد نے انکار کر دیا۔ کہ دریائے
 عمیق سے۔ میں مسلمانوں کو اس فریب اور دھوکے
 میں نہیں ڈالوں گا۔ خداوند تعالیٰ ان کیواسے
 کچھ اور ہی سامان کر دے گا۔ چنانچہ وہ اُسی قدر
 واندیشہ میں رہے۔ کہ چائیک ایک اور گبر

سامنے سے نمودار ہو گیا۔ کپڑے گیلے اور پانی ٹپکتا تھا۔ تب سعید نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں احوال کیا کہوں ہمارے بادشاہ نے اپنے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ اس اسلام کو یا دریا اتر کر اس کے پاس جا پہنچے ہیں۔ اور اس کو یقین ہو گیا ہے۔ کہ میرے ملک میں زوال آوے گا۔ وہ وہاں سے بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اس بندوبست میں ہے۔ کہ اپنا مال و متاع لے کر نراسان کی راہ لیوے۔

یہ خوش خبری مشر سعید نے مسلمانوں کو جمع کیا بعد حمد و ثنا خدا تعالیٰ کے خطاب کیا کہ اسے مسلمانوں دیکھو دشمن تمہارا بے مدد کشتی تدری بنیاد کی کشتی میں اتر آیا۔ اور کہتا ہے۔ کہ کسریٰ محال و اسباب ہی خرابی کو ہباکت چاہتا ہے۔ اس صورت میں میں تو اللہ تعالیٰ پر کر پا جان چاہتا ہوں۔ اور تم خوب جان لو۔ کہ اب تمہارے پیچھے کوئی ایسا نہیں رہا جس کا تم کو خوف ہو۔ اس لئے حق تعالیٰ نے تم کو تمام ہی شہروں کو ہب کیا۔ اور میری رائے میں آتا ہے کہ بساوی دریا اس

پار میں بھی ان پر جانچوں اس بارہ میں تم لوگ
 کیا کہتے ہو؟ یہ بات سن کر سب اصحابوں نے
 جواب دیا کہ حق تعالیٰ آپ کے ارادے کو اس
 بلند ہمت پر قوت بخشتا ہے۔ اے اللہ کیجئے جو کچھ
 موافق ارادہ الہی ہے۔ تو سہل سے کہہ دیا کہ خداوند
 کریم تم پر رحم اور مہارمی نصرت کرے۔ تم میں سے
 کون پہلے عبور کرتا ہے۔ اور کون مقدم بشوری
 ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے واسطے پان کا اندازہ
 لیوے۔ کہ کدھر سے پانی ہے۔ اور اسی نشان پر
 اس پار جا کر سب دریا گذرا ہو۔ تاکہ اسی نشان پر
 گذر کے اس سے جا ملیں۔ اس بات کہ سنتے ہی
 عاصم بن عمر دریا میں اترے۔ ان سے پیچھے پیچھے
 سوار اہل غزات ہیں سے ہمراہ ہوئے۔ جو کہ
 مشاہیر سے تھے۔ ان کا فخر اور بہادری مشہور
 تھی۔ اور اس قبیلے کے عام لوگ بھی آکر دریا
 کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ آپ فرما جو بقیع
 بن عمرو مشہور تھے۔ وہ بھی عاصم بن عمرو کے ساتھ
 دریا میں کود پڑے۔ روایت ہے یوسف بن عبد اللہ علی
 نے یوسف بن عاصم اور شرجیل اور ابو مرقان و سہیل و مالک
 بن کسب الہمدانی اور مثل ان کی دیگر اکابر قوم تھے۔ اور
 گھوڑوں پر سوار تھے۔ جب ان سب نے گھوڑے

دریا میں ڈالے تو ان کے پیچھے پیچھے چند عمو ساتھ
 آؤںی و تہہ میں آئے پندرہ اور سب سے اولین نام
 ان دلاور البرمقون و شرجیل و مالک بن کعب اور
 ایک لڑکا بنی السمارت سے کھنا دریا میں اترے
 جس وقت عجیبوں نے ان لڑکوں کو دیکھا کہ قریب
 تر آگئے ہیں تو انہوں نے بھی ایک جماعت جوڑ کر
 کیا تیار ہوا۔ جو کہ ان کے ہی مقدم اور برادر تھے
 ان سواروں کے بھی گھوڑے دریا میں ڈال دیئے
 تو لشکر سعد سے پہلے عامر بن عمرو نے تپہ پر پہنچا
 تو اپنے اصحاب سے پکار کر کہا کہ ان گہرے دنیوں و
 نیزے مارو۔ تاک کہ ان کی آنکھوں میں آتی مارو
 جس وقت عجیبوں نے یہ کلام سنا کھانٹا اور
 اہل فارس نے بھی دیکھا کہ لباس غریبوں کے تریں ہیں
 ایسے ہیں۔ جیسے نسکی ہیں۔ وقت نیزہ بازی و تیغ
 زنی کے چہرے دلے زحمت ہر تے ہیں۔ یعنی ہر وقت
 جنگ اُٹھتے نہیں ہیں۔ یہ احوال دیکھ کر پس پست
 ہما گئے۔ اور سناؤں نے ان کو قتل کیا اور انہیں
 اپنے آگے دھر لیا۔ اور یہاں تک کہ اکثر ان کو قتل
 بھی کیا۔ اور بس قدر وہ لوگ دریا کے کنارے گئے

اُن میں سے بہت مختصر سے پہاؤں کے پیکر گئے۔ آخر کد
 فارس کی جانب سے ساحل دریائے کی جانب
 اہل اسلام مسند ہوئے۔ اور باقی جماعت مسلمانوں
 کی دریا کے کنارے اُس پار تک جا رہی تھی چنانچہ
 جب سعد و اُس پار پہنچے تو معلوم ہو گیا کہ اہل
 اسلام غالب آئے۔ دشمن مغلوب ہوئے۔ تو
 مسلمانوں کو اذن عام دیا۔ کہ اب تم بھی دریائے
 میں اہل چور۔ و رحتی تعالیٰ سے امانت طلب
 کرو۔ آخر وہ تمام لشکر و جلد میں کود پڑے۔
 اُس وقت و جلد نہایت موجزن اور بڑے
 زور و پر ہوا۔ مگر اہل اسلام اپنے عزم میں کابل
 کو شیش کر رہے تھے۔ اور موت و لظم کردار
 سے کچھ خطرہ نہ رکھتے تھے۔ بلکہ انہیں ایسا معلوم
 ہوتا تھا کہ زمین پر چلتے ہیں۔ اور اہل فارس پر
 اس طرح جا کر پڑے کہ ان کو کچھ شمار اور خاطر
 میں نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ان سے سخت مقابلہ
 کیا۔ روایت ہے کہ لشکر سعد میں سے چہوڑوں نے
 جلد سے عبور کیا۔ وہ سب آدمی گئے کہ گروہ گروہ
 ہو کر نکلے تھے۔ تو ان میں سے ایک زمرہ تو لو
 آدمیوں کا تھا۔ اور ان میں سے اول مقدم
 حاصم تھے۔ دوسرے زمرے میں دس

آدمی تھے۔ اور تیسرے غول میں تینتیس نفر تھے
 اور غاصم کہتے تھے کہ ہم نے وجہ کو سواروں پیادوں
 اور چوپایوں سے ایں ڈھانپ لیا تھا کہ جب ہم
 پار اترے تو کثرتِ ذباب سے دریا کا پانی نضر
 نہ آتا تھا۔ اور گھوڑے بھی ہمارے پانی سے
 نیکل کے اپنی دم کے بال ہاڑتے تھے اور ہر
 لب دریا پہناتے تھے۔ اور بولنا ان گھوڑوں
 کا از روئے الدم من جانب الشدقتا۔

روایت ہے کہ جب ایک کسریٰ نے دیکھا کہ
 گروہ مسلمانوں کا اس جانب آگیا ہے۔ قتب سہر
 یاض بن سارر زوجہ کہ برا شہسوار اور سردار تھا۔ کو
 حکم کیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ کرے۔ اور ان کو روک
 رکھے۔ اور خود کسریٰ تدبیر فرار میں مشغول ہوا
 کہ جملہ اموال و نقد و جواہر و یا قوت سے جس قدر
 اکٹھا سکا لے لیا۔

روایت ہے کہ سعد جب دریا میں چلتے
 تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے۔ ذالک تقصد ید نعیم
 العظیم۔

یعنی یہ اندازہ کیا ہوا خدا غالب بڑے علم

والے کا ہے۔ چنانچہ اترنے والوں میں سے کوئی

شخص بھی غرق نہیں ہوا۔ وہ لوگ دریا پار اترنے والے
 آول سے آخر تک سب مع الحیر سالم رہے۔ اور ایک
 شخص نبیہ باریق سے جس کا نام عرقہ تھا وہ دریا
 میں پشت زین سے پھسل کر گھوڑے سے جدا ہو گیا۔
 اور گھوڑا سرخ رفتا۔ اور فش اور دم اس کی سبب غرق
 ہو گیا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ گھوڑا اور سوار اس کا ڈوب
 رہے ہیں۔ اس وقت اس کے پار تمام قاری ان عمر
 اپنا گھوڑا تیراٹے ہوئے جا پہنچے۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر
 کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ وہ پار ہو گیا۔ اور ایسا یہ بھی
 عجیب امر ہے کہ اس پانی میں کسی کی کوئی چیز نہیں گئی۔
 نہ تھن ہوئی۔ اس صوف ایک آدمی کا کہ وہ چوہا اس کے
 قدم کے نیچے تھا۔ وہ ٹوٹ کر پانی میں بہا۔ اور راجہ اس
 کو بے ہوشی سے تھپ تھپ کر سمجھنے لگا۔ کہ وہ دلہن ہیں
 ان کے اندر سے موت سے رنج و تشویش نکلتی ہوئی تھی۔
 شکر ہے کہ اللہ میرا حجام ہی چھینا۔ اب اسے آخر سب پارا ترے تو
 آدمی بنا برماجت غسل دیا۔ یہ آہانا گاہ مورخ نے وہی پہلے اسکی طرف اچھا
 دیا اس نے اٹھ لیا اور اس کو شکر میں لایا تو تاک نے پہچان کر اسے لے لیا

روایت ہے عمرو بن تیم سے کہ جب مسلمانوں نے دریا
 کو عبور کیا تو اہل فارس نے دریایرپی بر لب آب
 جنگا مر قتال عظیم گرم کیا۔ اور بہت سخت روانی لڑے
 اور اپنی جانوں کو سختیوں اور مصیبتوں میں ڈالا اور
 اس امر پر امداد ہوتے کہ آٹا لڑیں کہ لڑ کر مر جائیں
 اور یہ خاص ملک کسریے اور اصحاب ایوان کسریے تھے۔
 اور صاحبان سمیرم و قحہ تھے۔ اور سالار و گروہ ان
 بھی شہر یامش بن ساور تھا۔ چنانچہ خالد بن ولید نے شہر یامش
 کی آنکھ تک کر نیزہ مارا کہ اسی کی گدی توڑ کر پڑ جوتی
 اور گروہ اوندھا گرا۔ اور پھر دوبارہ اس پر ایک ضرب
 تلوار کی ماری کہ وہ قتل ہو گیا۔ ناگاہ اس وقت ایک
 جماعت سواروں کی جانب کسریے ایوان سے وہاں آن پڑی
 انہوں نے اس گروہ سے جن کا سالار شہر یامش تھا۔ یہ بیان
 اب تکس سے لڑتے ہوئے ملک کسریے تو فرار ہو گیا اور ہاتھ بیل
 اور اپنا دم ساتھ لے گیا انہوں نے جب خبر سنی تو وہ بھی پڑھوں میں

۱۰ خدمت گار - ۲۵ فشر ۱۲

کوئی بات بجز زیادہ تر مسلمانوں سے نہ تھی مسلمانوں نے دہلہ سے عبور
 کر نیک دن کا نام پورم الجراثیم رکھا تھا۔ (جراثیم جمع جرثومہ) اور جراثیم
 کہا ہے کہ جرثومہ کی شاخوں کے نمٹھے بندھے ہوئے دوستے بطور نرم
 یعنی جس طرح گھٹے بندھے تھے۔ منجانب اللہ ظاہر ہوئے
 اور جبہ ہر پانی پایاب تھا اسی طرح وہ بہتے تھے۔ اور
 اور وہ جرثومہ یعنی ریدن جو مانند مورچگان کے تھے
 زخم تناب اس پن سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور قیس بن
 ابی سارم نے اسی طرح روایت کی ہے کہ جب ہم لوگوں
 نے اپنے تئیں دجلہ میں ڈال دیا تو اس وقت دجلہ بڑے
 ہی جوش و خروش پر تھا۔ اور بہت زور شور کرتا تھا
 پھر جس وقت ہم بیچ دہری میں پہنچے تو ایسا ہوا کہ پانی
 کی چنپاں فقط گھوڑوں کے تناب میں لگی تھی۔ جب اہل
 فارس نے یہ حال دیکھا کہ اہل اسلام بے مشقت اور بے تکلیف دریا
 آرتے چلے آتے ہیں۔۔۔ گویا جن میں کہ خدا تم لوگ آدمیوں
 سے نہیں ڈالتے جو۔۔۔ بک جنتوں سے ارادہ الیٰہی کا رکھتے ہو۔ تو
 وہ بھی کئے مسلمانوں نے پابا کہ ایوان کسریٰ میں داخل ہوں تو سونے
 منع کیا اور کہا کہ کام میں ہر طرٹ عجلت کرنے سے باز رہو۔ کیونکہ

جلد بازی مورث ندامت و پریشانی ہے۔ اور میں اندیشہ کرتا ہوں کہ فرار کرنا عجیبوں کا شاید ان کے بعض ملک پرست و مکاریوں سے ہو۔ یہ سن کر کوئی داخل ایوان نہ ہوا اور روایت ہے کہ اسام الجازی نام ایک لڑکا سعد کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا۔ اے امیر اللہ میں نے آج سے خدا اور رسول کو راضی کیا۔ کہ آج میں نے عجموں کے سپہ سالار شہر یامن کو قتل کیا۔ بعد ازاں ان ساٹھ آدمیوں سے جو کہ باقی رہ گئے تھے۔ ان سے اپنی بات پر اپنی قتل شہر یامن پر گواہی چاہی۔ مگر ان میں سے کسی نے ان کی گواہی نہ دی۔ تب سعد نے اس جوان تجزی سے کہا کہ شہر یامن کو تو نے قتل نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر اس اڑبکے نے سرنگوں کیا۔ اور ارادہ کیا کہ چلا یاد سنہ تا ناکہ۔ اسی اثنا میں ایک شخص صحابوں میں سے کہ اس کا نام ہاشم بن قتب تھا۔ بول اٹھا کہ اے امیر میں نے خود دیکھا ہے کہ شہر یامن سرور اہل فارس کو اس نے قتل کیا ہے۔ پس سعد نے قول صحابی کی تصدیق اور اس لڑکے کو

سے مہاکدہ کر و نریب۔ سٹہ یون۔ محی۔ سٹہ قسم سے عقد تالی کی۔

خفت دیا اور رخت ^{تھ}۔ مقتول بھی اسی کے حوالہ کیا ہے
 واقعہ رحمتہ اللہ علیہ نے بواسطہ عبد اللہ بن بشیر و سلیمان
 بن عامر کے نقل روایت کی ہے کہ جس روز اہل اسلام
 و جہد میں داخل ہو کر پاراڑنے تھے تو اُس وقت
 یزدجرد بلائے ایوان اپنے چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ اہل اسلام
 مثل دریا بہتے چلے آتے ہیں۔ اور نہ اُن کے گھوڑے پیچھے
 مڑتے ہیں۔ اور نہ سوار کچھ گھبراتے ہیں۔ اور صحابہ آپس میں
 باتیں کرتے آتے ہیں۔ گویا کہ زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ
 دیکھ کر یزدجرد کو اپنے ملک کے زوال کا یقین آگیا۔ اور
 اپنی عزت اور سلطنت جانے کا یقین آگیا۔ اُس وقت
 بادیدہ گریباں و دل بریاں بام ایوان سے پیچھے اتر کر بیت المال
 سے خزانہ و جواہر لیا۔ اور نوشک خانہ سے عدوت ہائے گراں بہا
 اور کوٹھوں سے ظروف قیمتی اور کچھ چیزیں اور بے بہا ہمراہ
 لے کر باقی جو کچھ اُس کے یہاں آلات و سامانِ حصار سے یا جو کچھ
 اسباب اور بے بہا ہمراہ لے کر باقی جو کچھ اُس کے اسباب و سامانِ غیرہ
 سے بچانے پئے سے جمع کیا تھا۔ وہاں پھوٹا اجدادِ نذر و ان شہر

لے آئی پیش لے۔ بارگاہِ روئی آنکھوں سے لے کر دست سے خزانہ برتن

قصوی الجان جو شخص دانل ہوا وہ یعقوب ابہذی تھے۔ اور سمرہ
 ان کے جماعت خراسان جو جماعت توقع بن عمر دیکھاتے تھے
 اور شہر قسوی وہ تھا۔ جو منتہا سے بلا و مدین و خیرہ کے دان
 تھا ان کو بتائیں کہ یہ ہیں۔ اور وہی تخت گاہ مسکن
 بادشاہ کسریٰ تھا۔ چنانچہ شہر کے کوچوں اور تہا۔ حیوں میں
 کھس گئے۔ پھر کہیں کسی دشمن سے بات نہ ہوئی۔ ج
 ازاں سعد نے ارادہ کیا کہ شہر قسوی میں دانل ہواں۔ جب کہ
 سابق میں زبرین حویر یہ کو حکام کیا تھا۔ کہ اپنا شکر کریں
 جاویں۔ غرض کہ سعد اندرون شہر دانل ہوا کہ مجھے جو
 کوتاہی کرنے لگے۔ اور ایک طرف ایک دو مرا غول ہوا
 مرقل کے گشت کرتا تھا۔ ناہ ایک شخص مرقل کو ملا۔ کہ
 صاحب و مصاحب کسریٰ ہا تھا۔ تب مرقال اس کی فارسی
 زبان میں اس سے باتیں کرنے لگے۔ اور وہ بولا کہ عرب جو
 دریا ساری طرف آتے ہیں۔ وہ یہ بہت حق۔ مگر مرقل کو
 نہیں سبانت تھا کہ یہ بھی عرب ہے۔ چنانچہ مرقال نے اسے
 نیزے سے قتل کر دیا۔ اس کے غلاموں کو قید کر کے سعد

کے پاس حاضر کیا۔ اور بعض روایات میں مذکور ہے کہ
 مزربان کسریے سے ایک بڑا زمین دار تھا۔ اور شہریت
 پریشہ داخلہ عیب زدہ بھی موجود تھا۔ مگر عربوں سے اس
 کو کچھ خوف اور ہراس نہیں تھی اور وہ اُس روز اپنے
 گھر سے کسی کام کو نکل کر اپنے گھر کو پہنچتا تھا۔
 یہاں کہ غنائ و غیرہ اُس کے گھر کا اسباب بڑی
 تمام حال رہے تھے۔ تب مزربان نے پوچھا کہ کیا حال ہے
 وہ بولے زبوروں نے ہمارے گھروں پر غلبہ کیا۔ اور ہمارے
 ہم کو نکال دیا۔ یعنی عربوں کے خوف سے ہم بھی گئے ہیں
 پھر اُس نے اہل شہر کا شدت سے شور و پکار کرتا اور ان
 کو دوا دینا کرنا سنا اور سب اپنا آپ پٹتے تھے۔ یہاں
 دیکھ کر اُس دہقان نے اپنا ساز حرب نکالا۔ اور وہ زرہ
 پہنی اور ہتھیار لگائے۔ اور اپنا گھوڑا طلب کردہ اُس
 پر زمین ڈالا اور تنگ خوب مضبوطی اور احتیاط سے لیا۔
 اور یہ ارادہ جنگ سوار ہونے کو قدم رکاب میں رکھنا چاہا کہ
 رکاب ٹوٹ گئی مگر وہ مکرر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ کسی آفت
 سے جلدی سے بھڑوں سے زمیندار لگے جنگ کرنا نہ

میں ایک سوار عرب آیا اور اُس کو مار کر اور اُس کے رخت و
 سلاح پر کچھ التفات نہ کر کے چلا گیا۔ پس جس وقت سعد داخل
 شہر ہوئے تو تلاش کرتے کرتے جب ایوان کسریٰ میں پہنچے تو
 یہ آیت پڑھنے لگے۔ **وَادْرُثْنَاهَا قَوْمًا أَخَذِينَ** یعنی بعد ہاک
 قوم کفار کے درباب مکانات و باغات ان کے حق قتلے نے
 فرمایا کہ تم ان سب چیزوں کا وارث اور قوم کو کیا اور
 جس وقت سعد داخل ایوان ہوئے تو گھوڑے سے اتر کر
 پیدل ہو گئے۔ اور وہیں نماز شکرانہ فتح آٹھ رکعت تک
 سلام پڑھیں اور ایوان کو مسجد قرار دیا۔

روایت ہے کہ اس ایوان میں سپکا کر یعنی زعفران حضرت
 خضر کی نصب تھی۔ تو اُس کو اُسی حال پر بھیڑ دیا۔ لیکن
 اُس کو نہ مٹایا۔ اور نہ خارج کیا۔ اور جس روز سے ایوان
 میں داخل ہوئے اُس دن جمعہ کا روز تھا۔ تو اول نماز
 جمعہ جو کہ ملک عراق میں پڑھی گئی۔ وہی جمعہ تھا۔ کہ مدائن
 میں پڑھا گیا۔ یعنی جیسے وار و ملک ہوتے تھے۔ تو برابر سفر
 رہا اور نماز قصر پڑھتے رہے۔ کسی مقام پر قیام نہ ہوا کہ تمام
 نماز کرتے جمعہ پڑھتے مگر مدائن میں بفتح جو بہریت قیام کیا تو تمام

نماز و نماز جمعہ دونوں کو ادا کیا بعد ازاں سعد الیوان میں تین دن ٹھہر کر قصر ایفیف میں آئے اور عمر بن مقرن کو مال غنیمت پر وار و غہ مقرر کر کے حکم دیا کہ جس قدر مال غنیمت و اسباب خربینہ و قصر یافے کسریٰ و محلات و الیوان کسریٰ و دیگر مکانات یافہ روں میں ہو تو سب جمع اور فراستہ کر کے اُس کا شمار کر کے فہرست و تحفہ کر لو جب اہل مدائن نے دیکھا کہ تمام عرب اُس سرزمین میں یک جا جمع ہو گئے تو جو سب ہنسا گئے اور جس قدر مال و اسباب اُنھار کے لئے تھے ۔۔۔۔۔۔ مگر جو کوئی ان میں سے کچھ لے رہا گا۔ وہ وہ سب مسلمانوں نے ان سے چھین لیا۔ اور سعد کے پاس حاضر رہے۔ اور سعد نے اُن سب کو عمرو بن مقرن کے سپرد کر دیا۔ اور اُس نے اُس مال کے ساتھ شامل کر دیا۔ جو بیت المال میں جمع تھا۔ اول شے جو جمع کی گئی۔ وہ بھی مال و اسباب تھا۔ جو قصر ایفیف و منازل کسریٰ اور سائرہ ممکنہ مدائن میں فراہم کیا گیا جو مال غنیمت کہیں سے ہاتھ آجاتا تھا۔ وہ مسلمانوں میں تقسیم ہو جاتا تھا۔ مگر

اس مرتبہ بیت اماں میں جمع کیا گیا۔ اور جہد بن مبار
 نے بیان کیا کہ جب ہم مدین میں گئے اور ایک انبار
 کی طرف ہمارا گزر ہوا۔ اس پر سرپوش سے برقی ڈھکے
 ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے جانا کہ کھانا ہے۔ جب اس سرپوش
 کو اٹھا یا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک نرگس کا ٹھکانہ ہے۔
 کاٹے اور اس میں بہشت کا غور تھا۔ سوچا کہ یہ کیا ہے۔
 نمک ہے۔

روایت ہے کہ اس غریب میں نہ ہیر تماش و نہ بخت
 قرار شد گون کے آنکے حبیب جس نہرواں پر گئے تو کیا دیکھتے
 ہیں کہ اس میں پر بہت سے اہل فارس بہ تمام ساز و سامان
 بہ کمال زینت و آرائش جمع ہیں۔ اور بالائے جہت ایک رُخ
 از دھام ہے۔ اس لئے کہ ایک استرآن کا پانی میں گر پڑا تھا۔
 تو وہ سب بھوم کر کے اس کو بھال رہے تھے۔ اور آپس میں شور و
 غل کرتے تھے۔ اتفاقاً اسی ہنگامہ میں ایک اور استرآنی
 میں گر پڑا۔ تو وہ لوگ بڑے حیران و پریشان ہوئے
 تو حبیبِ مہمانوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا۔ اس استر کے
 لئے بڑا برتن ہے۔ جاگے ہوئے سہیل کے انہوں نے بھڑکے۔

لئے کرتی اور غفیم نے اس لئے یہ سب اس کے ورپے میں
 اس وقت اُن پر حملہ کر دیا اور قہر تلواریں مار دیں۔ تب تم
 نے اُن پر حملہ شہید کیا اور ان جیسے بہتوں کو قتل
 کر دیا اور باقی کے بھاگ گئے۔ اور تم نے اس آستر کو بٹھا کر
 تو دیکھا کہ اس پر چوڑے کسے بیٹے اور خواتین پر نور تھا اور اس
 کی ایک زرہ اُن قیمت رقی اور ایک چیل تھی جس میں
 جس سے تھے کہ اس کو پہن کر مباحات سے تھوڑے
 تھا۔ آخر وہ سب ہم سے آئے اور تھل بن سابق نے کہا کہ
 ہم نے اسٹر لیا۔ وہ اُن کو حوالہ دار و غنہ کے بیت المال
 کے کیا۔ مگر ہم نہیں جانتے تھے کہ اس کے اوپر کیا ہے۔
 اور یعقوب نے اپنے جد سے نقل کیا ہے کہ جو لوگ بہ
 طلب مفور شدوں کے نکلتے تھے۔ میں نہیں اُن کے ہمراہ
 تھا۔ ناؤ ہم نے دو آستر دیئے۔ اور ان کے ساتھ دو
 ہی آدمی بھی تھے۔ جو کوئی ان کے قریب ہاتا تھا۔ تو اس
 کو تیرہارتے تھے۔ چنانچہ کسی کو ان کے نزدیک جانے کی
 جرأت نہ تھی۔ مگر میں نے عزم باہرزم کر کے ان ڈول

پر حملہ کیا۔ بالآخر دونوں کو قتل کر دیا۔ اور دونوں
 استروں کو پاس داروغہ بیت المال کے لے آئے۔ کیوں کہ
 تمام عراق سے جو کچھ عرب لاتے تھے۔ وہ لکھتا جاتا تھا پھر
 جس وقت یہیں اُس کے پاس دونوں استروں کو لایا تو
 اُس نے مجھ سے کہا کہ ذرا اٹھ جا۔ تاکہ میں دیکھ لوں کہ تیرے
 ساتھ کیا چیز ہے۔ پھر میں نے اُس پر سے جو پوشش مٹائی
 اور خورجی کھدلی تو ایک استر پر تو تاج کسرے اور اقسام
 جو اہر تھے۔ اور دوسرے پر خلعت و پوشاک کسرے تھی۔ اور
 وہ سب پر زرا اُس میں لعل و گوہر لگے ہوئے تھے۔ محمد بن
 طلحہ و مہلت۔ یہ روایت ہے کہ تعقاع جس وقت بہ طلب
 تلاش مفورین کے روانہ ہوئے تو فارس کے سواروں میں
 سے ایک سے ملاقات ہو گئی۔ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے لگا۔
 تو یہ لوگ اُس سے پریشان ہوئے۔ اور بہت گھبرائے
 اور کوئی ایسا نہ تھا۔ جو اُس کے نزدیک جاسکتا۔ اس وقت
 تعقاع نے اپنے عزم بالجزم اور شدت صولت سے اس پر قصد
 کیا تو اُسے قتل کیا اُس کے اسباب ہمراہی میں سے دو صندوق غنیمت

لے بھاگے ہوئے تھے سخت دہشت سے تھکا ہوا ۱۲

ہاتھ لگے۔ ایک صندوق کو لہوا تو اس میں پانچ تلواریں
 تھیں مذہب و از کوشت اور زرین کسرے کی اور خود کمر
 پوشی اس کا۔ دوسرے کو جو لہوا تو اس میں زر و ہرقل ہاتھ
 روم کی تھی۔ زرہ ملک مایان ترب اور زرہ بن طایفہ ملوک
 کی تھیں جو کہ ہنگام ستیز قبل از گزینہ ہمراہ کسرے موجود تھے
 اور ان تلواروں میں ایک تلوار کسرچی کی عمر کی تھی۔ اور
 ایک ہرقل اور ایک ایک محمود و خاقان و ان بن المنذر کو
 تھی۔ چنانچہ جس دم سعد بن ابی وقاص نے ان سب اشیاء
 کا ملاحظہ فرما کر کہا کہ اسے قلعہ ان تلواروں میں سے
 جو بھی تجھے پسند ہو اٹھالے۔ اور اس سے اعدائے دین
 کے ساتھ جہاد کر۔ تب اتفاق نے شمشیر ہرقل کی اٹھالی
 پھر سردار منی اللہ نے اس کو بہرام گوہ کی زرہ بھی دی۔
 اور باقی اسباب قوت کی جماعت کو عطا کیا۔ تیغ کسرے
 اور تیغ نعمان دونوں راے نذر امیر المومنین رکھ دیے۔
 ان لئے کہ شامل خمیس کے بعد تان مرزبان کا روپوشاک
 زرہ و ارساں فرمایاں گے۔ و بعد ازاں جس پہ میں سے ایک

سے بھاگنے سے پہلے ۱۲

محمد حسن جوی، ۳۳ ستمبر ۱۳۳۳ء (۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء)

شخص ناقص تھا۔ سو بروقت تعاقب فرمایاں شکار کسرے
 میں بھی غاندیوں کے ہمراہ تھا۔ اسی منکھارہ وار دگیر میں
 کہ میں ایک راستے پر چلا جا رہا تھا۔ ناگہان اٹھائے راہ میں
 ایک آدمی بندوق کو ہلانے لگا۔ وہ اپنے ہمارے پر سوار تھا۔
 مجھے دیکھ کر وہ پشت خستہ سے آواز کر پیدل ہو گیا۔ اور میں
 کو بند جلد منکھارے چلا۔ یہاں تک کہ نہر پر پہنچا۔ اور گزشتہ
 تلاش کرنے لگا۔ بلین اس کو پرانا زنا کھانہ نہ ہوا تھا۔ تب
 میں اس کے نزدیک گیا۔ تو وہ مجھ پر تیر چھوڑنے لگا۔ اس
 وقت میں اس کے تیر سے اندیشہ ناک ہوا۔ آخر کار میں نے
 بھی اس کا تیر کاٹ کر اور زونچی کر اس پر حملہ آور ہوا۔
 اور پہلے ہی میں اس کو قتل کیا۔ اور اس کا ہمارے لیے لیا
 پھر کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا ساتھی ایک اور آدمی بھی
 ہے۔ اور اس کے پاس بھی ایک تیر ہے۔ مگر وہ اپنے رفیق کو
 کشتہ دیکھ کر اپنا تیر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں دونوں تیریں
 کر لے آیا۔ اور اس کے بعد مہتمم بیت المال کے سپرد کہیں۔
 جب ان دونوں کی پشت سے زین پوش اٹھ کر

لے چھا کر نہایت راستے کے درمیان سے گئے۔ ۱۲

دیکھا تو ایک شجر پر ایک گھوڑا زر انقرے سے بنا ہوا تھا۔
 اور اُس پر زر و جواہر قسم قسم کے جڑے ہوئے تھے اور
 اسی طرح اُس کی لگام بھی۔ اور ایسا ہی اُس کی زین
 بھی تھا۔ اور دوسری شجر سے ایک اور اونٹنی سونے اور
 چاندی سے بنی ہوئی تھی۔ اور اُس پر پاجان سونے کے جڑے
 اور اُس کی مہار بھی سونے کی اور اُس میں تمام نگینے
 یا قوت بٹھائے ہوئے۔ اور اُس پر ایک مرد ناقہ سوار بھی
 سیٹھن۔ زرین۔ سپر۔ آہنی پہنے ہوئے تھا چیا کسری
 کہیں وہ گھوڑا اور کہیں وہ ناقہ اپنے تارت میں اگاتا
 تھا۔ اور اُس سے تمام ملک روئے زمین پر ہی فخر
 و مباہات کرتا تھا۔

اب ہمیدہ ابہری نے بیان کیا کہ جب مسلمان مدائن
 میں داخل ہوئے۔ اور ہستم بیت المال غنیمت کا مال جمع
 کرتا تھا۔ اور تمام آدمی جو کچھ لاتے جاتے تھے وہ سب
 اسی زار و نہ کے سپرد کرتے جاتے تھے۔ جس وقت یہ دونوں
 حمار اُس کے حوالہ ہوئے تو اُس نے کہا واللہ میں نے کبھی
 ایسی چیزیں نہیں دیکھیں۔ بعد ازاں اس کو جو دونوں حمار

لایا تھا۔ حلف دے کر پوچھا کہ اس کے سوا سے تو نے
 کچھ اور بھی مالک حمار سے لے لیا ہے۔ یا ان
 چمیزوں میں سے تو نے بھی کچھ نکال لیا ہے اس
 نے کہا واللہ اگر خدا کو حاضر و ناظر نہ جانتا تو یہ دونوں
 حمار تمہارے پاس نہ لاتا۔ تب اس ہتھم نے کہا۔ خیر
 تو مجھے یہ بتا کہ تو کون آدمی ہے۔ اس نے کہا واللہ
 میں تجھ کو اپنا نام و نشان نہ بتاؤں گا۔ اس لئے کہ تو میری
 مدح و ستائش کرے گا۔ لیکن میں تعریف خدائے عز و
 جل کرتا ہوں۔ اور اس کے عین سے ثواب پے سناں پر
 اٹھتی۔ اور اس کی جزائے خیر کا اُمید دار ہوں۔ یہ بات
 کر کے وہ آدمی وہاں سے رخصت ہوا۔ مگر ایک آدمی
 وارد نہم کے پاس سے اس کے پیچھے ہو گیا۔ وہ کچھ اس کے
 جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون آدمی ہے۔ تو
 لوگوں نے بتایا کہ یہ عامر بن عبد القیس ہے۔
 روایت ہے کہ اس خبر کو سن کر ابو نفقہ و درمیان
 و ہتھم بیت المال کے جوئی تھے سو بن ابی وقاص نے کہا میں قسم
 کرتا ہوں کہ اس قسم نہ دے گا۔

اس حد کی جس کا کوئی شریک نہیں کہ اصحاب حبش و قادیانی
میں سے ہیں ہمارے اس لشکر میں سے میں کسی
کو ایسا نہیں جانتا ہوں کہ جس کو طلب ہاں و جاہ
و دنیا ہو۔ چنانچہ ہمارے نزدیک تین شخص مہتمم
لے لوٹ ہوئے تھے تو ہم نے ایک شخص کو واسطے
دریافت احوال اُن کے بھیجے رکھا دیا تھا۔ سو ہم
اُن کے اوصاف امانت زدہ و دیانت سے عاجز
رہے۔ اور تینوں ایک توحید بن غیلدر حضرت
صاحب نعم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدعی
نہوت ہوئے تھے دوسرا عمرو بن سعد کرب اور تیسرا
قیس بن مہیر۔

روایت کی ہے اُن اشخاص نے جو کہ فتح مدائن میں
حاضر تھے کہ جب ہم نے بعد فتح قصر ایمن سے
کے وہاں سے کوچ کیا تو کچھ زمیندار لوگ
وہاں آکر داخل ہوئے۔ اور اُس قلعہ کو پاڑ لیا
اور وہاں وہ سب اہل ذریعہ ہیں ارشد رزم و
قوی عزم شد تھے اور انہوں نے آپس میں بہہ و
حذف کر لیا تھا کہ ہرگز یہ خالی نہ کریں گے۔ پھر
جو لوگ مسلمانوں سے دہر پر آئے اور درپے

نہ مہم جوئی میں رہے۔ انہیں مہم جوئی میں نہیں لے گئے تھے۔

ان کے محاصرے کئے ہوئے وہ قلعہ نکلے۔ اور ہم
 بھی اُن کے ہمراہ نکلے۔ پھر جب ہم نے اُن زمینداروں
 کو دیکھا کہ آلودہ مٹی اور لُغز بکھری ہوئی۔ ہم
 لوگ اُن کے تیر پہ تاپ اور فلاخن ملے کی زد
 سے بچے ہوئے مٹی پر روکے رہے۔ تو آخر جب طول
 کھینچا۔ اور ہم کو اُن پر موقع ملا اور وہ
 وہاں سے نکلے۔ پائے تب ہم وگ اُن کے ریلے و دیوار
 کا محاصرہ کرنے سے اور کہیں کہ جہاد سے محروم
 ہیں۔ تب سعد نے مسلمان فارسی سے کہا کہ تم اُن
 لوگوں کی طرف جادو اور برائے مصالحت امور سامین
 کی کوئی نہ میرا اور کچھ ہی فکر کر۔ یہ سن کر مسلمان
 فارسی اُن ہی جانب آگے بڑھے اور فارسی زبان
 میں اُن سے کلام و بات کرنے لگے۔ تو وہ تیر چلانے
 اور پتھر برسائے سے باز رہے۔ اور ٹھہر گئے
 اور مسلمان سے بولے تو کون بے اُتھوں نے جواب
 دیا کہ میں بھی مسلمانوں کا بیجا ہوا آیا ہوں۔ اور
 تم خود جان لو کہ جو شخص اپنی جان یا مال خواہ وہ
 کے لئے متاثر رہتا ہے۔ نہ اس وقت ایسا کرتا ہے
 جب اُمیدِ مخلصی و رستگاری کی رکھتا ہے کہ نہیں

تمہارے واسطے کوئی صورت خلاصی کی نہیں دیکھتے
ہوں۔ کیوں کہ تمہارا بادشاہ تو بھاک گیا۔ اور
ہم نے اُس کا ملک و خزانہ لے لیا۔ اور اب مدائن
میں تمہارے واسطے کوئی مخالف باقی نہیں رہا۔
پس تم خدائے عز و جل سے ڈرو۔ اور مفت
اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو اور اس قلعہ کو خالی
کر کے ہمارے سپرد کر دو۔ کیوں کہ اسی میں تمہاری
بہتری ہے۔ اور تم کو امان ہے۔ جدھر تمہارا دل
چاہے جا سکتے ہو۔ کوئی ہم میں سے تمہارے ساتھ
تعرض نہ کرے گا عرض جب ان لوگوں نے
سلمان کی بات کو سنا۔ تو جواب دیا کہ جب تک
ہم سب رٹا کر مرنے جاویں گے۔ ہرگز یہ قلعہ خالی
نہ کریں گے۔

یہ سن کر ان لوگوں کے حسبِ حال یہ آیت
پڑھی۔ وَرَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعِیْثِہُمْ لَمَّا کُوْنُوْا
اٰخِیْرَ اَطْوَا فِی السَّيِّئِیْنَ اَلْقِیَالِ وَرَکَاۡتِ اللّٰہِ قَوِیًّا
شَیْذِیًّا۔

یعنی جن لوگوں نے کفر کیا، حق تعالیٰ نے
سبب ان کے بےش و غنیف کے ان کو مردود کیا۔

لے رکاوٹ اعتراف سے غصہ ۱۲ عہ پرہ ۲۱ ع ۱۸۶۔ آخری صفحہ

باز رکھی کہ وہ امور شیر کو نہ پیچھے اور برکات سے
 محروم رہے۔ اور حق سبحانہ تعالیٰ جو کہ مومنوں کے
 حق میں قتال کے لئے کافی و کافی ہوا کہ وہ ہیں و
 غلا بڑا توانا اور غالب ہے۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ سماعی تہذیب
 اپنے ہاتھ سے تیروں کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے۔
 تو وہ نام تیر وائیں بائیں طرف ہی نکل جاتے تھے یہاں
 تک کہ ان تیروں میں سے ایک بھی ان کے سر نہ لگے۔
 یہ دیکھ کر وہ سب کہنے لگے۔ بھتہ کو قسم ہے کہ اپنے
 اس شخص کی جو تیرا مشابہ الیہ ہے۔ اور جس کی طرف تو
 مائل تھے۔ سچ بتا کہ تو کون تھے؟ سلمان نے جواب دیا
 کہ میں وہ دیرینہ سال ہوں۔ کہ عمر میری چار سو سال
 کی ہوئی۔ آخر ایام میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی
 خدمت میں پہنچا۔ یہاں تک کہ اس امرت کے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں بھی فرستے ہوئے۔ پناہ چاہے جب
 میں حاضر خدمت با برکت ہوا تو انہوں نے میرا کرام
 کیا۔ اور جب میں نے ان کی خدمت گزار کی تو انہوں
 نے اس کے بدلہ میں مجھے عظمت بخشی۔ اور یہاں تک کہ
 مجھے اپنے اہل بیت میں محسوب کیا۔ اور مجھ سے فرمایا۔
 سَلَامٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ۔ اور دوسری روایت میں
 سَلَامٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ۔ یعنی کہ سلمان ہمارے اہل بیت

نے جس کی طرف اشارہ کیا جانتے تھے بامراد تھے جراتی تھے حسب رن، شمار کیا گیا ۱۲

سے ہے۔ پس جس وقت اُن لوگوں نے کلامِ سلمان
 کا سنا۔ تو معرفتِ سلمان کی اُن کو تاپت و تحقیق
 ہوئی۔ اور خوب یقین ہوا کہ یہ شخص اکابر اور
 ابرار اہل دین اسلام سے ہے۔ اور سلمان کے سامنے
 انہوں نے گرد نہیں جھکا میں اور بہ صبح و راستی
 پیش آئے اور کہنے لگے۔ واللہ ہم اپنے ارادہ
 اور راز کو تم سے مخفی نہ رکھیں گے۔ چنانچہ
 سبب ہمارے قتال کا یہ ہے کہ ہم مال و متاع
 کے واسطے تو لڑتے نہیں ہیں۔ لیکن ہمارا بادشاہ
 کسرے جو چلا گیا۔ اور ارادہ شہر نہادند کا
 کیا ہے۔ اور اپنی دختر بیار کو اپنے ہمراہ لے
 جانے سے معذور رہا۔ اور اُس کو ہمارے سپرد
 کیا۔ ہم نے حکم اس شہزادی کا اپنے اوپر واجب
 لازم کیا ہے۔ اگر تم ہم کو اُن کے ہی باب میں
 امان دو۔ تو ہم کسرے کی بھی تمہارے سپرد
 کردیں گے۔ جب سلمان نے اُن کا یہ بیان
 تو کہا کہ خیر تم انہما اپنے اس امر کو پوشیدہ رکھو
 نبی جاکر امیر سے مشورہ کرتا ہوں۔ تنب
 سلمان وہاں سے اپنے لشکر میں واپس آئے۔ اور
 جو کچھ ان لوگوں سے سنا تھا۔ وہ سب کے سب
 سعد سے ذکر کیا۔ ... تو پھر سعد نے کہا کہ اے عبداللہ

مسلمان تحقیق کہ مسلمان تمام عراق میں متفرق ہیں اور
مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اُن میں سے
اُن پر آپڑے۔ اور اُن کو اُن کے حال پر باقی نہ
چھوڑے۔

اس واسطے اُن سے کہہ دو کہ اگر تم ہماری
ہی حمایت میں آ جاؤ۔ تو ہم پر تمہاری اعانت واجب
و لازم ہوگی۔ پھر اُس وقت جس طرف تمہارا بھی
ارادہ ہو۔ بلا تاخیر چلے جاؤ۔ کہ بعد اُس کے جو
کچھ تم پر وارد ہو۔ ہم اس کے ضامن ہیں۔ یہ
سن کے مسلمان۔ پھر اُن کے مینداروں کے پاس
گئے۔ اور جو کچھ سعد نے کہا تھا۔ اُن سے ظاہر
کر دیا۔ چنانچہ جو لوگ اُن میں دانش مند تھے
وہ کہنے لگے۔ واللہ اگر عرب حق پر نہ ہوتے تو
نارس اور روم پر کبھی فتحیاب نہ ہوتے۔ اور
اب مقتضائے عقل یہ ہے۔ کہ ہم بھی عربوں کا دین
اختیار کریں اور اُن کے سایہ دولت میں بہ امن
و آسائش زندگی بسر کریں۔ کیونکہ یہ قوم ارادہ
ملک و ممدت کا نہیں رکھتی ہے۔ اور تم اُس شخص
(مسلمان) کی عظمت کو دیکھتے ہو اور جو کچھ اس کی
کرانت تمہارے روم پر ظاہر ہوئی وہ بھی تم

نے مشاہدہ کی۔ بعد اس گفت گو کے اُن لوگوں نے
 خفیہ و روزانہ کسوال کر لشکر اسلام کی طرف روانہ
 ہونے سے پہلے سمنان کے پاس آئے۔ تو وہ اُن
 سب کو اپنے ہمراہ لے کر امیر سعد کے پاس گئے۔
 اور وہ سب اُن کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ جب
 یہ واقعہ ہو چکا تو پھر سعد روانے لگے۔ اور فرمایا
 اَللّٰهُمَّ اَنْصِرِ الْاِسْلَامَ :-

یعنی اسے پروردگار تو ہی مدد دے اسلام کی نصرت
 کر اور یہ آیت پڑھتی۔ تِلْكَ الْاَيَّامُ نَدَا اَوْلِيَاءُ بَيْنَ النَّاسِ
 یعنی یہ گردش ایام و انقلاب زمانہ ہے۔ کہ ہم اس
 کو درمیان آدمیوں کے باتوں ہاتھ پیراتے ہیں۔
 ملک دنیاویوں ہی دست بدست دورہ کرتا چلا آتا
 ہے اور چلا جاوے گا۔ الخزینہ سعد نے مہتمم بیت المال
 سے کہلا بھیجا۔ اس نے جو کچھ مال و خزانہ ملک
 کے سرے کا قصر البیہ میں تھا۔ وہ سب قبضے کر لیا۔
 اور پھر جس وقت مال غنیمت مسلمانوں پر تقسیم ہوا
 تو اُن زمینداروں کو بھی (ہر سلام لئے لئے)
 سارے مسلمانوں کے برابر حصہ دیا گیا :-

بعد ازاں ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے قیام
 گاہ یعنی کہ اپنے مکان میں آباد ہوا۔ اور جب
 ان لوگوں نے سعد کو یہ حالت دیکھی۔ اور جو کچھ

انہوں نے زمینداروں پر نوہزش کی تھی۔ تو لوگوں نے
سنی تو ہزاروں اُن کے دیکھا ویسے اسلام لائے :
روایت کی واقعہ کی ۔ حمزہ اللہ علیہ نے موسیٰ
بن عبد اللہ سے اُس نے عمرو سے اُس نے اپنے
ہمدیکے سے ۔ انہوں نے کہا کہ جو اسے اس روایت
کے تھے اور روایت تھی پہلے سے ۔ وہ ہے ۔
کہ جب مردمان لشکر کسر کے پہلے ہوئے تو پھر
ہاشم بن عتبہ نے اُن کا تعاقب کیا ۔ تو نوبت اس
تک و تاز کی حوالی حارث بن ابی ریحہ ۔ وہاں ایک
جماعت اہل نارس سے ملاقات ہوئی ۔ کہ دو
لوگ اپنے ساز و سلاح^۱ سے چست و درست تھے
اور اُن کے ہمراہ بہت سے ہونٹ اور مٹل
تھے ۔ اور اُن پر عمار لوگ ہیں زمانہ سورج پانچویں
اور بہت سے خدام کنیز و خدام ایک مٹی کے
گرو تھے ۔ اور محافہ خرمائی کاڑی سے بنا ہوا
محق ۔ اُس پر پوشش رنگ برنگ کی تھی و
تار تار اُس کا زریں تھا ۔ اور تیل بوٹے اُس
کے ٹیلانی اور مرصع بجواب لب پہاڑ تھے ۔ اور اُس
کی چمک کے آگے نظر نہیں ٹھہرتی تھی ۔

۱۔ تفسیر سے کجاوہ سے لونڈیاں کے تھے ۔

یہ کیفیت دیکھ کر بااقتضای اپنے بھی باب کے
 اُس گروہ پر حملہ کیا۔ اور انہوں نے بھی اُن پر
 حملہ کیا۔ زہر بکھال خود صابر و ثابت رہے۔ اور
 اُسی محافے کے لئے سخت لڑائی کی۔ کیوں کہ
 وہ محاورہ شاہ زمان و مختار ملک یزد و جرد بن کسر نے
 تھا۔ اور اُسی سنا ہوا دی کو ساقر بن ہرمز اپنے
 ہشام میں سے ہانا تھا۔ چنانچہ ساقر کو ہشام نے
 قتل کیا۔ اور محاف نے شہم نے ہراہسان ساقر سے
 بیٹوں کو قتل کیا۔ اور باقی پس پشت پسپا ہوئے
 اور ہشام نے سب محافے اور اُن فادموں اور
 کنیزوں و غلاموں کو جو گرد و پیش محافہ میں
 تھے اپنے قبضہ کر کے ان سب کو معدے پاس لا
 کے حاضر کیا۔ اور اُن کو اُس بات کی خبر دی کہ اُن
 سب کے ساتھ ہی اس محافے میں کسر بنی کہ بیٹی ہے
 تو یہ سب کے سعد نے یہ بیت پڑھی۔ اَللّٰهُمَّ مَا لَكَ
 بِمَنْ تَوَلَّی مِنْ تَشَاوَرٍ وَتَشَاوَرٍ اَمَّا تَمْکِنُ تَشَاوَرٍ
 وَتَشَاوَرٍ مِنْ تَشَاوَرٍ۔ یعنی اسے پروردگار
 مالک مالک و زول تو ہی ملک و بادشاہت و بیات
 جس کو عاقبت ہے۔ اور تو ہی ملک و سلطنت چھین
 لیتا ہے۔

جس سے چاہتا ہے اور تو ہی جس کو چاہتا ہے

عزت و غلبہ عطا کرتا ہے۔ اور وہ جس کو چاہتا ہے۔ ذلیل و مغلوب کر دیتا ہے۔ بعد ازاں سعد نے خزانوں کا ملاحظہ کیا۔ اور اس میں دو بڑے بڑے صندوق نظر آئے کہ وہ اندر باہر تمام دیباچ و زربفت سے منڈھے گئے تھے اور اس میں مسند کسرے رکھی تھی۔ جو تمام زرتار یعنی زرتار و ریشم سے بنی تھی۔ اور تیسرے و چوہدرت اس پر بستے تھے۔ جس وقت سرمایہ میں نیش و ننگ و مے نوشی کرتا تھا۔ تو اس مسند کو اپنے ایلان میں پھساتا تھا۔ اور اس مسند کا نام بساط مزہبت کہہ دیا طاعت کہہ رکھا تھا۔

روایت ہے کہ جب سعد نے لوگوں پر غنیمت تقسیم کی۔ تو ہر ایک سوار کو بارہ ہزار وینار حصہ ملا۔ اور وہ سبھی سوار تھے۔ ان میں کوئی بیدل نہ تھا۔ جو لوگ وہاں حاضر نہ تھے۔ ان میں کوئی پیدل نہ تھا۔ جو حاضر نہ تھے۔ شہر حیرہ میں عورتوں اور بچوں کے سہراہ غنیمات تھے۔ ان کا حصہ بھی بکھلا گیا۔ پھر وہاں کے مکانات بھی لوگوں میں تقسیم کئے۔ خرمیذہ تو عمرو بن المدائن تھے۔ اور ہتم تقسیم کے سلمان بن زبیر ہوئے تھے۔ اور فتح مدائن ماہ تک وہیں ہوئی

لے تکیہ گاہ سے خوشی سے تازگی سے خوشی سے ۱۲

نقشہ اور خمس لکھا گیا۔ اور جب ارادہ تقسیم بساط
کا کیا۔ تو کسی کے ذہن میں نہ آیا کہ اس کی قیمت
کس طرح کی جاوے۔ تو تب سعادت نے کہا کہ اسے
گردہ مجاہدین میری رائے میں یہ آتا ہے۔ کہ اس بساط
کو ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بجنسہ
بیچ دیں۔ اُن کو اختیار ہے۔ کہ جس طرح چاہیں کریں
یہ سن کر سب کے سب ایک زبان ہو کر بولے جو
آپ کی رائے ہو۔ وہ بہت خوب و مناسب ہے۔
آخر اس بساط کو پھر اسی صندوق میں رکھ دیا۔
اور مال خمس پر اُس کو اضافہ کیا۔ اور یہ نامہ لکھا۔
کہ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

خط

ابتدا کی جاتی ہے۔ اس نامہ کی خطا و نہد تعالیٰ
بخشش کرنے والے مہربان کے نام پر اور یہ خط
امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی
خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ کہ وہ من جانب اُن
کے عامل سعد بن ابی وقاص کے جو ملک عراق پر

بامورد و مقدر ہیں۔ بعد حمد خدا و درود سردار انبیاء
 محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے پر ہمارا
 سلام۔ میں سپاس اس خدا کی کرتا ہوں۔ جس کے
 سونے کے کرنے دوسرے کو پرستش لائق نہیں۔ اور
 درود بھیجتا ہوں۔ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 پر اس بات پر کہ اُس نے ہم سے لطف و احسان کیا
 ہے۔ بہر بہت خضر یاب ^{علیہ} کرنے کے ایسے دشمن پر جو متبع
 شیطان ہے۔ اور اُس نے میدانِ گم راہی میں اپنی ہل
 پھوڑ دی ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے ہم کو خواب
 غبوریت پر حیرت اور استعلاعت بخشی ہے۔ تو
 اُس سے ہم نے تمام ملک بادشاہ کسری کا فتح
 کر لیا۔ حالانکہ اُس نے بہت جملے کئے۔ اور
 بار بار جنگ آدرنی کی۔ باوجود کمالِ تند و دہشتی
 اُس کے سرداران لشکر کے جن کی ہیبت اور
 رعب کی آن کے ملک میں بڑی دباک تھی۔ چنانچہ
 حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ملائکہ در و پشت پر مارے
 تھے۔ یہ اس لئے کہ اللہ مومنوں کا مالک و ناصر
 ہے۔

اور کافروں کا کوئی حامی اور مددگار نہیں ہے
 غرضیکہ ہم نے لشکر مخالف کو تہ تیغ کیا تو وہ دشمن خدا

(نیز و جود) بھانگ لیا۔ اور ہم نے جس کی دھڑلہ پکڑ
 لیا۔ اب ہم اس بات میں منتظر ہیں۔ آپ کے حکم کے۔
 کہ اب کہی کیا جاوے۔ فی الحال ہم مدینہ میں مقیم ہیں۔
 اور سلام ہمارا آپ پر اور مسلمانوں پر اور رحمت
 و برکات خدا سب پر نازل ہو۔

یہ عیشیہ محمد مال بشیر کے پیروں کے پانچ سو
 سو۔ ہمارا کر دیئے اور کسرے کی بیٹی کو جن اس
 کے غارت میں سوار کر کے مع اس کی کثیرہ غلام بشیر
 کے ہمراہ صبح دیا۔ بعد ازاں سعد کی رائے میں
 آیا کہ ایک بشیر نقیب فتح مدینہ کی خبر دینے والا
 بھی ساتھ جاوے اور آگے اموال خمس کے رہے۔ جیسا
 کہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر فضل و کرم کیا ہے۔ تو
 سب بیان کرتا چلے۔ تاکہ ہدیت و رعب۔ فتوح دلوں
 میں زیادہ ہو جاوے۔ پس اس کام کے واسطے عیش
 بن ناجد السدی یا واللہ اعلم ابن حلال کو بیج دیا
 وہ اپنے ناتھے پر سوار ہو کر بہ قلعہ مدینہ نکلے اور
 منازل و قطع مراحل میں تعمیل کرتا تھا اور حضرت کا
 یہ دستور تھا کہ نماز صبح بقراۃ سورہ مختصر پڑھ
 اپنے ناتھے پر سوار ہو کر عراق کے راستہ کی طرف
 متوجہ ہوتے تھے۔ اور اس بات کے متلاشی رہتے
 تھے کہ مسلمانوں سے کیا کوئی بات سنائی دیتی

مئے۔ چنانچہ ایک روز جو حسب معمول جو اس
 طرف سوار ہو کر چلے جا رہے تھے۔ ناگاہ کیا دیکھنے
 میں کہ جیش پانے نائقے پر سوار سے نمودار ہوا۔
 پس جب حضرت عمرؓ نے اُسے دیکھا تو پھر اُس
 کی طرف قصد کیا۔ اور اُس کے پاس جا کر استفسار
 حال کیا۔ کہ بندہ خدا تو کہاں سے اور کدھر سے
 آتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین! کہ میں
 مدائن سے آتا ہوں۔ تب لو سمجھا کہ تیرے پاس وہاں
 کی کیا خبر ہے۔ خدا تیری آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور
 ہماری تیری مغفرت لے کرے۔ تو اُس نے کہا کہ
 یا امیر المؤمنین! مشرودہ باز بہ فتح عام بہ سعادت تمام
 کہ حق تعالیٰ نے فوج مشرکین کو شکست دی۔ وابد
 القوم الجرمین۔ یعنی حق تعالیٰ نے پیچھا و تم
 منکرین کا کاٹ دیا۔ کہ ان کے پیچھے والا کوئی بھی
 موقع نہیں دیا کہ ان کی حمایت و پشت پناہی
 کرے۔ اور یہ کنا پر استیصال تک قطع نسل
 سے بھی ہے۔ اور ان کے در و دبار اور دیر نہ
 ہو گئے۔ اور ان کے آثار و نشان مٹ گئے۔
 اور سارے اسمعیل اور شتران کے ضابط و تلف

لے کر سے پوچھنا ہے حوطے لائن

ہو گئے اور تمام فوج و جماعت اُن کی اُلٹ
 گئی اور تمام جمعیت اُن کی پراکندہ ہو گئی۔ اور اُن
 کے محلات اور عمارات خراب ہو گئے۔ اور مدت
 ٹائے نہ دی اور ہمیں ان کی کوتاہ ہو گئیں
 اور احوال ان کے پریشان ہو گئے اور مسکن اُن
 کے بے چراغ۔ اور دشمن۔ ان کے ویران ہو
 گئے۔ چنانچہ جس وقت حضرت عمرؓ نے یہ گفتگو
 سنی۔ تو حمد و ثنا خداوند کریم بجا لائے۔ اور
 فرمایا کہ سے وہ اپنے گھروں اور آرام گاہوں
 سے آوارہ اور خراب ہو گئے بعد ازاں وہاں
 سے اپنے دو بیت مراستے کو پھرے اور حبش
 ساتھ ساتھ فتح مدائن کا ذکر اور وہاں کی
 باتیں کرتا چلا۔ یہاں تک کہ مسجد میں پہنچے۔
 اور لوگ یہ خوشخبری سن کر۔ بڑے ذوق
 و شوق سے غول کے غول ہر طرف سے
 آنے لگے۔ اور مسجد تمام خلقت کے ہجوم
 سے بھر ہو گئی اور پھر کشیش ہونے لگی۔ اور
 حبش سامنے کھڑا ہوا اُن سب سے عداوت کو
 بیان کرتا تھا۔ اور حاضرین حمد و ثنا سے
 خدا کی تعریف کرتے تھے اور حضرت
 علیؓ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے

تھے ۔ بعد ازاں بشیر بھی مال خمس وغیرہ لے
کر آ پہنچا کہ علاوہ اُس مال کے اس کے ہمراہ
کسرے کی بٹی تھی ۔ اور اُس کے ساتھ
کسرے کی پوشاک اور تاج اور ہر سلت کا
اور اُس کی بساط تھی ۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
یہ سب ہی چیزیں بار بار ملاحظہ کیں تو
فرمایا کہ یہ شخص راسد بن ابی وقاص بہت
بڑا امین ہے جس نے ہمارے واسطے یہ
سب اشیاء ہدیہ بھیجیں ۔

اُس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
یہ فرمایا کہ اب تم غنی ہو گئے کہ
رعایا میں بانٹ دو۔ یہ بات سن کر حضرت
نے بعد ازاں حمد و ثنائے باری تعالیٰ
کے مال خمس سے حصہ آن مسلمان کا بھی
نکالا ۔ جو کہ اُس وقت حاضر نہیں تھے
اور باقی خمس ہوا ضعیف و غنی سب

جگہ پر تقسیم کیا ۔ بعد ازاں صحابہ
کو فرمایا کہ اچھے مشورہ دو کہ اس
بساط یعنی کلیم کو کیا کر دوں ۔

لوگوں نے کہا ہم سے آپ کی راستے بلند و برتر ہے

مگر حضرت علیؑ نے یہ فرمایا کہ تو اپنے اوپر اب
 نادانی کو یاد نہ دے۔ اور شک میں نہ پڑ
 اس لئے کہ ماں دنیا بت تیرے سے کچھ نہیں ہے
 یعنی کہ تیرے ساتھ نہ عباسؑ کا۔ مگر جو کچھ تو
 نے کسی کو عطا کیا ہے۔ وہ تو جاری رہا۔ اور جو
 تو نے پہنا وہ بوسیدہ کر ڈالا۔ اور جو
 تو نے کھایا وہ تو نے کھو دیا تب حضرت عمرؓ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اے ابوالحسن۔ یہ سب راحت اور درست

ہے :

بعد ازاں اُس بشار کو نکال دیا۔ ٹکڑے کر دیا
 کہ اُن لوگوں میں تقسیم کیا۔ چنانچہ اُن میں
 سے ہر ایک آدمی کو ایک ایک ڈکڑا ملا۔
 اور پھر جس نے اُس کو مزدخت کر دیا۔ اُس
 کا بیس ہزار دینا ملا۔ اور جب تقسیم قسعات
 بشار سے فارغ ہوئے۔ تب حکم بن رواحہ
 کو اسی وقت بلایا گیا :

یہ ششمن اہل سینہ میں سب سے بڑا بسم
 والا اور تنہا رہتا تھا۔ اور تیرے بڑے بچہ خنق
 و بد مزاج تھا۔ جب وہ آیا تو اُس کو
 خلعت کسرے کا پہنایا۔ اور اُس کی حایل

کہ جس میں جواہر ٹسکتے تھے۔ اُس کے گئے میں ڈالی
اور اُس کا تاج اُس کے سر پر رکھا۔
اور اُس کے دستانے اُس کے دونوں ہاتھوں
میں پہنائے۔ اُس کا کمر بند اُس کی کمر
میں باندھا۔

غرض کہ جب سار حلقہ و حلیہ کسریٰ
ابن رداہ کے تن پر سجا۔ اور تمام
پوشاک اُس کو پہنائی۔ اور اُس کے ہتھبند
بھی لگائے۔ اور ذرہ و خود و غیرہ ساز
حرب سے آراستہ کیا۔ تو اُس وقت بھی
لوگوں نے جو اُس کی طرف دیکھا تو کسبے
جو اُس کی بادشاہی میں تھی نظر آئی۔

چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے شبیہ کسریٰ دیکھ کر لوگوں
سے خطاب کیا۔ کہ عبرت پکڑو۔ دنیا سے
اور دیکھو اُس کے انقلابات کو نسبت ہاں
دنیا کے کہ مصلحت و مہلکات اُس کے
کیسے کیسے نظر آتے ہیں۔ یہی کسریٰ تھا۔
کہ باعث کثرت اپنے مال و خزانہ و زر و

۱۰ مصیبتیں ۱۱ ہاک کر نیوای چیزیں ۱۲

جواہر کے اور بہ سبب عالی جاہ و عزت اور
ملک وافر ہونے کے ملک و دنیا پر ہمیشہ فخر
کیا کرتا تھا۔

لیکن اُس نے بادِ جود اس قدر ذی رتبہ
ہونے کے بھی اپنی ذاتِ خاص کے لئے کچھ
نہ کیا۔ جو خدا تعالیٰ اس سے خوش ہوتا۔
مگر یہ کہ اُمیدِ کاذب نے اُس کو مغرور کر دیا۔
یعنی خیالِ باطل نے اُس کو پکڑا۔ اور اُس کی
جائے پناہ سے اُس کو باہر نکال کر آوارہ
خانہاں کیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ اُس نے اپنے
دین و دنیا میں اکٹھا کیا ہے۔ اُسی میں
مبتلا رہے گا۔

ان بعد لوگوں سے مکرر بین کیا۔ کہ
اے گروہِ مردماں۔ دیکھو یہ بادشاہِ مدائن
کا تھا۔ کہ اپنے اصحاب سے جدا اور اپنے
اقرباء سے تنہا رہ گیا۔ اب وہ حشمت و
سلطنت کہاں ہے۔ اور وہ تمام لشکر و مددگار
کہاں گئے؟ اور وہ کینزیں اور غلام کہاں؟
وہ تاج و کلاہ کہاں؟ وہ جمشید۔ ہوا خواہ
کدھر؟ اور وہ پانچویں گھوڑے کہاں گئے؟
یہ کہہ کر بعد میں یہ آیت پڑھی:۔

قَالَ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَبِيلٌ - یعنی اسے دنیا سے ملے ہوئے
 غایہ و سلم - تو تو لوگوں سے کہہ دو کہ مال و
 متاع دنیا قبیل و بیچ ہے۔ یعنی کچھ مال نہیں بچا
 زراں لوگوں سے مخاطب ہوئے :-

اے جماعت اصحاب! میں لینا نہ کرید
 عاقبت - یعنی تم میں سے جس کو ہاتھ بقیقت رکھتا
 ہے۔ یہ اشارہ ہے۔ اس بات سے کہ جس پر
 ثبات و استحقاق رہتا ہو۔ پارہیجہ کہ وہ
 اٹھ کر سامنے آوے اور بیان کرے۔
 یہ سن کر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا
 اے امیر المؤمنین! میں پسر ہوں صاحب
 و خلیل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
 اور اُس شخص کا لپسر ہوں جو سب سے پہلے
 بیان لایا۔ اور جس نے حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو اپنی پشت پر اٹھایا۔ اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی۔ اور
 نصرت کی اور مال اپنا راہ خدا دیا۔
 اور ان کے ہمراہ داخل ہو کر یار غار بن
 و رہنے والے کے فروان سے جہاد کیا۔
 و جہاد کرنے والوں سے جہاد کیا۔ اور

بن لوگوں سے فخر سے بڑا
چیز ہے یہ کہ تم نے اس کے بارے

میں یہ آیت نازل فرمائی۔ (الیحدیث)
مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور اگر تم اللہ سے ڈرتے ہو تو وہ تم کو ایسا مخرج دے گا جس کا تم نے گمان ہی نہیں کیا۔ اور اگر تم اللہ سے ڈرتے ہو تو وہ تم کو ایسا مخرج دے گا جس کا تم نے گمان ہی نہیں کیا۔

یہ سچا ہے۔ اور تو نے اپنے باپ کی
ہیت کم فضیلت بیان کی۔

بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے عبدالرحمن کو خلعت دیا۔ اور دس

ہزار درہم عطا کیا۔ اور اصحاب سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اب تم میں سے کوئی شخص اس

حقیقت اپنی کو بیان کرنا چاہتا ہے۔ تو بیان
کرے۔ تب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ

تعالیٰ عنه، کھڑے ہوئے۔ اور بیان فرمایا
کہ۔ کہ میں وہ ہوں۔ جس نے عشریت تنگی
کے وقت سائلانِ حبش سے کہا تھا کہ دیا

اور میں بیر و مہ پر حاضر ہوا۔ اور میں نے تمام قرآن شریف کو تالیف و جمع کیا اور میں نے دو رکعت میں تمام قرآن شریف پڑھا۔ اور میں نے دو دختران (زمین و ام کلثوم) کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقد کیا۔ اور میں نے دو قبلہ کی جانب نماز پڑھی اور محبت خدا اور رسول میں اپنا مال تقسیم کیا۔ اور میں وہ ہوں کہ جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

أَمَّنْهُوَ قَانِتٌ أَنْ أَدَّ الْأَيْلِ سَاجِدًا أَوْ قَائِمًا
يُحَذِّرُ الْأَخِيذَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً رُبِّهِ

یعنی کیا وہ جو فرمان برار اور اوقات شہوں میں نماز گزار ہے۔ جب کہ وہ سجدہ و قیام کرنے والا ہے۔ اور خوف الہی رکھتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے۔ یعنی وہ شخص ایسے شخص کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو ایسا عمل نہیں کرتا :
تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

نے فرمایا : اے ابوفیضان ! تو نے کیا خوب کہا۔ مثل

تیری کون سے کہ جھوٹ سے دور اور باز
رہا ہو۔ اور پھر اُن کے لئے بھی دس
ہزار درم کا حکم فرمایا۔

بعد از عطاء و انعام عبد الرحمن رضی
اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے
زہد و ورع و دو بھائیوں کی طرف نظر
کی۔ اور وہ دو نون دو شاخیں سرسبز و
دونوں سردار جوانان اہل جنت اور دونوں نوات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے دو گلیان
(حسن حسین علیہ السلام) تھے تب اُن دونوں سے کہا کہ اے
میرے پیارے۔ کہو تم دونوں کو کون سی حاجت
ہیہاں لائی ہے۔ تمہاری مانند و برابر دوسرا
کون ہے جو فخر کرنے۔ کیا تم نواسے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہو؟ کیا تم دونوں
کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ عنہا
نہیں ہیں۔ کیا پدر تمہارا خدا کا پرہیزگار نہیں
ہے؟ کیا درمیان تمہارے تاویل قرآن شریف
نازل نہیں ہوئی ہے۔ کیا تم میں چھٹا

۱۔ پرہیزگاری سے (یعنی کائنات سے مشق ہے۔ دنیا سے کاٹنے
والی۔ لقب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا: ۱۔ رضی اللہ عنہا ۲۔ ابو شیعہ رضی

شخص زیر عتبہ جبریل نہیں تھا ؟ یعنی تم ہی
 پنجتن اہل کسٹھ میں چھنا جبریل بھی داخل تھا
 کہ اُس کو بھی ساوس اہل حساب ہونے کا فخر و
 ناز تھا ۔ اور حق تعالیٰ نے تم میں یہ علم
 نازل نہیں کیا ۔ کہ نیکو کاروں پر کوئی بے نیل
 مداخلت و دست اندازی کا نہیں ہے ۔ غرض
 کہ اگر تم دونوں فخر کرو ۔ تو تمہارے لئے بڑا

فخر ہے اس گھنٹ گو کے بعد ہر ایک کو بیس بیس
 ہزار درہم دینے کا حکم دیا ۔ اُس وقت بھی
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا :-
 اے عمر ! اللہ درگاہ ۔ یعنی خدا تعالیٰ تم
 کو اجر نیک و جزائے خیر عطا فرما دے ۔ کہ کون
 آدمی تمہاری مانند بات کرتا ہے ۔ اور کون
 اس طرح مدائح اہل بیت نشر کرتا ہے ۔ اور
 کون ہے جو ایسی شہناخوانی اور اس طریقہ
 سے ذکر خیر اور اس قسم کی شکر گزاری اور
 پاس داری کرے بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا
 کہ اب وہ شخص کہ جس کا باب امور خیر میں

سابق و لابق ہو۔ اٹھ کر میرے سامنے آوے
یہ بات سن کر عبداللہ بن عمرؓ رو برو آکر اسے
ہوئے اور عرش کی :-

"اے پدر بزرگوار! کہہ ہیں آپ کا پسر نہیں
ہوں۔ اور کیا آپ اس امت میں لائق انصاف
و حمد و افتخار نہیں ہیں؟ اور کیا آپ کو لئے
فصاحت اور وقعت اور وقار حاصل نہیں
ہئے۔ کہ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی اہمیت
کی۔ اور آپ نے سنت و میرت حضرت سلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تابعداری کی۔ خداوند تعالیٰ
جل شانہ نے آپ کے حق میں یہ آیت نازل
فرمائی :-

يَا أَيُّهَا الْبَنِي حَنْبَلُكَ اللَّهُ وَمَنْ اتَّبَعَتْ بَنِي
الْمُؤْمِنِينَ :- اے بنی تیری امداد کے لئے حق
تعالیٰ کا فی ہے۔ اور مومنین میں سے جس نے
تیری تابع داری اور پیروی کی۔ نصرت اور
کفایت کرتا ہے۔ اور آپ نے اسلام کو ایسا
شعبہ دیا کہ عبادت خدا جو خفیہ کی جاتی تھی۔
وہ ظاہر بجا لاتے ہیں۔

تب حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ اسے فرزند
 وہ شقی ہے۔ جو دنیا مکار کے فریب میں آجئے
 اور سعید وہ ہے جو عاقبت و آخرت کے
 لئے نیک کام کرے۔ اور پھر یہ آیت پڑھی
 مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ یعنی جو کوئی نیک کام
 کا مرتکب ہوتا ہے۔ ضرر اُس کا اُسی کی ذات
 پر واقع ہوتا ہے۔ یہ کہہ کے اپنے بیٹے عبداللہؓ
 کے واسطے ایک ہزار درہم کا حکم دیا۔ تو اس وقت
 عبداللہؓ نے اپنی حقیقت بیان کی اور یہ کہا کہ والد
 بزرگوار! میں نے ہجرت کی ہے۔ یعنی میں ہاجرین
 ہیں سے ہوں۔ اور میں نے مالِ راہِ خدا میں دیا۔
 اور دین کی امداد کی۔ اور میں نے جماعتِ رو
 کو پراگندہ کیا۔ اور اُن کے جیشِ لہ کو جنبش میں
 لایا۔ اور میں نے کوئی تقصیر و کوتاہی نہیں کی۔ مگر
 اُس پر بھی آپ میرے لئے خدا کے مال کثیر سے
 تھوڑا حکم فرماتے ہیں۔ یعنی میرے حق میں آپ
 بہت زیادہ کمی کرتے ہیں۔ حالاں کہ آپ
 نے اُن لوگوں (یعنی حسنینؑ) کو اس قدر دیا
 ہے۔ تب حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۴ حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۱۵۴ لشکر ۱۲

نے کہا :-

"اے فرزندو! رام انصاف پر قدم رکھ
اور نہ کہ پیروی اسرافؑ کی۔ میں تجھ سے یہ
ہی کہتا ہوں کہ مشکل حد امجد اُن دونوں
کے اگر تیرا بھی جد ہوتا تو اُسی قدر تجھ
کو بھی دیا جاتا۔ کہ جیسی ان دونوں کی والدہ
ماجدہ ہیں تیری بھی ماں ویسی ہوتی۔ تو تجھ
کو بھی اُن کے برابر پورا دیتا۔ اور اگر تیرا پدر
بھی ان کے پدر کے برابر ہوتا۔ تو میں تجھ
کو بھی اس قدر رضا مند کرتا۔ لیکن اے فرزند
روز قیامت جتنے نسب اور جتنی قرابتیں
ہیں وہ سب منقطع ^۱ ہو مخفی ہو جاویں گی
مگر نسب بقول زہرا روشن و ثابت رہے گا۔
روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ
عنه ان باتوں سے فارغ ہوئے۔ تو کسرے
کی بیٹی کی نسبت حکم دیا کہ اُس کو سامنے
لاؤ۔ چناں چہ وہ شاہزادی رو برو جو آئی
تو اُس کے تن پر پوشاک نفیس و زیور
جواہرات سے بہت کچھ تھا۔ تب ایک

۱۔ فضول خوچی ۲۔ ٹوٹا ہوا۔ ۱۲

آدمی کو حکم دیا کہ زلیخہ و غیرہ اُس کا آثار
ہے۔ تاکہ اُس کی قیمت سے لوگوں کے لئے
انشاف کیا جائے آخر وہ شخص شاہزادہ کی
طرف گئے بڑھا تاکہ وہ سب اسباب تار
بیونسہ۔ مگر شاہزادی نے اُس کو منع کیا۔
اور اُس کے سینے پر دو تہتر مارا۔ کہ وہ

باز رہا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عینہ عنہ غصیب میں آئے۔ اور بوقت
اس ملک پر تازیانہ بلند کئے۔ دوستے غصہ تک
کے بچے اور وہ روئی تھی۔ اُس وقت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین
مہاراجے غصہ نہ کر۔ اور افر و ختمہ ناظر نہ
ہو۔ یہ تحقیق میں نے حضرت علی علیہ السلام
و آلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے کہ جو
رہیں قوم ذلیل و خوار ہو جاوے۔ اور جو
غنی و توانگر کسی قوم کا محتاج و نادار ہو جاوے
تو اُن پر رحم کر دے۔ یہ بات سن کر طیش حضرت
کافرو ہو گیا۔ اور پھر جو اُس شاہزادی کی طرف
نگاہ کی۔ تو یہ دیکھا کہ وہ شاہزادی تیز تر سے

حسین ابن علیؑ کو دیکھ رہی تھیں۔
اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے کہا۔

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ فراست اللہ
و فیما انت ساجد مومن سے دڑتے ہو اور
لوگوں کو نظر رکھو کہ بہ قوت نور خدا مشاہدہ
کرتے ہیں چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ رومی
حسین ابن علیؑ کو چشم التفات اور تیز نگاہ
سے دیکھتی ہے۔ سو مجھے یہ بات ثابت ہوئی
ہے کہ یہ دختر تمام آدمیوں میں سے حضرت
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عقیدت
رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ہم لوگوں میں ان
روئے صباحت اور وجاہت کے حضرت حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی بہتر نہیں

ہے۔ اس کے بعد فرمایا :-

اے ابا حضرت عبداللہؑ اس لڑکی کو
نو کہ یہ میری طرف سے تمہارے لئے بدیہ

سے سمجھ کی تیزی سے دانائی۔ ۱۲

و تخفہ ہے ۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور
سب ماضیین مسلمان اس امر میں حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شکر گزار ہوئے ۔
عمر بن محمد واقفی نے انس عبد اللہ علی
سے نقل ہے ۔

انہوں نے کہا ماہ ربیع الاول ۲۹۰ھ
ہجری میں مسجد اقصیٰ کے درمیان میرے سامنے
یہ روایت پڑھی گئی ۔ جن کو عدوان بن
مائد العتوی نے مجھ سے روایت کی ہے کہ
جس وقت اہل فارس مدائن سے شکست
پاکر مفرد ہوئے ۔ تو سعد بن ابی وقاص
نے مدائن پر قبضہ و تسلط کیا ۔ اور دیگر
حالات ان کے وہ ہیں ۔ جو بیان ہو چکے
ہیں اور بتائے ہیں ۔

پھر وہ اپنی جائے قرار (قصر امیہ)
میں مقیم ہوئے ۔ اور اُس میں اس شان
سے جلوس کیا کہ جس طرح شاہان کسری
اجلاس کیا کرتے تھے ۔ مگر یہ کہ لباس

یہ مدائن ایک شجرہ نام ہے ۔ نیز مدینہ کی جمع ہے ۔ در مدینہ
شہر کو بھی کہتے ہیں ۔ سیدہ محل ۱۲ ۔

عبودیت و خشوع کا زیب تن اور پیراہن
 خضوع کا در پر تھا کیوں کہ دنیا کو خواہاں
 پریشاں سمجھتے تھے۔ اور آخرت کو دارالقرار
 و سرائے جاوداں جانتے تھے۔ اور جس وقت
 آثار ملک عجم۔ اور آن کی مملکت کی طرف نظر
 کرتے تھے تو دین اور یقین ان کا زیادہ ہوتا
 تھا۔

تَمَّتِ الْيَتَمَةُ بِعَوْنِ الْمَلِئِكَةِ الْكَافَّةِ

تفسیر ابورشید محمد عبدالعزیز عفا اللہ عنہ خطیب مہج
 زنگی الخیرین منزل متصل تکیہ نور شاہ
 متوفی چارگاہ دالی فاس
 ہجرت پنجم

نور محمد علی دانی علیہ السلام ختم المریدین بنی نینہ الاول ۱۳۵۹ھ

جولائی ۱۹۳۷ء

الآن اگست ۱۹۴۰ء ورجب المرجب ۱۳۵۹ھ

سوانح محمدی حضرت رسول مہم

از مسند پانچویں شریف امامی کتب ہر کتاب

اخلاق و عبادات و غیرت و ہجرت اور ان کے جذبات و روئے تہائیت تحقیقی و درست
حالات کیساتھ اس کتاب میں دست لکے ہیں یہ کتاب ابان مسلمانوں کے دل میں
مطلوع فرمائی ہے اور اس کا بڑا کریمنا موجب تقویت ایمان ہے لیکن فی چہ پانی
دیدہ تریب و تہذیب برف عہد سائر لپٹا ہم دلاؤ معرہ عمدہ دیدنیب اور

عکس جمال شریف حبیبی

صوت نہایت اچھی و بے نیر جان شریف آپ

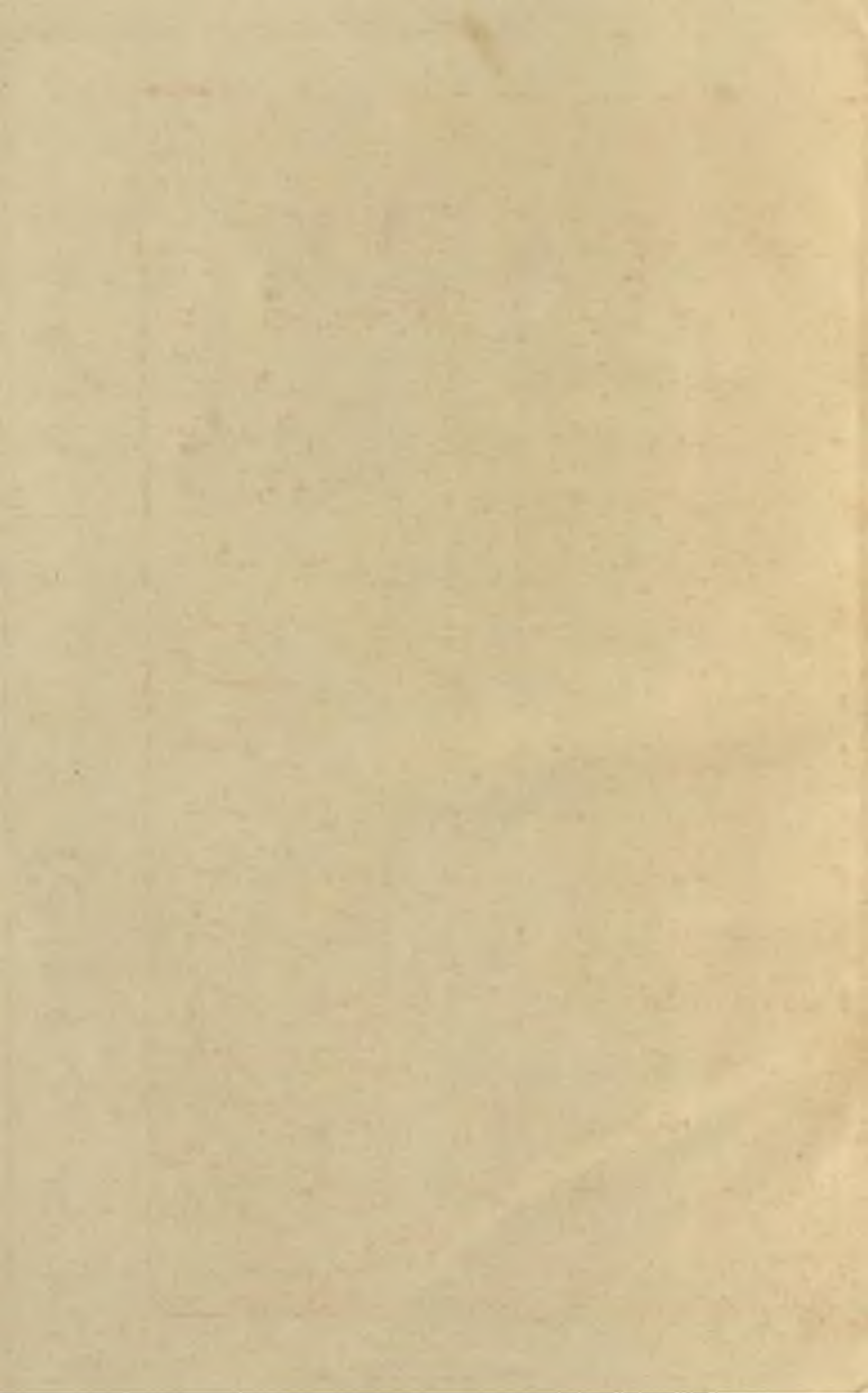
از نظروں سے اس مہم کی بھی نہیں گذرے
ہمارا خیال ہے کہ شریف کی کوئی تخت و سواخت فی اور ذکر شیر خیزم کریمہ ہر
اس کی روایت یہ ہے کہ سب سے پہلی ایام میں ہاتھوں ہاتھ لگے ہر حضرت میر کہ ہر
پیشوا اس کے آپ اردو دیکھ کر الہام و وہ پھر دوست ایڈیشن ہر ہر
اس وقت نو غنیمت سمجھیں اور جلد از جلد اسے مابین مسلمانوں میں پھیلنے
انجمنہ فی حق داری و عمدہ اس مجموعہ مرغی میں
یاد و سوز و غمت میں شش فصل دے

بیشمار شہر لالہ پورہ شریف مہم

کچھ الہامی و داکر دعا کے دست پند و سرور و دیگر بہت سی دعائیں درج ہیں
بادعہ و نام خرمیوں کے ہر یہ صرف ایک پیر کا آئے بعد و محسوس ان کا فی چہ پانی و دریا
ارکان الاسلام اس کتاب میں بنایا گیا ہے کہ اس اس کے و کین کیا میں اور
ان میں سے کین کین پر عمل کرنا ضروری ہے لہذا مذہب

واقفیت کیلئے ہر ایک مسلمان کو اس پر عمل کرنا ایک ضروری ہے قیمت حوالی معنی صرف روم
رہنے کا مکتبہ

شیخ محمد حسین علی ایڈیٹر ناسر ناشران کتب کسٹمری بازار لاہور



دہلیز کتب خانہ

بیاض کریم حکمت کی نایاب کتاب سنہ ۱۰۰۰ھ

کعبہ مطلب

مفردات عربی

استاد حقایق

علم شہ جات

بستان حکمت

استاد خراجی

طب انماکشی پنجابی

طراشقا پنجابی

طب اکبر اردو تختی کلاں

پاکستان شووٹ ڈکشنری

پاکستان شووٹ ڈکشنری

پاکستان شووٹ ڈکشنری

کلاں تختی عجیبہ سنہ ۱۰۰۰ھ

یوگولڈن محمشس نمبر

یوگولڈن رومن نمبر

محمشس نمبر خود

سوانح رسول مقبول اندہ

خوان نعمت یسی منکر باورپی غاہ

مفت سراج البحر

مہرب نزل الشرقی نزل

پاسنری یعنی ہاتھ رکھا

نور محمد نقوی کی کتاب

سیلا دگوہر کی کتاب

خطبات خادم پنجابی

احوال ملاحت حافظ خادم مسکنی

سیرت شام پیرانہ طلی

سیرت شام

شیخ غلام حسین امینڈ کتب خانہ دارالاحیاء
سمنہ جرن کتب خانہ



